اوم

مخزن الاخلاق

بزبان اُردو

مصنفہ

دیوان میا داس غریب منشی مختار وریونیو
ایجنٹ درجہ اوّل عدالت عالیہ فنانشل کمشنر پنجاب

سنہ ۱۹۰۵ء

در مطبع مفید عام لاہور طبع شد

بار سوم

قیمت فی جلد ایکروپیہ

مخزن الاخلاق کو کرنل سی ایچ
مارشل صاحب۔ سابق
ڈویژنل جج بہادر لاہور کے
نام مبارک سے معنون
کیا گیا ہے +

جل بھن کر آپ ہی خاک میں مل جاتے ہیں ٭
دیکھو ننھے سے بیج سے کیسا عالیشان درخت پیدا
ہو جاتا ہے۔ تم بھی اپنی خوش خلقی کے بیج کو لوگوں کے
دلوں میں بو کر اپنے آپ کو درخت کی طرح عالیشان
بناؤ۔ کج خلقی اور نااتفاقی سے لوگوں کی برائی نہ کرو۔
اوروں کی لیاقت اور دولت و حشمت پر رشک نہ کھاؤ
بلکہ اپنی لیاقت اور دولت و حشمت کو محنت کر کے اُس
کے برابر پہنچانے کی کوشش کرو۔ اسی طرح تم بھی اُس
جیسے بن جاؤ گے۔ رشک و حسد کی آگ میں جلنے
سے سراسر تمہارا نقصان ہے۔ نیک کاموں سے انسان
کی روح تر و تازہ رہتی ہے۔ اے حاسدو! اگر تم بھی حسد
کو ترک کر کے لوگوں کی نیکی چاہو گے۔ تو تمہاری
روح بھی بدی سے بچکر نیکی میں ترقی کریگی۔ آخر نیکی کا

ثمرہ تم کو حاصل ہوگا۔ نیک کہلاؤ گے۔ عزت پاؤ گے۔

پانچویں فصل

دُور اندیشی

دُور اندیشی انسان کی زندگی کی ملکہ و رہنما ہے اُس کی یہ ہدایتیں ہیں۔ انہیں غور سے سنو اور دل کے خزانے میں جمع رکھو۔ کہ یہ تمہارے تمام عمر کام آئینگی۔ اور تم کو ہر ایک آفت سے بچائینگی۔ عزت و حرمت کے تخت پر بٹھائینگی۔ خوشی و خرمی کے باغ تمہارے روبرو کھِلائینگی۔ فضول گوئی سے اپنی زبان کو لگام دو۔ فضول گوئی سے خاموشی بہتر ہے۔ اپنے ہونٹوں کے آگے احتیاط کا چوکیدار بٹھاؤ۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہارے

مُنہ سے ایسے الفاظ نکل جائیں جو تمہارے امن چین میں خلل انداز ہوں کسی کو مصیبت یا تکلیف یا بیماری کی حالت میں دیکھ کر ٹھٹھے نہ اڑاؤ۔ تمہیں کیا خبر کہ تم پر بھی کبھی کوئی ایسا ہی وقت آجائے۔ جو اوروں کو مصیبت و تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک دن مصیبت میں پڑ کر تکلیف اُٹھاتا ہے۔ زیادہ بولنے سے اکثر شرمسار ہونا پڑتا ہے۔ مگر خاموش رہنے سے اس طرح کا کوئی رنج نہیں پہنچتا۔ وہ بہت امن میں رہتا ہے۔ بہت بولنے والا مجلس کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ اہل مجلس اُس کے زیادہ بولنے سے تنگ آجاتے ہیں کبھی کبھی تنگ ہونے سے جنگ کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ زیادہ بولنے میں فخر نہ سمجھو۔ بلکہ اس کے سبب انسان حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور بنیر

نہ ہنسو۔ ورنہ کل تمہاری بھی ہنسی اُڑیگی۔ زیادہ مسخراپن کرنا دوستی کے حق میں زہر قاتل ہے۔ زندگی اپنی حیثیت اور مقدور کے مطابق بسر کرو۔ اپنے تمام خرچ خوب سمجھ سوچکر کرنے چاہئیں۔ تاکہ تمہاری جوانی کا اندوختہ تمہارے بڑھاپے میں آرام سے زندگی بسر ہونے کا باعث ہو۔ حرص بُرے فعلوں کی ماں ہے۔ کفایت شعاری تمہاری نیکیوں کے لئے ایک لائق و عُمدہ محافظ ہے۔ تم اپنی ہی نبیڑو اور اپنے ہی کاموں میں پُوری ڈالو۔ کامل توجہ اور پوری کوشش سے کرو۔ تمام دنیا کے کاروبار اور اُنکی حفاظت کو والیانِ مُلک پر چھوڑو۔ جو روپیہ تفریح طبع کے واسطے خرچ کرتے ہو۔ وہ قلیل رقم ہونی چاہئے تاکہ جو خوشی تم نے حاصل کی ہے وہ تکلیف سے نہ بدلجائے

آسودہ حالی میں احتیاط کو ہاتھ سے نہ دو۔ اور کثیر آمدنی
کی حالت میں کفایت شعاری کو نہ چھوڑو۔ کیونکہ جو
شخص جذبات حیوانی کے پورا کرنے کے درپے ہوکر
عیش و عشرت میں پڑ جاتا ہے۔ وہ اکثر اوقات دمڑیوں
کو محتاج ہو جاتا ہے۔ اُسکا اعتبار نہ کرو۔ جس کو تم نے
آزمانہ لیا ہو۔ کسی دلیل کے بغیر اُس کی ہر ایک بات نہ
مان لو۔ ہاں جب تم نے خوب طرح معلوم کر لیا کہ دیانتدار
ہے۔ تو پھر تم اُس کو اپنے دل میں جگہ دو۔ اور بے بہا
موتی اور بے نظیر جواہر سمجھو کیونکہ ایسے لوگ کمیاب ہیں
اور ایسے شخص سے کیا محبت یا دوستی کرنے سے فائدہ
ہو سکتا ہے۔ جو اُجرت پر کام کرتا ہو۔ اُس کو اپنا دوست
نہ سمجھنا۔ اُس کو تو اپنی فیس یا مزدوری سے غرض ہے
تمہاری ذات کے نیک و بد سے کچھ سروکار نہیں۔

بدچلن یا بدمعاشوں سے بھی دوستی پیدا نہ کرو۔ یہ لوگ گمراہ کرنے والے ہیں۔ وہ چیز آج خرچ نہ کرو۔ جسکی کل ضرورت ہوگی۔ جو چیزیں تم نے محنت و بیدار مغزی و احتیاط سے حاصل کی ہیں۔ انہیں خطرناک حالت میں نہ چھوڑو۔ اپنے نیک احباب کے تجربوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ روشن دن میں جو کام ہو سکتا ہے۔ وہ اندھیری رات میں کرنے کے قابل نہیں ہے۔ بیوقوف آدمی ہمیشہ بدقسمت نہیں ہوتے نہ عقلمند ہمیشہ خوش قسمت ہوتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ بیوقوف کو کبھی کامل خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ اور نہ دانشمند آدمی بہمہ صفت موصوف ہوتا ہے *

چھٹی فصل

استقلال

ایک بزرگ کا قول ہے۔ کہ انسان ہمیشہ خوش و خرم اور امن و آسائیش کی حالت میں نہیں رہتا خوشی کے ساتھ رنج۔ فراخ دستی کے ساتھ تنگ دستی۔ امن کے ساتھ خطرہ لگا ہوا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے۔ کہ مصیبت و تکلیف اور خوف و خطر کے وقت اپنے دل کو دلیری و صبر کر کے مضبوط رکھے۔ رنج و الم کو طبیعت پر غالب نہ ہونے دے۔ استقلال سے اُس کو برداشت کرے۔ چوپایے جانوروں میں اونٹ کو دیکھو کیسے کیسے ریگستانوں میں سفر کرتا ہے۔ جہاں سخت گرمی

پڑتی ہے۔ اور منزلوں تک پانی میسر نہیں آتا۔ مگر یہ
بیچارہ ساری تکلیفیں جھیلتا ہے اور اپنی معمولی رفتار
سے برابر چلا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی جو پکے
مستقل مزاج ہیں۔ تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کا
مقابلہ بڑے صبر و استقلال سے کرتے ہیں ذرا نہیں
گھبراتے۔ اور جو نیک عادتیں ہوتی ہیں۔ اُن کو نہیں
چھوڑتے۔ عالی دماغ و فراخ حوصلہ آدمی مصیبت
کے دنوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ اُس کو
دنیا کی معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اس لئے اُنکی پاک و
صاف روحیں تکلیفوں سے مرجھا نہیں جاتیں ایسے
لوگوں کی خوشی مقسوم کے وعدے پر منحصر نہیں ہوتی
اسلئے وہ بدقسمتی کے موقع پر ڈر نہیں جاتے۔ وہ اُس
پہاڑ کی طرح جو سمندر میں واقع ہو۔ اپنے آپ کو ہمیشہ

مضبوط و قائم رکھتے ہیں۔ اور لہروں کے خطروں کی پرواہ نہیں کرتے +

وہ اپنے سر کو اُس برج کی مانند جو پہاڑ کی چوٹی پر ہو۔ ہمیشہ سیدھا رکھتے ہیں اور قسمت کے تیر آکر اُن کے پاؤں پر گرتے ہیں۔ وہ زندگی کی بُرائیوں کے ساتھ ایک سپاہی کی طرح مقابلہ کرتے ہیں۔ اور فتحیاب ہو کر اپنے گھر واپس آجاتے ہیں۔ بدقسمتی کے دباؤ کیوقت ان کا اطمینان و دلجمعی سے رہنا غم غلط کر دیتا ہے یہ اپنی دلیری و استقلال سے اُن پر قائم رہتے ہیں لیکن بزدل آدمی کی کمزور روح اُس کے واسطے سخت شرم کا باعث ہوتی ہے۔ جب مفلسی آکر دباتی ہے تو وہ کمینے کام کرنے لگتا ہے۔ ہمیشہ کی بدنامی میں پڑ کر طرح طرح کی تکلیفیں پہنچنے کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

بلکہ خود اُن کا طلبگار ہوتا ہے۔ مگر جب خطرے کا موقعہ سامنے آجاتا ہے تو گھبراجاتا ہے۔ اور مصیبت کے دنوں میں سخت حیران و پریشان رہتا ہے۔ مایوسی اُسکی روح پر چھاجاتی ہے۔ لیکن انسان کو چاہیئے کہ مصیبت و تکلیف کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ دے کیونکہ یہ اُس وقت بڑی حفاظت کرتا ہے۔ اور تکلیف کو تکلیف نہیں معلوم ہونے دیتا۔

ساتویں فصل

رِضا

رِضا کے معنے۔ راضی رہنے۔ خوشی۔ خوشنودی اور خوش ہونے کے ہیں۔ اور اصطلاح میں رضا

سے یہ مراد ہے۔ کہ خواہ دُکھ ہو۔ خواہ سُکھ۔ چاہو۔ تنگدستی ہو۔ چاہو فراخ دستی۔ ہر حال میں بندے کا پرمیشور سے خوش رہنا۔ پس اے دل اپنے اعمال نیک کے سبب اپنے پرماتما کو نہ بھول۔ اعمال نیک کے سبب تجھکو تناسخ کے چکر میں رہنا پڑتا ہے۔ یہ انسانی قالب تجھ کو اسلئے ملا ہے۔ کہ تو نیک و بد کی تمیز کر سکے۔ اپنی ابتدائی حالت کی طرف دیکھ کہ تو کیونکر پیدا ہوا ہے قناعت کر کے اپنے حواسوں کو قابو میں رکھ۔ کیونکہ قناعت خوشی کی بنیاد ہے۔ اور بے صبری رنج کی جڑ ہے۔ تیرے دل کے بھید کو پرمیشور جانتا ہے اور وہ اکثر رحیم و کریم ہونے کے سبب بھی تیرے بعض ارادوں کو پورا نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ تیرے حق فائدہ مند نہیں ہوتے۔ ہاں جو فائدہ بخش ہوتے ہیں۔ وہ پورے

کردیئے جاتے ہیں۔ بس تو کسی ارادے میں ناکام رہنے سے ناخوش نہ ہو۔ قابل قدر کوششیں اور ہونہار سعیاں اُسی کی بخشش کے سبب دنیا کی تمام چیزوں میں تیرے کامیاب ہونے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ وہ تکلیف جو تجھے کسی بیماری کے سبب پہنچی ہے۔ وہ غم جو تجھے معاش کی تنگی کے باعث ہؤا ہے غور کر کہ وہ کہاں سے پیدا ہؤا ہے ضرور اُس کا سبب خود تیری ہی بیوقوفی نکلیگی۔ پھر خداوند کی شکایت بیجا ہے۔ تو اپنی بیوقوفیوں پر اپنے فخر اپنے بیہودہ خیالات اور فساد انگیز ارادوں کی طرف غور کر۔ اور پرماتما کی داد کو بیداد نہ کہہ۔ بلکہ اپنے دل کی کمزوری کو درست کر۔ کبھی اپنے دل میں خیال نہ لا۔ کہ اگر میں۔ دولتمند۔ طاقتور ہوتا تو میں

خوش وخُرم رہتا۔ نہیں یہ بڑا غلط خیال ہے یاد رکھ
کہ ہر ایک موقع اور ہر ایک حالت کے لئے جُدا جُدا قسم
کے رنج و تعب ہوا کرتے ہیں۔ غریبوں کو اور قسم کی تکلیفیں
پہنچتی ہیں۔ امیروں کو اور قسم کی۔ بلکہ غریب بیچارہ مصیبت
و تکلیف کے وقت اس قدر نہیں گھبراجاتا جسقدر کہ امیر
گھبراجاتا ہے۔ وہ تکلیفوں کی برداشت چپ چپاتے کرلیتا
ہے۔ امیروں کا سا عیش و عشرت کبھی اُس کو نصیب نہیں
ہوتا۔ اس سبب سے وہ تکلیفوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا
تکلیفیں زیادہ اُسی کو ستاتی ہیں جو زیادہ عیش و آرام میں
رہنے کا عادی ہوتا ہے۔ غریب اپنی غریبی کے سبب اپنی
موجودہ حالت پر قناعت کرتا ہے۔ اور خدا کی مرضی پر
رضامند رہتا ہے۔ اے عزیز! تو کسی کو خوشحال
دیکھ کر حسد نہ کر۔ کیا معلوم کہ وہ کن کن غموں اور آزادوں

میں مبتلا ہے +

جو عقلمند ہیں وہ طمع کو پاس نہیں آنے دیتے تھوڑی
ہی سی چیز پر قناعت کر کے خوش و خُرّم رہتے ہیں
اور خدا کا شکر بجا لاتے ہیں۔ جو طمع میں پڑ کر دولت جمع
کرنی چاہتے ہیں۔ اور اپنے لئے آپ تکلیفیں سمیٹتے ہیں
اول تو دولت جمع کرنے کی تکلیفیں۔ پھر اُس کی حفاظت
کے افکار۔ اور یہ تردد کہ گھٹے نہیں۔ سچ کہا ہے :۔

"آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند"

صابر دل مصیبت کے خزانے کا محافظ ہوتا ہے۔
اے انسان اگر تو قسمت کے نازو کرشمے سے انصاف
پرہیزگاری۔ خواہشات۔ حیا کے تاراج و برباد کرنے
کی اجازت نہیں دیتا۔ تو حتی الوسع دولت کے حصول
میں تو ناخوش نہیں رہیگا۔ اور یاد رکھ دنیاوی دولت

عارضی خوشی کا پیالہ ہے۔جو صاف و خالص نہیں جو پیالہ خالص و صاف ہو۔وہ کسی طرح ایک فانی انسان کے واسطے نہیں ہے۔جب تک تو اپنے دل کو پاک وصاف نہیں کریگا۔تب تک تجھ کو ہمیشگی کے لئے خوشی حاصل نہیں ہوگی +

آٹھویں فصل

پرہیزگاری

اچھے عملوں سے کامل خوشی۔دل کا اطمینان عقل کی زیادتی۔روحانی روشنی اور جسمانی تندرستی حاصل ہوتی ہے۔اگر یہ نعمتیں حاصل کرنی چاہتے ہو۔تو نیک عمل

کرنے میں دل وجان سے کوشش کرو۔اگر یہ نعمتیں
حاصل کر کے بڑھاپے تک ان کو قائم رکھیگا۔تو تجھ
سے عیاشی وفضول خرچی کوسوں بھاگیگی۔اگر تجھے کبھی
عیاشی کا خیال آئے۔تو تُو عقل سے کام لے اور اُن
لوگوں کے حالات پر غور کر جو اس کے پھندے میں پھنسکر
طرح طرح کی مصیبتوں۔تکلیفوں اور بیماریوں میں مبتلا
ہو گئے ہیں۔اور آخر موت کا لقمہ بنے ہیں۔عیاشی
ایسی بُری چیز ہے۔کہ عزت وآبرو۔جان ومال صحت
وعافیت۔دلیری وہمت کو بالکل غارت کردیتی ہے
جو اس سے بچے رہتے ہیں۔وہ بُڑھاپے تک سب باتوں
میں بنے رہتے ہیں۔پرہیزگار آدمی کی خواہ مخواہ سب
عزت کرتے ہیں۔گو عمر میں چھوٹا ہو۔تاہم بزرگ سمجھتے
ہیں۔اُس کی جان ومال صحت ودولت محفوظ

رہتی ہے۔ حکمانے تندرستی کو پرہیزگاری وورزش
کی بیٹی قرار دیا ہے۔ اور انسان کے فرزند بہادر و چُست
و چالاک اور زندہ دل ہوتے ہیں۔ اور اپنی ماں پرہیزگاری
کی نیکیوں اور خوبیوں میں شریک ہوتے ہیں۔ قوّت
اُن کی رگوں میں جوش مارتی ہے۔ طاقت اُن کی
ہڈیوں میں بھری رہتی ہے۔ محنت سے اُنہیں
خوشی ہوتی ہے۔ باپ کے کاروبار اُن کی اشتہا کو بڑھا
دیتے ہیں۔ اور ان کی ماں کے پسندیدہ کھانے اُن کو
تروتازہ رکھتے ہیں۔ جذبات حیوانی کا مقابلہ کرنا اُنکی
خوشی ہے۔ بُری عادتوں کو تابو رکھنا اُن کی شوکت ہے
اُن کی خوشیاں اعتدال پر ہیں۔ اور زیادہ خوشیاں
نہیں مناتے۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ ہمارا آرام عارضی
ہے۔ لیکن مکمل و عمدہ ہے۔ اُن کا خون صاف ہے

اُن کا دل دخواہش بکنو ہے۔اس لئے حکیم کو
اُن کے دروازے تک آنا نصیب نہیں ہوتا۔لیکن
اسے جیو! امن انسان کے ساتھ نہیں رہتا۔اور نہ چین
اُن کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔باہر سے تو اُن کو
خطروں میں مبتلا دیکھا جاتا ہے۔اور اندر ایک مکار
اُن کے دھوکہ دینے کے لئے موجود رہتا ہے اُنکی
تندرستی اور خوبصورتی نے محبت کے دل میں بھی اُنکی
خواہش پیدا کردی ہے۔یہ اُن کی جھونپڑی میں دست بستہ
کھڑی رہتی ہے۔اور اُن کی درخواستوں کو منظور کرتی
ہے۔اُن کے اعضا نرم و نازک ہوتے ہیں اُنکی طرز
اُن کے طریقے سب قابل تعریف ہیں +
تو زناکاری سے دُور رہ۔اُس کی فریب کی باتوں
کو نہ سُن۔اگر تو اُس کے جال میں پھنس گیا۔تو پھر تمام عمر

اُس سے نکلنا دشوار ہو جائیگا - اور تو عیاشی کے سبب کمزور ہو کر کاہلی کے ہتے چڑھ جائیگا - وہ ساری قوت کو تیرے ایک ایک عضو میں سے نکال کر باہر کر دیگی صحت کو تیرے پاس پھٹکنے نہیں دیگی - تیرے یہ عارضی زندگی کے دن نہایت بے قدر ہو جائینگے تیرا غم حد سے زیادہ بڑھ جائیگا - اور افسوس کہ تجھ پر کوئی رحم بھی نہیں کریگا ؞

مخزن الاخلاق

حصّہ دوم

پہلی فصل

غُصّے اور لالچ سے بچا رہنا

غُصّے کے معنی ہیں گلا گھُٹ جانا- چونکہ رنج و غم سے گلا خشک ہو کر گھُٹنے لگتا ہے- اس لئے رنج و غم کے جوش خروش کو غُصّہ کہتے ہیں- اور رنج و غم اکثر امور ذیل سے پیدا ہُوا کرتا ہے +

(۱) کسی کے عیب بغیر پُوری پُوری تحقیق کے بیان کرتے پھرنا

(۲) اپنے کاموں پر شیخی مارنا اور فخر کرنا +

(۳) دغا سے کسی کو نقصان پہنچانا +

(۴) اوروں کی بزرگی و عظمت نہ دیکھ سکنا +

(۵) کسی کے ہنر میں عیب نکالنا +

(۶) لوگوں کے ساتھ سختی کرنا اور بدزبانی سے پیش آنا +

یہ باتیں ضرور اشتعال طبع کی باعث ہوتی ہیں۔ پھر اشتعال طبع کی حالت میں دوسرا شخص سخت کلامی و دشنام دہی کرتا ہے۔ جس کے سُننے سے غُصّہ آتا ہے اگر اوپر لکھی ہوئی باتیں یا اور اسی قسم کی حرکتیں نہ کی جائیں۔ تو نہ کوئی بدزبانی کرے۔ اور نہ سُن کر غُصّہ آئے۔ سخت کلام زہر کے برابر ہوتا ہے۔ بلکہ زہر کا تو علاج ہو سکتا ہے۔ مگر سخت کلامی کا جو زہر چڑھتا ہے اُس کا کچھ علاج ہی نہیں۔ بھگوت کی ہدایت کے

مطابق عبادت تین طرح کی ہوتی ہے (۱) من سے۔
(۲) شریر یعنی بدن سے (۳) بانی یعنی زبان سے۔ اور
تمام ضرورتیں زبان میں رہتی ہیں اور زبان ہی سے
نکلتی ہیں۔ اس لئے زبان ان کی بنیاد ہے۔ جنہوں
نے اس سے احتیاط و معقولیت سے کام لیا۔ وہ دنیا میں
عزیز سمجھے گئے اور عقبےٰ کے عذابوں سے بھی بچے رہے +
بھگوت نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ تسلی دینا۔ سچی بات
کہنا۔ شیریں زبانی و معقولیت سے کلام کرنا۔ اور نیک راہ
بتانا۔ یہ زبان کی عبادت ہے +
طمع کی بنیاد بے صبری ہے۔ جنہوں نے اس کو حیاتِ
مستعار میں حکمتِ عملی سے بھی ترک کر دیا۔ وہی زندۂ
جاوید ہیں۔ اسی سبب سے بھگوت نے انسان میں
دو خصلتیں قرار دی ہیں +

(۱) دیوتا یا فرشتوں کی +

(۲) راچھسوں یا حیوانوں کی +

اوّل امر کی نسبت چھبّیس طرح کی اقسام بتائی گئی ہیں۔ جن میں سے غُصّے کی نسبت ممانعت کی گئی ہے اور اس کو نجات کا دشمن قرار دیا ہے +

اے جیو! سمجھ اور سوچ کہ تیرا اپنا ہی من دوست یا دشمن ہے۔ جنھوں نے اس کو اپنی زندگی میں فرمانبردار نہیں کر لیا۔ اُن کے ساتھ یہ دشمنی سے باز نہیں آتا اور جنھوں نے اس کو حیاتِ ناپائیدار سمجھ کر اپنا تابعدار کر لیا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے رہکر خوش و خرم و امن چین سے دنیاوی تکلیفات سے محفوظ رہتے ہیں۔ جو ذات و صفات کے نیک ہیں۔ وہ غُصّے کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیتے۔ اے جیو! اگر تجھ پر کوئی غُصّے ہو

تو تُو اُس پر غُصّے مت ہو۔ اور اگر وہ تیری بُرائی کرے
تو تُو اُس کو شیریں زبانی سے خوش کر۔ پانچ کرم
اندری من اور بدھ سے جو چیزیں اخذ کی گئی ہیں۔
بانی یعنی زبان اُن سب سے افضل ہے۔ اسلئے تم کو
لازم ہے کہ زبان کو اپنے قابو میں رکھو اور وہ انسان
جن کی خصلتیں شیطانوں کی طرح حیوانوں سے بھی
بدتر ہیں۔ وہ غُصّے کے شوقین ہیں۔ اُن کو تو غُصّے سے
کچھ محبّت سی ہو جاتی ہے۔ ایک دم بھی اُس کے بغیر
نہیں رہتے۔ وہ اُس آندھی سے بالکل ناواقف
ہیں جو اُس کے جوش و خروش کے سبب آتی
ہے۔ اور انسان کے شجرِ ہستی کو بیخ و بنیاد سے
اکھاڑ پھینکتی ہے۔ اور چہرے کو بد صورت بنا دیتی
ہے۔ اور تمام جسم کی حالت کو اس طرح تہ و بالا کر دیتی

ہے۔جس طرح زلزلہ زمین کو۔اسی وجہ سے غُصّہ چاروں طرف کی شرارتوں کے پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن اس میں غور کر اور اپنی کمزوریوں کو نہ بُھول۔تا اَوروں کی غلطیوں کو معاف کر سکے +

اے جیو! اپنے آپ کو غُصّے کے جذبے میں نہ ڈال کیونکہ اس سے اپنا ہی سینہ زخمی کرنا یا اپنے کسی عزیز یا دوست کے قتل کے لئے تلوار تیز کرنا ہے اگر غُصّے میں خفیف سا صبر بھی کرے اور کچھ بھی تحمل کو کام میں لائے۔تو دانشمندوں میں شمار ہو۔اور ہر جگہ تیری تعریف ہو۔پھر تجھ کو کوئی ملامت نہیں کریگا۔کیا تو دیکھتا نہیں کہ غُصّے کی حالت میں انسان کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔مگر تیرے تو حواس قائم ہیں اَوروں کی خفگی کی حالت سے تُو عبرت پکڑ۔غصّے سے کوئی بات

منہ سے نہ نکال - اگرچہ غصے کے وقت اپنے آپ
کو قابو میں رکھنا ایسا ہی مشکل ہے - جیسا کہ طوفان کے
زمانے میں جہازی سفر کرنا - مگر اُس کو روکنا بڑا ضروری
امر ہے - اسلئے تجھ کو لازم ہے کہ جو باتیں غصّہ دلانے
والی ہیں - اُن سے دُور رہے - اور یہ باتیں بزرگوں کی
نصیحتوں کو یاد رکھنے اور ذرا عقل سے کام لینے سے
معلوم ہو سکتی ہیں - بیوقوف آدمی گستاخانہ کلام سے
جھٹ غصّے میں آجاتا ہے - مگر دانشمند اُس پر حقارت
آمیز قہقہہ لگاتا ہے - جس سے وہ گستاخ شرمندہ و
ذلیل ہو جاتا ہے - انتقام کے درپے نہ ہو کہ اُس سے
ایک تو تیرے دل کو سخت صدمہ پہنچیگا - دوسرے
یہ تجھ کو نیک نام نہ ہونے دیگا - اور جو معافی میں
مزا ہے - وہ انتقام میں نہیں - ع

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

غُصّے نے جس کے اندر آگ لگا رکھی ہو۔ اُس کو شیریں زبانی کا پانی ڈال کر بجھا دو۔ بیوقوفی اور کمزوری کی حالت میں زیادہ غُصّہ آتا ہے۔ پس اس وقت یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اس جوش وخروش کا باعث میری بیوقوفی و کمزوری ہے۔ اس کو میں ضبط کروں ظاہر کر کے بیوقوف اور کمزور نہ کہلاؤں۔ بیوقوف آدمی اپنی کم عقلی کے سبب غُصّہ کر بیٹھتا ہے۔ مگر جب غُصّے کا جوش فرو ہوتا ہے تو پشیمانی اُٹھانی پڑتی ہے۔

عقلمند لوگ عین غُصّے کی حالت میں ان خراب نتیجوں کا خیال کر لیتے ہیں۔ اور غُصّے کو پی جاتے ہیں۔ اُن کی تعریفیں ہوتی ہیں۔ اور پھر طرف ثانی جس نے غُصّہ کیا وہ شرمندہ اور ذلیل ہو جاتا ہے ✣

دوسری فصل

خواہشیں اور اُن کا استعمال

اے جیو! تو اپنے اس عنصری محل پر فخر نہ کر۔ اس کی حقیقت ہی کیا ہے۔ پانچ عنصروں کا مجموعہ۔ جو ایک دن ٹوٹ پھوٹ کر خاک میں مل جائیگا۔ عنصروں کا حال ہم پہلے حصے میں بیان کر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ گُن دنیا کے مادے ہیں۔ جو انسان کو دنیا کی طرف مائل کرتے ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے۔ گُنوں کی چار حالتیں ہیں (۱) بشیش یعنی بڑی (۲) اس کے خلاف چھوٹی (۳) سکھ یعنی کوئی وجود رکھنے والی (۴) اسکے برخلاف وہ جس کا کوئی وجود نہ ہو۔ یہ چاروں ہر حالتیں

انسان کے دل سے تعلق رکھتے ہیں۔ دیکھنے والا آلہ یعنی
آنکھ اگرچہ پاک چیز ہے۔ مگر ان گنوں کے دخل پانے
سے وہ بھی ناپاک ہو جاتی ہے۔ اگر آنکھ کے سامنے کوئی
چیز آجائے۔ تو اسکا نہ دیکھنا اُس کے لئے ناممکن ہے
چنانچہ جہالت رعب علم سے جاتی رہتی ہے۔ اس باعث
سے طمع۔ غضب۔ جہالت۔ اور ناپاک محبت سے
پرہیز ضروری ہے۔ راست گوئی سے واک سیدھی یعنی
اُسکا کہنا کبھی خالی نہیں جاتا۔ چوری ترک کر دینے سے
انسان پر بھروسہ ہو جاتا ہے ❊

برہم چرج۔ یعنی طالب علمی کا عمل کر کے جتی رہنا
اور علم حاصل کرنے سے نطفہ پکتا ہے اور اسکی عمر دراز
ہوتی ہے۔ پاک رہنے سے غلاظت سے متنفر اور دل
پر قادر ہو جاتا ہے۔ تیری روح بدن کی بادشاہ ہے

ایسا نہ ہو کہ سارے حواس ظاہری و باطنی اُسکے مخالف و سرکش ہو جائیں۔ تیرا جسم ویراٹ سروپ یعنی کُل دنیا کی نقلید ہے۔ ہڈیاں ستون یعنی بُرج ہیں جس پر وہ ایستادہ ہے۔ جس طرح سمندر سے قطرہ نکل کر دریاؤں میں ہوتا ہوا پھر سمندر ہی میں آملتا ہے۔ اسی طرح تیری خواہشوں کی طاقت تیرے دل سے نکلتی ہے۔ اور اُسی میں آجاتی ہے۔ کیا ناک سونگھنے کے لئے نہیں ہے؟ مُنہ کھانے کے لئے نہیں ہے؟ لیکن تجھے سوچنا چاہیئے کہ بہت سونگھنا مضر ہوتا ہے۔ اور بہت کھانے سے مزہ جاتا رہتا ہے۔ کیا تیری آنکھیں دیکھنے کے لئے نہیں ہیں؟ اگر اپنی خواہشوں کو اعتدال پر رکھ زبان اور ہاتھ تجھ کو باہمی امداد کے لئے دیئے گئے ہیں۔ اے انسان بھائیوں کی مدد کر کیونکہ تجھ کو

تمیز دی گئی ہے۔ کیا تو شرمندہ ہونے کے لائق نہیں ہے
تجھ کو چاہیئے۔ کہ کوئی شرمناک کام نہ کرے۔ خوف
اور بزدلی جو تیرے چہرے کے رنگ کو دور کردیتی ہے
اُس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے +

اے انسان! تو ہی کلام کرسکتا ہے۔ اور تجھی کو
تمیز دی گئی ہے۔ اسلئے تجھ کو چاہیئے کہ خواہشوں کو
اعتدال سے پورا کرے۔ جس سے تیری عزت دنیا
اور عاقبت میں برقرار رہے +

تیسری فصل

تکبر

ناپائیداری بھی انسان کے دل میں ایک طاقتور

چیز ہے۔ اور خودی بھی جس طرف چاہتی ہے کھینچ
لے جاتی ہے۔ مایوسی نے اس کو مجبور کر رکھا ہے
خوف نے خوب طرح سمجھا دیا ہے کہ میں تجھ پر قابض
ہوں۔ لیکن تکبّر جس کو غرور اور نخوت بھی کہتے ہیں
ان سب سے زبردست ہے۔ اور یہ بُرائیوں کی اصل
ہے۔ وہ بہادر جو انسانوں میں مشہور ہے۔ کیا کمزوری
کا بُلبُلہ نہیں؟! مگر تکبّر اس کو اندھا کر دیتا ہے۔ متکبّر
آدمی کے دل میں پیچیدگی ہوتی ہے۔ اسکی ظاہری
خوشی پر نہ جا۔ بلکہ اس کے اندرونی غم و اندوہ کو
دیکھ۔ جو ظاہری خوشی سے بہت بڑھکر ہے اور
یہ آتش غم اُسکے جلانے کے لئے کافی نہیں۔ اسکے
خیال اس کے اپنے وجود سے باہر ہیں۔ متکبّر آدمی
اُس بدقسمت انسان کی مانند ہوتا ہے۔ جس نے اپنی

حیات میں اپنی بیوی کو بیوہ کر رکھا ہو۔تاکہ وہ اُس کے
مرنے کے بعد اُسکی روح کو تکلیف نہ دے۔تیتری اپنے
رنگوں کو آپ نہیں دیکھتی۔چنبیلی اپنے پھولوں کو آپ نہیں
سونگھتی۔مگر جو اُس کے پاس سے ہو کر گذرتا ہے۔وہ
رنگوں کو دیکھتا۔اور خوشبویوں کو سونگھتا ہے اس
طرح جو آدمی متواضع و منکسر مزاج ہوتا ہے یعنی مغرور
نہیں ہوتا۔وہ اور لوگوں کے دلوں میں عُمدہ خیال پیدا
کرتا ہے۔وہ کہتا ہے۔میری قیمتی پوشاک کس کام کی ہے
اور میرے خوانِ نعمت سے کیا فائدہ۔جبکہ میں کسی
ننگے کا تن نہیں ڈہانکتا۔اور کسی بھوکے کا پیٹ نہیں
بھرتا۔اگر تو نے کوئی قابل تعریف کام کیا ہے تو اُسکو
شہرت نہ دے۔ایسی شہرت سے تیری خواہش پوری نہ
ہوگی۔کیونکہ تیرا دل ایک دفعہ ہی بہت سی چیزوں

میں مشغول نہیں ہو سکتا۔ جو شخص اپنے دل کو ظاہری باتوں میں لگاتا ہے۔ وہ بُلبُلے کا تعاقب کر کے اصلیت کو بھول جاتا ہے +

چوتھی فصل

طمع

اخلاقی قواعد میں دولت حاصل کرنے میں ہر وقت مصروف رہنا معیوب ہے۔ کیونکہ آدمی ہر وقت اس تلاش میں مشغول رہنے سے متوالہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دولت کے حاصل ہونے سے خوشی ہوتی ہے۔ مگر یہ خیالی خوشی ہے۔ اشیاء کی

قیمت کو جانچ کہ تو طمع کے پنجے سے بچا رہے۔ حصول زر
کی زیادہ خواہش نہ کر۔ کہ یہ تیری روح کے لیئے زہر ہلاہل
ہے۔ لالچ ہر ایک عمدہ چیز کو تباہ کر دیتا ہے۔ جب اُسکی جڑ
قائم ہو جاتی ہے۔ تو دیانتداری۔ محبت۔ وفاداری وغیرہ
تمام نیکیاں اُس کے پاس سے بھاگ جاتی ہیں طامع
آدمی اولاد تک کے بیچ ڈالنے میں دریغ نہیں کرتا
والدین کی مصیبتوں میں اپنی دولت کو ہوا تک نہیں لگاتا
خوشی کے حاصل کرنے میں رنج اُٹھاتا ہے۔ جو شخص حصول
دولت کے لیئے اپنا آرام کھوتا ہے۔ وہ اُس شخص کی مانند
ہے۔ جو مکان سجاوٹ کے واسطے بناتا ہے۔ اور اُسے
بیچ ڈالتا ہے۔ غرض طمع کے سبب آدمی نہ اپنی تکلیف
کی کچھ پرواہ کرتا ہے۔ نہ بُرے کاموں کے سرزد ہونے
سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہے +

طمع سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور خواہش انسان کو تناسخ کے چکر میں ڈالتی ہے۔ جہاں طمع کا جھنڈا استاد ہوتا ہے۔ وہاں روح ضعیف ہو جاتی ہے۔ جو شخص دولت کو چنداں مفید خیال نہیں کرتا۔ وہ اسکی تلاش میں اپنی اوقات عزیز کو ضائع بھی نہیں کرتا۔ جو شخص مفلسی کو بُرا سمجھکر اُس سے نہیں ڈرتا۔ اپنے واسطے اُس سے پرہیز کرنے میں تمام بُرائیاں نہیں خریدتا +

اے بیوقوف انسان! کیا نیکی دولت سے اچھی نہیں ہے؟ کیا گناہ مفلسی سے بُرا نہیں ہے؟ اپنی حاجتیں پُوری کرنے کی طاقت ہر ایک آدمی میں موجود ہے۔ اُس پر قانع رہو۔ پھر تیری خوشی اُس پر ہیگی۔ جو بہت سامال و دولت جمع کرنے کی کوشش

کر رہا ہے۔ قدرت نے زر کو زمین کے نیچے چھپا رکھا ہے۔ اسلئے کہ وہ دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔ جس جگہ دولت کا دفینہ ہوتا ہے۔ وہاں گھاس تک نہیں اُگتی چارپائے وہاں سے اپنا چارہ حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ اگر وہاں غلہ بو یا جاے۔ تو وہ پھولتا پھلتا نہیں اور نہ وہاں میوہ دار درخت لگ سکتے ہیں۔ اسی طرح جس کے سینے میں دولت کی خواہش بھری ہوئی ہے اُس کے دل میں کوئی نیکی جگہ نہیں پا سکتی۔ دولت عقلمند شخص کے لئے خدمتگار ہے۔ مگر بیوقوف کے لئے ظالم خونخوار۔ طامع آدمی دولت کا بندہ ہوتا ہے۔ بیمار بنا رہتا ہے۔ اُسکی تلاش میں مرتے دم تک تکلیفیں اُٹھاتا ہے مصیبتیں جھیلتا ہے۔ کیا زر نے لاکھوں نیکیوں کو برباد نہیں کیا ہے کیا اُسکی محبت سے ہزاروں

طرح کی بدیاں انسان میں نہیں ہوجاتیں؟ اسی واسطے
اِس سے پرہیز لازم ہے۔ کیا وہ آدمی دانشمند نہیں
ہیں۔ جنہوں نے اس سے پرہیز کیا ہے؟ اور کیا
دانشمندی خوشی نہیں ہے؟ وہ مفلسی جس کے ساتھ
صبر و قناعت ہو۔ اس دولتمندی سے ہزار درجے بہتر ہے
جس کے ساتھ حرص و طمع ہو۔ طامع شخص سے کسی کو
کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ اُس کے ہاتھ سے ظلم ہی
ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ لوگوں پر اتنا ظلم نہیں
کرتا۔ جتنا کہ اپنے اوپر کرتا ہے +

حصول دولت کے لئے بیشک محنت و کوشش
کرو۔ لیکن اُسے فیاضی سے خرچ بھی کرتے رہو اور
اور خواہشوں کو روکو۔ طمع کی برائیوں سے بچو۔ پھر دنیا
خودبخود عزت کریگی۔ اور نیکنام ہو جاؤ گے +

پانچویں فصل

فضول خرچی

فضول خرچی انسان کو بد نام و بے وقار کر دیتی ہے۔ اور آخر کار اسراف بیجا سے انسان مفلس ہو جاتا ہے۔ تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ اس لئے اعتدال سے خرچ کرنا بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس سے پشیمانی نہیں ہوتی جو شخص اپنے سرمایہ کو فضول خرچی میں برباد کر دیتا ہے وہ نیکی کی بنیاد کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔ وہ مفلسی کی آفت میں پڑ کر نیکی کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اور جلدی برباد ہو جاتا ہے۔ ہاں جو شخص اپنی دولت کو دانشمندی

سے خرچ کرتا ہے۔ وہ بدنامیوں کو اپنے پاس آنے سے روکنے کے لئے ایک پختہ دیوار کھڑی کر دیتا ہے اسلئے حسب حیثیت خرچ کرنا چاہیئے۔ تاکہ عزت و نیکنامی میں فرق نہ آئے۔ اور آئندہ نسلیں اسی نمونے پر چل کر خاندانی نام و عزت برقرار رکھیں +

چھٹی فصل

اُمید و بیم

اے جیو! امید کے وعدے گلاب کے پھولوں سے بھی زیادہ خوشنما اور کامیابی کے لئے نہایت فائدہ بخش ہوتے ہیں۔ لیکن بیم و خوف کی دھمکیاں

دل کے لئے بڑی خطرناک ہیں۔ تجھ کو لازم ہے۔ کہ
تو نہ تو کسی اُمید کے سبب اور نہ کسی خوف کے باعث
اُس کام کو ترک کرے۔ جسکو تو نیک خیال کرتا ہے
تمام حادثات کا مقابلہ کرنا۔ تیری سعادتمندی ہے۔
موت کا خوف نیک آدمیوں کو نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ
بھگوت کی ہدایت کے مطابق روح ہمیشہ زندہ رہتی
ہے۔ اپنے ہاتھ اور زبان کو برائی سے باز رکھ۔
تاکہ تیری روح کسی سے خوف زدہ نہ ہو۔ اپنے
سارے کاروبار میں نیک نیتی سے کوشش کر۔ اگر
تجھے کامیابی کی اُمید نہیں۔ تو کامیابی ہو بھی نہیں
سکتی۔ بے بنیاد اُمید و بیم کی پرواہ نہ کر۔ اور وہمی
خیالات کو دل میں جگہ نہ دے۔ خوف سے بدنصیبی
پیدا ہوتی ہے۔ اور جو شخص کچھ اُمید رکھتا ہے۔ وہ اپنی

آپ مدد کرتا ہے۔ خوف بزدل آدمی کو اس طرح خطرے میں مبتلا کرتا ہے جس طرح کہ شتر مُرغ شکاری کو تعاقب کرتے دیکھکر صرف اپنے سر کو چھپاتا ہے۔ باقی جسم کو بھول جاتا ہے۔ اگر تُو کسی کام کو ناممکن خیال کرتا ہے۔ تو یہ تیری ناامیدی اُس کو ایسا ہی بنا دیگی مگر مستقل مزاج آدمی تمام مشکلوں پر غالب آجاتا ہے۔ ایک بے بنیاد اُمید بیوقوف کے لئے خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ مگر دانشمند اُسکی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اپنی خواہشوں کے پورا کرنے میں عقل و تجربے سے کام لے۔ اور اپنی خواہشوں کو حد سے نہ بڑھنے دے کیونکہ اس سے کامیابی ہمیشہ تیرے ہمرکاب رہے گی۔ اور تو کبھی دقتوں میں نہیں پڑیگا +

ساتویں فصل

خوشی و غم

اے انسان! تو اپنے وجود کی طرف آنکھ اُٹھاکر دیکھ اور غور کر کہ جو حواس خمسہ تیرے وجود میں موجود ہیں۔ اُن میں سے کون کون سے تیری بُرائی اور بھلائی میں خوشی اور غم کا باعث ہوتے ہیں۔ کان سے انسان نیک و بد آوازیں سنتا ہے۔ زبان سے اچھے اور بُرے کلمے نکالتا ہے۔ آنکھیں نیک و بد کی تمیز کرتی ہیں۔ اسلئے کسی فرقے یا مذہب میں اس امر سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔ کہ انسان کی خوشی اور غم کا

سبب کان یا زبان یا آنکھیں ہیں۔ پس کانوں سے
جو کچھ سُنے۔ اور آنکھوں سے جو کچھ دیکھے اُسے
اعتدال سے اپنے دل میں جگہ دے۔ اور زبان سے
جو کچھ نکالے۔ پہلے اُسے سوچ لے۔ اس پر کاربند
ہونے سے نہ تو فرطِ خوشی سے متوالا ہونے
پائیگا۔ اور نہ کثرت غم سے دل شکستہ ہو کر کملا جائیگا
انسان اپنے اس وجود کی موجودگی میں تو ہرگز
ایک حالت پر نہیں رہ سکتا۔ تغیر و تبدل ہونا اسکی
حالت کے لئے ضروری امر ہے۔ کیونکہ یہ قدرتی بات
ہے۔ جیسے کہ موسموں کے تغیر و تبدل سے کبھی بہار
ہوتی ہے اور کبھی خزاں۔ اب ذرا خوشی کے محل کی
طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ۔ باہر سے تو کیسا رنگ برنگ
کی نقاشی سے خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ اس میں یا دو عورتیں

ہنسی۔ خوشی۔ موجود ہیں۔ جو خود بخود یہاں پیدا ہو گئی
تو اُن کے شور و غل سے خیال کر سکتا ہے کہ یہ تیرے ساتھ
کیا سلوک کرینگی۔ ان میں سے ایک تو دروازۂ محل پر کھڑی
گذرنے والوں کو کچھ گا کر اور کچھ ہنس کر اپنا ناز و ادا دکھاتی
ہے اور انہیں دنیاوی نعمتوں کا مزا چکھنے اور حظ اُٹھانے
کے لئے بلاتی ہے اور کہتی ہے کہ ایسی ایسی نعمتیں اس
محل کے سوا اور کہیں نصیب نہ ہو گی۔ اے انسان تو اس
آواز کی طرف کان نہ لگا۔ اور نہ اُس محل کی طرف دیکھ
بلکہ اُن لوگوں سے ملاقات نکر جو ان کے مشتاق ہیں۔
وہ اپنے آپ کو خوشی کا فرزند بتاتے ہیں۔ اس سبب سے
خوشش معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے تمام کاموں میں
دیوانگی و بیوقوفی پائی جاتی ہے۔ وہ شرارت سے بھرے
ہوئے ہیں۔ اور ہمیشہ شرارت و خرابی کرنے کو آمادہ رہتے

ہیں۔ اور لوگوں کو ڈراتے ہیں۔ اُنکے پاؤں کے نیچے
گڑھے دکھائی دیتے ہیں +

اب تو غم کے محل کی طرف دیکھ۔ کیسے خطرناک مقام
میں واقع ہے۔ اس محل کا چپّا چپّا آہ وزاری سے
بھرا ہوا ہے۔ اُسکے کونے کونے سے گریہ وزاری کی آواز
آتی ہے۔ وہ زندگی میں بڑا حظ اُٹھانے کے سبب
زندگی کے تمام حادثوں کو دیکھکر آہ وزاری کر رہے
ہیں۔ انسان کی کمزوریاں اور شرارتیں اُسکے ہونٹوں
کے مضمون کا کام دیتی ہیں۔ اُسکا کوئی عضو بدی سے
خالی نہیں ہے۔ اسکے دیکھنے سے انسان کے دل پر
تاریکی چھا جاتی ہے۔ ہر وقت غم کے محل سے شکایت
کی آواز سُنائی دیتی ہے۔ اس محل کے نزدیک ہرگز
نہ جائیو۔ اس کا سوا اس جھوٹھ کی بیماری سے بدتر ہے

اور اُن پھولوں کو جو زندگی کے باغ کی زیب و زینت
ہیں۔ مرجھا دیتی ہے۔ ایسے مقاموں میں جانے سے
پرہیز کر۔ اس خوفناک حدود میں اپنا قدم نہ رکھ اعتدال
اختیار کر جسکے ساتھ **صلح۔ امن** اور دلجمعی رہتی ہے۔
اور وہ خوشی جسپر رنگ آمیزی چڑہی ہوئی نہیں ہے۔ سد
وہ سنجیدگی جس میں بیقراری نہیں پائی جاتی اعتدال کو
اختیار کرنے والے زندگی کی خوشیوں اور غموں کو دلجمعی
و استقلال کے ساتھ دیکھتے ہیں ❖

اے انسان تو خوشی اور غم دونو سے بچا ہوا چل اور
اُن شخصوں کی بیوقوفیوں اور مصیبتوں کی طرف جو اپنی
دیوانگی سے اُنکے قابو میں آجاتے ہیں۔ اُنکی فرمانبرداری
کے سبب وہ بیجا خوشی۔ بیہودہ تمسخر اور رنجیدگی کے
باعث ہوتے ہیں۔ جب تو ان کے طریق معاشرت

میں نقص دیکھے گا۔ تو اُن سے پرہیز کریگا۔ اور اُنکا چال چلن ہی اُنکے ساتھ تیری محبت کے شروع کے مانع ہونگے +

آٹھویں فصل

رحم

رحم کے معنے مہربانی یا ترس کے ہیں۔ سنسکرت میں اس کو دیا کہتے ہیں +

اے جیو! وہ باتیں تلاش کر جن سے تیرے دل میں رحم جڑ پکڑے۔ رحم نہ صرف انسان ہی پر کرنے کے لئے اختیار کر۔ بلکہ حیوانوں پر بھی اسکا اثر ویسا ہی

ہونا چاہئے - جس طرح کہ تنگو نے موسم بہار میں تروتازہ رہتے ہیں - اور موسم گرما میں آفتاب کی حرارت سے فصل پختہ ہوجاتی ہے اسی طرح رحم کی مدد سے خوش قسمت لوگ مسرت حاصل کرتے ہیں اور جو شخص اوروں پر رحم کرتا ہے - وہ اوروں سے رحم کا مستحق ہوجاتا ہے - لیکن جو اس سے بے بہرہ ہے - وہ بھی اس کا مستحق نہیں - قصائی بکری کے بچے کے رونے پر رحم نہیں کرتا - نہ بے رحم آدمی کسی شخص کو مصیبت میں پھنسا دیکھکر رحم نہیں سکتا ہے مگر ہاں - رحم دل شخص کے آنسو شبنم کی طرح فوراً ٹپک پڑتے ہیں - تو کسی غریب مفلس کی آہ وزاری کو بے پرواہی سے نہ سن - اور بیگناہوں کی تکلیف کو سنگدلی سے نہ دیکھ - جب کوئی یتیم تیرے پاس آئے - یا جب تو کسی بیوہ کو تکلیف میں دیکھ پائے - اور وہ رو کر تجھے

امداد کے خواہاں ہوں۔ تو تجھ کو مناسب ہے کہ اُن
بیچاروں مصیبت کے ماروں پر رحم کر۔ جنکی امداد
کے لئے کوئی نہ ہو۔ اُنکی مدد کے واسطے تو کمر باندھ
جب کسی مسافر کو سردی کے موسم میں ننگا تھرتھراتا
دیکھے تو جسقدر ہو سکے اُسکے تن ڈہانکنے میں کوشش
کر تاکہ تیری روح خوش حال رہے۔ جب ایک بیمار
بیماری کے بستر پر پڑا ہوا۔ ایک بدقسمت قیدی جیلخانہ
میں تکلیفوں سے روتا ہوا۔ اور ایک بُڈہا سر ہلاتا
ہوا تجھ سے رحم کا خواہاں ہو۔ تو کیا تو اُنکی کچھ پرواہ
نہ کریگا۔ اور اپنے عیش و عشرت میں مشغول رہیگا؟
نہیں یہ تو انسانیت کا مقتضا نہیں۔ رحم کی عادت
ڈال۔ اور اس کا ہر وقت خیال رکھ۔ یہ تیری ہمیشہ
کی زندگی اور نیکنامی کا باعث ہوگا۔ اور تجھکو ضرورت

پڑے تو تجھ پر بھی قدرِ شکار رحم کھائینگے اور تیری امداد کرینگے +

نویں فصل

محبّت

نوجوانو! بازاری اور فاحشہ عورتوں کو افعی سے بھی بدتر سمجھنا - افعی کا کاٹا تو کبھی بچ بھی جاتا ہے - لیکن ان فاحشاؤں کے پھندے میں پھنسکر نکلنا سخت دشوار ہے - جو ان کے پھندے میں پھنسا - وہ دین دنیا سے گیا - دنیا میں ذلیل و خوار عاقبت میں گنہگار ہونا سے تندرستی کا چشمہ جو صحت کی

اصل بنیاد ہے بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ جسکی کل کے
سارے پُرزے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ آدمی جوانی
میں بڈھا ہو جاتا ہے۔ اُسکی عمر کا آفتاب شام سے بہت
پہلے غروب ہو جاتا ہے۔ ہاں جس عورت کے حُسن
میں عفت و عصمت اور شرم و حیا داخل ہو۔ وہ پاکدامن
شادی کے بعد بیوی بنکر تمہاری ہر طرح کی محبت و
الفت کی مستحق ہے۔ اُس سے دل لگاؤ اور جسقدر
ہو سکے اُس سے محبت کرو۔ پھر اُس سے جو نتیجہ
برآمد ہو۔ یعنی اولاد۔ وہ بھی محبت کی مستحق ہے
اگرچہ اولاد کی محبت قدرتی امر ہے۔ لیکن بعض سنگدل
تن پرور ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اپنا ہی تن تازہ رکھنا
اچھا سمجھتے ہیں۔ بیوی بچوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے
یہ بڑی بے غیرتی اور شرم کی بات ہے۔ بچوں سے

ضرور محبت رکھنی چاہیئے۔ مگر عاقلانہ محبت۔ جس سے اُن کی ہر طرح کی بہبودی متصور ہو۔ جاہلانہ محبت نہیں جس سے وہ آوارہ و گستاخ ہو جائیں +

یہ تو دنیاوی محبت کا تذکرہ ہوا۔ جس کو مجازی محبت کہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں حقیقی محبت بھی ہے اور وہ اپنے خالق کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اور اصل محبت وہی ہے جو ابد آلاباد تک رہیگی۔ اور فائدہ دیگی +

مخزن الاخلاق

حصّہ سوم

پند سُودمند

(۱) پرماتما کی ہستی سے انکار نہ کرو۔ کیونکہ پرماتما ہر جگہ

موجود ہے۔کوئی چیز اس کے نور کے پرتوے سے
خالی نہیں +

(۲) صبح بہت سویرے اُٹھنا اور نہا کر یا وضو کر کے سورج کے نکلنے تک پرماتما کی عبادت میں مشغول رہنا۔انسان کے لئے آبِ حیات سے بڑھکر تاثیر رکھتا ہے +

(۳) جو بات مُنہ سے نکالو خوب سمجھ سوچ کر نکالو تاکہ پیچھے شرمندگی نہ ہو +

(۴) جو نصیحت اور کو کرو۔پہلے آپ اُسپر کاربند ہوجاؤ

(۵) دنیا میں راستی اور حسنِ سلوک سے بڑھکر عمل نیک کا اور کوئی ثبوت نہیں +

(۶) انسان کے اخلاق صرف تعلیم سے درست نہیں ہوتے۔جب تک کہ وہ اُس پر عمل نہ کرے۔کیونکہ عمل سے علم کو فضیلت حاصل ہوتی ہے +

(۷) غفلت بد انتظامی کی بنیاد ہے۔ اور اس سے ندامت حاصل ہوتی ہے +

(۸) حسن اخلاق یعنی اچھی عادتیں اختیار کرنے سے زندگی عیش و آرام سے بسر ہوتی ہے +

(۹) سختی و محنت اُٹھانے سے مقصد حاصل ہونے میں سہولیت ہو جاتی ہے +

(۱۰) شیریں کلامی سُننے والوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دیتی ہے +

(۱۱) عفت یعنی پارسائی و پرہیزگاری سے اطمینان کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے +

(۱۲) عدل سے دشمن بھی مطیع و سرنگوں ہو جاتا ہے +

(۱۳) جواب میں جلدی کرنے سے اکثر خفت حاصل ہوتی ہے +

(۱۴) ہر امر میں غور و فکر کرنے سے آدمی اعلےٰ درجہ کا مُبصّر بن جاتا ہے +

(۱۵) خاموشی سے ہیبت و وقار - تواضع سے محبّت اور پیار - سچائی سے فضیلت و بزرگی - ریاضت سے ذہانت پیدا ہوتی ہے +

(۱۶) تقوےٰ عالموں کا سنگھار اور ریاکاری جاہلوں کا شعار ہے +

(۱۷) جو ہو چُکا اُس پر افسوس کرنا موجودہ وقت کا ضائع کرنا ہے +

(۱۸) تجربہ کار کا درجہ طبیب سے زیادہ ہوتا ہے مگر تجربے کی انتہا نہیں عقلمند ہمیشہ تجربے کی کوشش میں رہتا ہے +

(۱۹) عادت تمام فعلوں پر غالب آجاتی ہے اور

آخر ایک طبیعت بن جاتی ہے۔ اور ہر چیز زائل و منتقل ہوسکتی ہے۔ مگر طبیعت اُس سے مستثنٰے ہے +

(۲۰) ہر کام میں حیلہ بازی چل سکتی ہے۔ مگر موت کے سامنے کچھ پیش نہیں جاتی +

(۲۱) تدبیر و تحمل سے کام کرنیوالا کبھی نادم نہیں ہوتا +

(۲۲) سوچکر کام کرنے والا سلامتی میں رہتا ہے۔ جلد باز ہلاکت میں پڑتا ہے +

(۲۳) دوستوں کی مصیبتوں پر رنج ظاہر کرنا صبر کرنے سے بہتر ہے۔ اور اپنی مصیبت پر صبر رونے پیٹنے اور شکایت کرنے سے بہتر ہے +

(۲۴) دولت و نعمت کے غارت کر دینے کے لئے مظلوموں کی آہ سے بڑھکر کوئی چیز نہیں +

(۲۵) جس کو ادب و تعظیم کی عادت نہ ہو۔ اُسے بادشاہوں

اور اعلےٰ حاکموں کی مصاحبت کی خواہش فضول بلکہ خرابی کا باعث ہوتی ہے +

(۲۶) حرص سے احتراز لازم ہے - مگر اچھے کاموں کی حرص بُری نہیں +

(۲۷) استغنا بغیر قناعت کے نہیں ہو سکتا - کیونکہ مال کتنا ہی کثیر کیوں نہ ہو - پھر بھی اُسکی خواہش دور نہیں ہوتی +

(۲۸) دنیا میں ساری چیزیں مل سکتی ہیں - مگر عمر یا وقت نہیں مل سکتا - پس وقت جسقدر نایاب ہے - اُسی قدر قدر کرنے کے لائق ہے +

(۲۹) عالموں کی صحبت اور مطالعۂ کُتب حکمت سے مسرت بخش زندگی حاصل ہوتی ہے +

(۳۰) عالم جہل کو پہچان سکتا ہے - کیونکہ وہ اپنے تئیں

جاہل سمجھتا ہے۔اور جو اپنے تئیں جاہل سمجھیگا۔اُس کو
کسی بات کے دریافت کرنے اور پوچھنے میں عار نہ ہو گی.
اور جہل مرکب میں پھنسا ہُوا شخص یعنی جو عالم نہیں اور سمجھتا
ہے کہ میں عالم ہوں۔وہ کبھی عالم نہیں ہو سکتا۔کیونکہ
وہ ہر ایک بات کے دریافت کرنے اور پوچھنے میں اپنی
بے عزتی خیال کرتا ہے +

(۳۱) وہ دولت حاصل کرو۔جس کو زوال نہیں۔اور وہ
زندگی ڈھونڈو۔جس میں تغیر و انقلاب نہیں۔وہ بقا تلاش
کرو جس کو فنا نہیں +

(۳۲) جو پختگی سے اپنے مذہب پر قائم رہتا ہے۔اُس سے
کوئی نہیں جھگڑتا +

(۳۳) زوال پذیر چیز پر فخر کرنا حماقت ہے +

(۳۴) صداقت کل مخلوق کے خمیر میں ہے۔لیکن بعض لوگ

اس کے اثر کو نہیں مانتے +

(۳۵) جھوٹ لا علاج مرض ہے +

(۳۶) جھوٹ بولنے والا بہت کم نجات پاتا ہے +

(۳۷) اوروں کے حالات سے تجھ کو عبرت پکڑنی چاہیئے تاکہ اور لوگ تیرے حال سے عبرت پکڑیں +

(۳۸) ظالم و جابر کی ذلت کے سب لوگ خواہاں ہو جاتے ہیں +

(۳۹) بادشاہ یا حاکم وقت سے مخالفت و منازعت رکھنے والا موت سے پہلے مرتا ہے +

(۴۰) مصرف ہمیشہ فقر میں اور قانع دولتمندی کی حالت میں رہتا ہے +

(۴۱) بادشاہ یا حاکم کا فرض ہے کہ رعیت کو غلاموں یا چارپایوں کی طرح نہ سمجھے +

(۴۲) غمازی دلوں میں بغض پیدا کرتی ہے +

(۴۳) جاہل کی زبان موت کے دروازے کی کنجی ہے +

(۴۴) حاجت حیلوں کے دروازے کھول دیتی ہے +

(۴۵) زیادہ غذا کھانے سے قوت نہیں بڑھتی۔ بلکہ قوت اس غذا سے حاصل ہوتی ہے جو ہضم ہو سکے +

(۴۶) سیکھنے کے لئے تجربہ استاد ہے +

(۴۷) زمانے کا انقلاب نصیحت حاصل کرنے کے لئے عمدہ سبق ہے +

(۴۸) اپنی خصلتوں کی آپ ہی تعریف کرنی معیوب ہے +

(۴۹) نئی شے اچھی معلوم ہوا کرتی ہے۔ مگر دوستی جتنی پُرانی ہو۔ اُتنی ہی اچھی +

(۵۰) ہر چیز کا ایک علیحدہ خاصہ ہوتا ہے۔ اور عقل کا خاصہ اچھی بات اختیار کرنا ہے +

(۵۱) شر کو اگرچہ شر ہی کے ذریعے رفع کرنا اچھا ہے۔ مگر

خیر و خوبی کے ساتھ رفع کردے تو بہت اچھا ہے ۔

(۵۲) انسان وہی بہادر ہے ۔ جو اپنے حواس خمسہ پر قادر ہے +

(۵۳) صلح کُل شخص دین و دنیا میں عزت و توقیر پاتا ہے

(۵۴) کسی کی غیبت کرنا یا سُننا دونو بدی و گناہ میں داخل ہیں +

(۵۵) بدی کرنے والے سے بدلا لینے کا ارادہ نہ کرو کیونکہ بدی کی سیاہی سے خود اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے +

(۵۶) حواس خمسہ کے ذریعے سے دل میں کسی کی طرف کشش پیدا ہوتی ہے ۔ اس کشش کے پیدا ہونے سے پہلے ہی تم اپنے دل کو کسی نیک و عمدہ شغل میں ہر وقت لگائے رکھا کرو +

(۵۷) خلاف تہذیب باتیں کرنے سے انسان کو شرمسار ہونا پڑتا ہے +

(۵۸) جو انسان دور اندیشی اور صبر نہیں کرتا۔ وہ عقلمند نہیں کہلاتا +

(۵۹) موت کے یاد رکھنے سے انسان گناہوں سے بچا رہتا۔ ہے +

(۶۰) انصاف و رحم کا زور تلوار کے زور سے بڑھکر انسان کو مطیع بنا دیتا ہے +

(۶۱) نیک نیتی دیانتداری کی ماں ہے جو انسان کو عمدہ اصول کا پابند اور محنتی بنا دیتی ہے +

(۶۲) متعلقین انسان کے اعضاء کے برابر ہوتے ہیں۔ اسلئے اپنی حیثیت کے موافق اُن کی مدد کرنی چاہئے +

(۶۳) ایسی بھلائی کرنے کو جس میں راستی بھی قائم رہے۔ اپنا

فرض سمجھو +

(۶۴) حلیم الطبع و محنتی آدمی کے سامنے فتحیابی ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہے۔ اس لئے یہ دونو صفتیں اپنے میں پیدا کرو +

(۶۵) نفاق ایسا زہریلا پودا ہے جو بڑھکر کُنبے کے کُنبے بلکہ شہر کے شہر۔ حتےٰ کہ ملک کے ملک غارت کر دیتا ہے۔ اس لئے اس کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کی کوشش کرتے رہو +

(۶۶) بے تمیز حیوانوں میں اتفاق نہیں ہوتا۔ جو بے تمیز انسان اتفاق و نفاق کا فرق نہیں سمجھتے۔ وہ حیوانوں سے بدتر ہیں۔ باتمیز انسان کو ہر وقت اتفاق کو مدنظر رکھنا چاہئے +

(۶۷) جو شخص خوشی میں غم کو۔ تندرستی میں بیماری کو۔

دولت مندی میں مفلسی کو اور سیری میں بھوک کو
نہیں بھولتا۔ اور ہر وقت موت کو یاد رکھتا ہے
تو وہ غرور کے نشے میں آ کر گناہ کرنے پر دلیر نہیں
ہو جاتا +

(۶۸) جس کو طمع نے گھیر رکھا ہے۔ اُس کو اور کسی عیب
کی ضرورت نہیں +

(۶۹) حسد کرنے والے کو اور کسی گناہ کا خطرہ نہیں +

(۷۰) صفائی باطن کی صورت تیرتھ یا حج کرنے سے کچھ
نفع نہیں ہو سکتا +

(۷۱) نیک مرد ہونے سے خویش و اقربا کی کچھ کمی
نہیں ہوتی +

(۷۲) فیاض و سخی ہونے سے کسی خیرات و دان کرنے کی
ضرورت نہیں رہتی +

(۴۳) خیرات مال کی زکوٰۃ ہے۔ اور مقبول اُس وقت ہو سکتی ہے۔ جب دائیں ہاتھ سے دی جائے۔ اور بائیں کو خبر نہ ہو +

(۴۴) جو شخص علوم تصوف وغیرہ سے واقفیت رکھتا ہے۔ اُسے کسی اور دوست و رفیق سے واقفیت رکھنے کی حاجت نہیں +

(۴۵) زندگانی کا نفع کیا ہے؟ عقلمندوں کی صحبت۔ آفت کیا ہے؟ جاہلوں کی ملت۔ نقصان کیا ہے؟ وقت کا ضائع کرنا۔ ہوشیار کون ہے؟ جس کے دل میں اپنے دین کی واقفیت حاصل کرنے کی خواہش ہو۔ اور جس قدر واقفیت حاصل کرے۔ اسکا پابند رہے +

(۴۶) بیوی وہی ہے جو خاوند کی فرمانبردار ہو۔ حلم سے بڑھکر کوئی دوست نہیں۔ آزادی سے بڑھکر کسی بات میں

آرام نہیں +

(۷) دوست وہی ہے جو مصیبت اور آسائش دونوں حالتوں میں یکساں رہے۔ اور دوست تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(ا) نت یا ہمیشہ کا دوست۔ یہ بے سبب بغیر درخواست کے امداد کرتا ہے +

(ب) سہیج متر۔ جو بزرگوں سے دوست چلا آتا ہے۔ خواہ رشتہ داری کے باعث خواہ میل ملاپ کے سبب +

(ج) کرترم متر یا بناوٹی دوست۔ جو اپنی غرضوں کے حاصل کرنے کے لئے دوست بن جاتا ہے +

دوست کے اوصاف

(۱) مصیبت کے وقت مددگار ہونا +

(۲) دغابازی وظاہرداری ودنیاسازی سے پاک ہونا +

(۳) دوست کی ننگ وناموس کو اپنی ننگ وناموس جانتا +

(۴) غصّے اور مہربانی کی حالت میں ایک سا رہنا +

دوست کے عیب

(۱) غرض کی دوستی رکھنا +

(۲) اپنا مطلب حاصل کرنے کے فکر میں رہنا +

(۳) مصیبت کے وقت مدد کرنے سے پہلوتہی کرنا +

(۴) دل سے بدخواہ رہنا +

(۵) طعنہ دیکر دل جلانا +

دوستی میں نفاق ڈلوانے والے امور یہ ہیں

(۱) دوست کی عورت کی طرف بُری نگاہ رکھنا +

(۲) دوست سے جھگڑا تکرار رکھنا +

(۳) بار بار کوئی چیز مانگنا +

(۴) قرض لیکر ادا نہ کرنا +

(۵) دوست کی بدگوئی کرنا یا چغلی کھانا +

(۶) دوست کی دولت چھین لینے کی خواہش کرنا یا اُسکو عیب لگانا +

(۷) سچا دوست امور بالا سے نفرت رکھتا ہے۔ دوستوں کو گناہ سے بچاتا ہے۔ فائدہ مند باتیں بتاتا ہے۔ اُن کے راز اور عیب پوشیدہ رکھتا ہے۔ اُن کے اوصاف و عادات پسندیدہ کو شہرت دیتا ہے مصیبت کے وقت

شریک حال ہو جاتا ہے۔ ضرورت کے وقت حسب حیثیت روپے سے بھی مدد کرتا ہے۔ اور دوستوں کی آزمائش کے لئے یہی بڑی کسوٹی ہے۔ دُودھ اور پانی کی دوستی کا خیال کرنا چاہیئے۔ جب دودھ سے پانی ملتا ہے۔ تو دودھ اس کو اپنا ہی سا بنا لیتا ہے۔ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مگر دوست کا رتبہ بڑھا دیتا ہے +

(۷۸) جو شخص کسی جاندار کے مارنے اور اُسکا گوشت کھانے سے پرہیز کرتا ہے۔ وہ قدرتی حفاظت کا مستحق ہو جاتا ہے +

(۷۹) چلنے پھرنے۔ بولنے چالنے کھانے پینے۔ سونے جاگنے۔ اُٹھنے بیٹھنے میں احتیاط کرنے سے انسان تندرست اور برائیوں سے محفوظ رہتا ہے +

(۸۰) جو شخص اوروں کے مال و دولت کے نقصان کرنے سے پرہیز کرتا ہے۔ وہ دنیا میں عزت پاتا ہے +

(۸۱) انسان راست گفتاری اختیار کرنے سے نیک نام
و آسودہ حال ہو جاتا ہے +

(۸۲) جو شخص حسب حیثیت دان پُن یا خیر خیرات کرتا رہتا
ہے۔ وہ کبھی تنگ دست نہیں رہتا +

(۸۳) جو بیگانی عورتوں کو کبھی بُری نظر سے نہیں دیکھتا
وہ ہمیشہ عزت و توقیر سے رہتا ہے +

(۸۴) حرص و ہوا سے دور رہنے والا برائیوں سے
بچا رہتا ہے +

(۸۵) بزرگوں کے آگے سر جھکانے سے عزت و
آبرو زیادہ ہوتی ہے +

(۸۶) جو شخص جانداروں کو رحم کی نظر سے دیکھتا ہے
وہ خود رحم کا مستحق ہو جاتا ہے +

(۸۷) انسان علموں کے پڑھنے اور اُن میں مشق و تجربے

حاصل کرنے سے عزت و مرتبہ پاتا ہے +

(۸۸) جس میں رحم نہیں۔ اُس کے لئے کسی قسم کی قدرتی حفاظت بھی نہیں۔ اور جس میں غصہ ہے۔ اُس کو کسی اور دشمن کی ضرورت نہیں +

(۸۹) ۱۔ کام یا شہوت۔ ۲۔ غصہ۔ ۳۔ طمع۔ ۴۔ تکبر۔ ۵۔ رعونت۔ ۶۔ نفسانی خواہشیں۔ ان میں سے ہر ایک کی جداگانہ خاصیتیں ہیں۔

(۱) یہ شہوت مستورات منکوحہ کی عصمت کو بگاڑتی ہے۔

(۲) غصہ کی حالت میں انسان تحمل و تامل نہ کرنے اکثر تو آپ گنہگار ہوتا ہے۔ کبھی اور اوروں کو بھی گنہگار کر دیتا ہے +

(۳) طامع اپنے عزیز مال کو تو ہوا تک نہیں لگاتا اوروں کے مال حیلوں اور بہانوں سے چھیننے چاہتا ہے +

(۴) متکبر شخص اپنے خاندان اور دولت اور علم و ہنر کا فائدہ دوسروں کو نہیں پہنچاتا اور اَوروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے +

(۵) رعونت انسان کو کسی کی اطاعت نہیں کرنے دیتی سرکش و خود آرا بنائے رکھتی ہے +

(۶) خواہشات نفسانی سے انسان بلا سبب اوروں کے حقوق آپ حاصل کرنے چاہتا ہے۔ اوروں کی رایوں اور دلایلوں کو مسترد کرتا ہے۔ لوگوں کی عفت و عصمت خراب کرتا ہے۔ دولت و مال جمع کرنے سے خوش ہوتا ہے +

امور بالا ہر صورت میں وبال جان ہیں۔ ان سے بچے رہنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہو +

(۹) دھوکے بازی یا ٹھگی سے جو دولت یا ملازمت حاصل

کی جاتی ہے۔ وہ کبھی وفا نہیں کرتی +

(۹۰) کوشش حسب ذیل اوصاف سے خالی نہیں ہوا کرتی ۔

۱۔ بہادری یا دلیری۔ ۲۔ غصہ ۔ ۳۔ جلد بازی۔ ہر ایک کام میں ہوشیاری +

(۹۱) بے انصاف آدمی کے پاس دولت نہیں رہتی اور بُرے کو اپنی بُرائی میں رہنا پڑتا ہے +

(۹۲) بدچلنی آخر نیک چلنی پر غالب آجاتی ہے۔ آقا کی بدچلنی نوکروں کو گستاخ و سرکش بنا دیتی ہے +

(۹۳) دنیا کی تمام قسم دولتوں میں سے علم ہی ایسی دولت ہے ۔ جو ہر وقت بغیر بارکشی کے بے تکلف پاس رہتی ہے۔ اس کو نہ چور چُرا سکے۔ نہ دشمن چھین سکے ۔ نہ آگ جلا سکے نہ پانی ڈُبا سکے۔ جہاں جائے اسکے طفیل عزت

پائے۔ بادشاہ و حکام اعلےٰ کا مقرب و مصاحب
بن جائے۔ اسلئے علم کا حاصل کرنا اپنا فرض سمجھو +
(۹۴) وہی شخص سچی تعریف کے لائق ہوتا ہے جو لوگوں
کے ساتھ اچھا سلوک کئے بغیر نہ رہ سکے۔ کبھی سخت دلی
و سرکشی نہیں کرتا۔ جس طرح دانشمند دولت حاصل کر کے
دولت میں ملاتا ہے۔ اسی طرح سلوک کنندہ بھی نیک
سلوک کو اپنی نیکیوں میں شامل کرتا ہے +
(۹۵) مورکھ یا بیوقوف شخص سے کوئی نیک سلوک یا
بھلائی کا خواستگار نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ حیوانوں کی
طرح اپنی ہی شکم پُری کرتا ہے۔ اس سبب سے اُس کو
اُس کی منکوحہ بیوی بھی پسند نہیں کرتی +
(۹۶) جو شخص علم حاصل کر کے حلیم الطبع ہو جاتا ہے
وہی عقلمند کہلاتا ہے۔ وہ عقلمند نہیں کہلاتا۔ جو شیر

کی طرح جوانمردی دکھاتا ہے۔ جو بے علم ہے۔ وہ اندھا ہے۔ علم سے اندرونی آنکھ بھی کھُل جاتی ہے سبے علم سے حیوان بہتر ہے +

(۹۷) عقلمند کا یہ کام ہے (۱) بات کو غور سے سننا۔ (۲) اُسکے مطلب کو پہنچنا (۳) علمی مطالب سے مؤثر ہونا (۴) عرصہ دراز تک اُن کو فراموش نہ کرنا (۵) جہالت سے اشتباہ میں نہ پڑنا (۶) استفسار کی ہوئی بات کو غور سے سوچنا (۷) اُسکی نسبت ہوشیاری سے رائے دینا (۸) دریافت طلب امر کے دریافت کرنے میں پوری پوری کوشش کرنا +

جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں۔ وہ عقلمند کہلانے کے قابل نہیں ہے +

(۹۸) علم وہ شمع ہے۔ جس سے بدی کا اندھیرا دور

ہو جاتا ہے۔ اور راستی کی روشنی جلوہ گر ہو جاتی ہے یہ راج ودیا وہ علم ہے۔ جس میں علم الٰہی توحید شامل ہے اسی علم کے حصول سے تمام دنیاوی رنج والم اور خوشیاں بھاگ جاتی ہیں۔ اور اطمینان کی زندگی حاصل ہو جاتی ہے +

(۹۹) زراعت و حرفت و تجارت کی تعلیم سے ملک میں امن و چین رہتا ہے +

(۱۰۰) مجرموں کی سزا واقعی طور پر ملنے سے امن قائم رہتا ہے +

(۱۰۱) دنیاوی عیش و عشرت میں غرق ہو جانے سے دل کو قناعت حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ ہوس و خواہش بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اسلئے پہلے سے فکر و غور کر کے انسان کو عیش و عشرت میں نہ پڑنا چاہئے +

(۱۰۱) دنیا میں جسقدر نعمتیں مہیا ہو سکتی ہیں۔ وہ کُل انسان کو میسر ہو جائیں۔ تو بھی انسان سیر نہیں ہو سکتا زیادتی کا ہی خواہاں رہتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ جو خدا تعالےٰ کی مہربانی سے میسر ہو۔ اس پر قناعت کرے +

(۱۰۲) جو انسان من یا دل۔ بانی یا گفتار۔ کرم یا فعل سے بھی کسی کی بدی نہیں کرتا۔ تو وہ ہری کی پراپتی کیلئے مستحق ہو جاتا ہے +

(۱۰۳) حرص و ہوس انسان کے ضعیف ہونے سے بھی ضعیف نہیں ہوتی۔ بلکہ انسان کی ضعیفی کی حالت میں نوجوان ہو جاتی ہے۔ اور آخر دم مرگ تک دور نہیں ہوتی اس کے ترک سے عاقبت کے لئے آرام حاصل ہو سکتا ہے +

(۱۰۴) انسان کا ہر ایک عضو بحالت ضعیفی کمزور اور ڈھیلا ہوتا جاتا ہے۔ مگر حرص روز بروز افزوں ہوتی جاتی ہے۔ یہی حرص انسان کو تناسخ کے چکّر میں ڈالتی ہے۔ اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔ مصرع

مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

(۱۰۵) جب تک یہ جیو تناسخ کے چکّر میں ہے۔ اُس کو ہزارہا قالب اپنے اعمال کے سبب سے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ اور اُن قالبوں میں ہزارہا کا رشتہ متعلقین و نیز اُن سے آسودگی و تکالیف کا رہتا ہے۔ اس سبب سے انسان کو خوشی و غمی میں مساوی حالت پر رہنا چاہئیے ٭

(۱۰۶) دھرم یا ایمان ایک وفادار دوست ہے۔ جو مرنے کے بعد ساتھ جاتا ہے۔ جس نے دھرم یا ایمان کو ترک

نہیں کیا۔ وہی انسان زندہ جاوید ہے۔ اس لئے انسان کو لازم ہے کہ دھرم کو ہر وقت محفوظ رکھے +

(۱۰۷) قرضہ لینا بڑے عیب کی بات ہے۔ مگر جس حالت میں بدوں قرضہ کے کام ہی نہیں چل سکے تو دنیا و عاقبت میں اُس وقت تک سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ قرضہ ادا نہ کر لو +

(۱۰۸) قرضہ لیکر دان یا خیرات کرنا شاستر میں منع ہے۔ بلکہ بصورت عدم استطاعت ادائگی قرضہ کے دان یا خیرات لیکر ادائگی قرضہ لازم ہے +

(۱۰۹) اپنے آپ کو کسی کے برابر نہ سمجھو۔ کیونکہ ہر ایک انسان سے اپنے آپ کو کمتر سمجھنے والا آدمی دنیا میں عزت کے قابل ہوتا ہے +

(۱۱۰) انسان بدکار۔ دوست جاہل۔ غلام حاضر جواب

کے ساتھ رہنا یا ربط ضبط رکھنا ایسا ہے۔ جیسے سانپ کی بانبی میں رہنا +

(۱۱۱) مصیبت کے وقت کے لئے روپیہ جمع کرنا۔ روپے سے حفاظت زن اور زن وزر سے حفاظت اپنی لازم ہے +

(۱۱۲) جن ممالک میں۔ روزگار۔ خوف۔ حیا۔ تندرستی سخاوت نہیں ہے۔ وہاں بودوباش اختیار کرنا معیوب ہے +

(۱۱۳) فرمانبرداری میں غلام۔ مصیبت میں خویش و اقارب۔ دولت کے برباد ہونے میں عورت کا امتحان ہو جاتا ہے +

(۱۱۴) ہاتھ کی زیبائش خیرات سے ہوتی ہے جسم غسل سے پاک ہوتا ہے۔ نہ کہ چندن سے انسان

تعظیم و مدارات سے خوش ہوتا ہے نہ کہ طعام سے
نجات گیان سے ہوتی ہے نہ کہ زیبائش و زیورات سے*
(۱۱۵) دریا۔ مردمان مسلح۔ جانوران پنجہ دار۔ حیوانات
شاخدار۔ مستورات۔ فقرا۔ بادشاہ یا حکام وقت
پر نازاور بھروسہ نہ کرنا چاہیئے *
(۱۱۶) جس کا فرزند فرمانبردار۔ اور عورت مرضی کے
موافق چلنے والی اور خود بھی حالت موجودہ پر صابر و
قانع ہو۔ اُسکو دنیا ہی میں بہشت حاصل ہے *
(۱۱۷) اصل میں وہی پسر ہے جو فرمانبردار پدر ہے۔
اور وہی پدر ہے۔ جو لڑکوں کی معقول پرورش
کرتا ہے *
دوست وہی ہے جو اعتماد کے قابل ہے عورت
وہی ہے۔ جس سے آرام حاصل ہے *

(۱۱۸) جس خاندان کے لوگ اخلاق کے اصول جانتے اور ان پر عمل کرتے ہونگے۔ وہ خاندان ضرور معظم و مکرم ہوگا +

(۱۱۹) مفارقتِ زنان۔ خویش و اقارب میں تحقیر بے فیض بادشاہ یا حکام کی خدمت مفلس و جاہلوں کی مجلس۔ بدوں آگ کے جسم انسان کو جلا دیتی ہیں +

(۱۲۰) جس کا چلن اچھا نہیں ہے۔ جسکی نظر گناہ کی طرف لگی رہتی ہے۔ جو بُرے مقام میں رہتے ہیں اور جو بدکار ہیں اُنکی دوستی سے انسان جلد برباد ہو جاتا ہے +

(۱۲۱) لڑکی کی شادی کسی شریف خاندان کے لڑکے کیسا سے کر دینی چاہیئے۔ اور لڑکے کو تحصیل عا مشغول رکھنا چاہیئے + ...ماف نہیں

(١٢٢) لڑکے کو پانچ سال تک لاڈ پیار میں رکھنا چاہیئے ۔ پھر تعلیم شروع کرا دی جائے ۔ دس برس کی عمر کے لئے اخلاق کی درستی ۔ تادیب و سزا دینا چاہیئے اور ١٦ برس کے ہو جانے پر دوستانہ سلوک سے ہدایت کرنا مناسب ہے +

(١٢٣) تدبیر سے مفلسی ۔ جپ یا عبادت سے گناہ خاموشی سے لڑائی رفع ہو جاتی ہے +

(١٢٤) اعتدال سے رہنا انسان کے لئے عزت ہے بے اعتدالی انسان کے لئے زہر ہلاہل ہے +

(١٢٥) باعلم و سلیم العقل فرمانبردار جس خاندان میں ایک فرزند بھی ہوتا ہے ۔ اس خاندان کی عزت و رونق [illegible] اتی ہے +

[illegible] انسان کو دھرم یا ایمان ۔ ارتھ یا اغراض

کار نیک یا خواہش نیک۔ کوشش یا نجات میں سے ایک بھی حاصل نہ ہو۔ اُس کو زندہ نہ سمجھو مُردوں میں شمار کرو +

(۱۲۷) جس جگہ جاہل و احمق کی تعظیم و عزّت نہیں ہوتی جس جگہ غلّہ بہت رہتا ہے۔ جس گھر میں خاوند اور بیوی میں فساد نہیں ہوتا۔ وہاں دولت خود بخود آتی ہے +

(۱۲۸) ابھی انسان ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے کہ اُس کا رزق۔ عمر۔ حیا۔ دولت۔ علوم اور موت صفحۂ تقدیر پر لکھی جاتی ہے +

(۱۲۹) جب تک تندرستی قائم ہے انسان لقمہ موت نہیں ہوتا۔ اُسوقت تک خیر و ثواب کے کام کر سکتا ہے۔ مرنے کے بعد کیا کریگا +

(۱۳۰) علم میں کامدھنوں مادہ گاؤ سے کم اوصاف نہیں

ہیں۔ قحط میں ثمر خیز دیتا ہے۔ اسفر ممالک میں مادر
مہربان کی طرح غمخوار ہوتا ہے۔ اس لئے یہ خزانہ
مخفی ہے۔ جسکا حاصل کرنا اپنا فرض سمجھو +

(۱۳۱) بُرے شہر کی سکونت۔ رذیل دوست یا اُسکی
خاندان سے ملت یا اُنکی خدمت برا کھانا عورت
فاحشہ فرزند جاہل۔ بیوہ لڑکی بغیر آگ کے ہی جسم
انسان کو جلا دیتی ہیں +

(۱۳۲) آفات دنیوی کے جلے ہوؤں کی تسکین اُن
سے ہو جاتی ہے۔ فرمانبردار بیوی نیکچے گھر میں اور
غمخوار دوست باہر +

(۱۳۳) بیوی وہی ہے جو پاک دامن ہے۔ بیوی وہی
ہے جو فرمانبردار ہے۔ بیوی وہی ہے۔ جو راست گو
ہے۔ بیوی وہی ہے جو بیت برتا ہے۔ اور ایسی بیوی

نازبرداری وعزت کے لائق ہے +

(۱۳۴) بے اولاد کا گھر خالی ہے۔ بغیر بھائی کے دنیا خالی ہے۔ جاہل مطلق کا دل خالی ہے۔ مفلسی میں سب کچھ خالی ہے +

(۱۳۵) بغیر پڑھنے پڑھانے کے علم۔ بغیر ہاضم کے طعام بغیر روپے کے بال بچے۔ مرد ضعیف کو نوجوان بیوی۔ زہر کا اثر پیدا کرتی ہیں +

(۱۳۶) جس دھرم میں رحم نہ ہو۔ اور جو علم بے اُستاد سیکھا جائے۔ جس عورت کے مُنہ سے غیض و غضب کے کلمے نکلتے ہوں۔ اور جن بھائیوں میں الفت نہ ہو اُن کو چھوڑ دینا چاہیئے +

(۱۳۷) سفر انسان کے لئے ضعیفی ہے۔ قید و بند رکھنا گھوڑوں کی ضعیفی ہے۔ دھوپ کپڑوں کی ضعیفی ہے

مباشرت مستورات کی ضعیفی ہے +

(۱۳۸) ہمیشہ یہ غور کر کے رہنا چاہیئے۔ کہ کس وقت کیا کرنا چاہیئے۔ دوست کون ہے۔ ملک کون اور کیسا ہے۔ کار و بار میں نفع و نقصان کسقدر ہے +

(۱۳۹) سونے کا کسنے سے۔ دان یا خیرات کا سوبھاؤ گُن یا اوصاف سے نہایت مصیبت یا غایت مسرت کی حالت میں انسان کا امتحان ہو جاتا ہے +

(۱۴۰) جس کو کسی طرح کی بھی خواہش نہیں وہ کسی کا پابند ہونا پسند نہیں کریگا۔ جو شہوت پرست نہ ہو گا۔ وہ آرایش و زیب بدن میں مستغرق نہیں ہو گا +
جو ہوشیار نہیں وہ شیریں کلام نہیں ہو گا صاف گو مکار نہیں ہو گا +

(۱۴۱) غفلت سے علم۔ دوسرے کے ہاتھ میں جانیسے

دولت۔ تخم کی کمزوری سے کھیت برباد ہو جاتا ہے سپہ سالار کے بغیر فوج ماری جاتی ہے +

(۱۴۲) مشق سے علم۔ نیک چلن سے خاندان۔ علم و ہنر سے نیک مرد۔ اور آنکھ سے خفگی پہچانی جاتی ہے +

(۱۴۳) دان یا خیرات سے مفلسی زائل ہو جاتی ہے نیک چلنی سے بیعزتی دور ہو جاتی ہے۔ عقل سے جہالت جاتی رہتی ہے۔ فرمانبرداری خوف سے محفوظ رہتی ہے +

(۱۴۴) شہوت کے برابر دوسری بلا نہیں۔ جہالت کے برابر دوسرا دشمن نہیں۔ غیض و غضب کے برابر کوئی آگ نہیں۔ گیان سے بڑھکر اور کوئی شے خوشی دینے والی نہیں ہے +

(۱۴۵) موت و حیات اور رنج و راحت انسان کو خود ہی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اور انسان اپنی ہی کوشش سے نجات کا مستحق ہو جاتا ہے +

(۱۴۶) برمہ گیانی کو بہشت! بہادر کو زندگی۔ قادرالحواس کو عورت سے بے غرض و لاپرواہ کو پرکاہ کے برابر ہے +

(۱۴۷) سفر اور بیگانے ملک میں علم۔ گھر میں بیوی۔ مریض کو علاج۔ مردہ کو نیک اعمال کام آتے ہیں +

(۱۴۸) بارش کے پانی۔ اپنی طاقت اپنی آنکھوں کی بینائی۔ اور غلہ کے برابر دوسری شے مرغوب کارآمد نہیں ہے +

(۱۴۹) انسانوں میں حجام۔ پرندوں میں زاغ۔ جانوروں میں شغال۔ عورتوں میں مالن۔ زبان دراز اور نابکار ہوتے ہیں +

(۱۵۰) تیز تر بادوں میں آگ۔ حیوانوں میں شیر۔ ہتھیاروں میں تلوار۔ پیشہ ور انسانوں میں وکیل و ڈاکٹر کسی کے بھی واقف یا دوست نہیں۔ ان سے محفوظ رہنے کیلئے

(ر) با عتدال مطلوب ہے۔اسلیئے اعتدال کے عادی ہونا
ہی سمجھو +

(۱۵۱) مادرزاد اندھا کو جوشش شہوت ہیں اور غرور و
متکبر ہیں۔ اور رسائل کو عیب و الزام کی نہیں سوجھتی +

(۱۵۲) جیو خود ہی کرم کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ خود ہی پاتا
ہے۔ اور خود ہی تناسخ کے چکر میں گھومتا ہے۔ اور خود ہی
رستگاری حاصل کرسکتا ہے +

(۱۵۳) انسان کے بہشتی ہونے کے دنیا میں یہ نشان
ہیں۔(۱) عابد ہونا (۲) خیرات یا دان کرنا (۳) شیریں
کلامی (۴) برمھ گیانی +

(۱۵۴) انسان کے دوزخی ہونے نشان یہ ہیں (۱) غصہ
(۲) سخت کلامی (۳) خویش و اقارب سے دشمنی (۴) سفلوں
یا جہلا کی صحبت میں رہنا (۵) بدیوں سے رغبت رکھنا +

(۱۵۴) پھولوں سے عطر۔ تلی سے تیل۔ لکڑی سے آگ دودھ سے گھی۔ گنّے سے گڑ بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح سے انسان پرماتما کو تلاش کر سکتا ہے +

(۱۵۵) شانتی یا بردباری کے برابر عبادت نہیں سینتوکھ یا قناعت کے برابر سکھ نہیں۔ حرص سے بڑھکر کوئی بلا نہیں۔ دیا یا رحم سے بڑھکر دھرم نہیں +

(۱۵۶) علم و ہنر صورت کو۔ نیک چلن خاندان کو۔ عیش و آرام دولت کو زیبائش دیتے ہیں +

(۱۵۷) موت نے زندگی کو ضعیفی نے جوانی کو۔ خواہش دل نے صبر و قناعت کو۔ سانپوں نے صحرا کو۔ عورت کے ناز و انداز نے راحت کو۔ انسان بدباطن نے بادشاہ یا حکام وقت کو متلوّن مزاجی نے استقلال کو اسی طرح دنیا میں کس نے کسی کو لقمۂ دہاں نہیں کیا

اس لئے انسان بدی سے محفوظ رہنے کی صورت میں دنیا میں افضل سمجھا جاتا ہے +

(۱۵۸) جس کو ذاتی عقل نہیں۔ اس کو اور بد باطن شخص کو پند و نصائح کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ دودھ اور گھی سے نیم کے درخت کو آبپاشی کیجائے۔ اس میں شیرینی نہیں آجاتی +

(۱۵۹) وہ بڑا خوش نصیب آدمی ہے۔ جس کے گھر میں یہ باتیں موجود ہوں +

(۱) گھر میں دلی محبت و خوشی سے ہری کی پوجا یا پرستش ہوتی ہو +

(۲) لڑکے عالم و فاضل اور فرمانبردار ہوں +

(۳) بیوی شیریں کلام و فرمانبردار ہو +

(۴) حسب خواہش دولت نصیب ہو +

(۵) خدمت گار فرمانبردار ہوں +

(۶) مہمان و مسافر کی تواضع ہوتی ہو +

(۷) ہمیشہ بزرگوں کے پند و نصائح سے مستفیض ہوتے ہوں +

(۱۶۰) پانی سے آگ کو بجھا سکتے ہیں۔ سایہ سے طپش آفتاب سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ تیز و نوکدار آنکس سے ہاتھی کو روک سکتے ہیں۔ ادویات سے مریض کا علاج کر سکتے ہیں۔ اسماء اعظم الٰہی سے جن بھوت کو ہٹا سکتے ہیں۔ لیکن جاہل کا علاج کسی طرح نہیں کر سکتے +

(۱۶۱) جو شخص اپنے خاندان میں فیاضی۔ غیروں پر رحم۔ بدمعاشوں سے نفرت۔ حق پرستوں سے محبت جلسۂ اصحاب میں خوش خلقی۔ عالموں سے حسن سلوک

دشمنوں سے بہادری۔ بزرگوں کی تعظیم و تکریم کرتا
ہے۔ اور عورتوں سے اپنے آپ کو بحکمت عملی محفوظ
رکھتا ہے۔ وہ انسان نیک مرد۔ مہذب کہلانے کا
مستحق ہو جاتا ہے +

(۱۶۲) عقل کثافت کو رفع کرتی ہے۔ راستی کو
بڑھاتی ہے۔ تعلیم کو ترقی دیتی ہے۔ گناہ کو دفع
کرتی ہے۔ خود غور کر سکتے ہو کہ یہ عقل نیک انسان کے
ساتھ کیا کیا سلوک نہیں کر سکتی +

(۱۶۳) جملہ حواس بھی وہی ہیں۔ تمام کاروبار بھی وہی
ہیں۔ عقل سلیم بھی وہی ہے۔ نطق کلام بھی وہی ہے
ایک گرمی دولت کی کمی یا زیادتی انسان کو طرفۃ العین
میں اور کا اور بنا دیتی ہے +

(۱۶۴) دولت کی حالتیں مفصلۂ ذیل ہیں +

(۱) دان یا خیرات (۲) عیش و آرام (۳) زوال۔ جبکہ اُسکو پہلے یا دوسرے درجہ میں صرف نہ کیا جائے تو تیسرے درجہ میں خود بخود زوال پذیر ہو جاتی ہے۔

(۱۶۵) رحم نہ کرنا۔ بے سبب لڑ پڑنا۔ اوروں کی دولت اور غیر عورت کی تمنا رکھنا۔ بزرگوں اور دوستوں کی معقول بات کو برداشت نہ کرنا۔ یہ امور بالا بالطبع نالائقوں میں ضرور ہوتے ہیں ✣

(۱۶۶) نالائق ترک صحبت کے قابل ہیں۔ جنھوں نے نالائقوں کی صحبت سے گریز کیا۔ وہ دنیا میں عزیز سمجھے گئے ✣

(۱۶۷) کمینوں کی اُلفت دن کے اوّل وقت کے سایہ کی مانند ہوتی ہے کہ شروع میں تو لمبی چوڑی ہوتی ہے۔ پھر گھٹتی جاتی ہے اور نیک مردوں کی

محبت دن کے پچھلے وقت کے سایہ کی طرح ہوتی ہے۔
جو شروع میں بہت کم اور پھر بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔

(۱۶۸) ثمردار درخت نیچے کو جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ابرآب دار زمین کی طرف رجوع ہوا کرتے ہیں اسی طرح نیک لوگ بھی دولت جمع ہو جانے اور حکومت مل جانے سے متکبر نہیں ہو جاتے +

(۱۶۹) دشمن۔ بیماری اور آگ خفیف بھی ہو تو انسان کی جان یا مال یا دونوں کو ضرور نقصان پہنچا دیگی۔ اس لئے اس سے بچا رہنا اپنا فرض سمجھو +

(۱۷۰) جب تک تمہارا جسم مضبوط و تندرست ہے اور ضعیفی نہیں آئی۔ اور جب تک حواسوں کی طاقت کم نہیں ہوئی۔ اپنی بھلائی کے لئے آپ ہی فکر و تردد کر سکتے ہو۔ بعد میں کیا کر سکو گے +

(۱۷۱) جو انسان راستی کو مادر- گیان کو پدر- دھرم کو بھائی- رحم کو دوست- صبر و قناعت کو عورت- عفو کو فرزند سمجھتا ہے- وہ دنیا میں عزّت و عاقبت میں نجات کا مستحق ہو جاتا ہے +

(۱۷۲) پرماتما و جیواتما- من ویران انکا اتفاق ہوتا ہے اس کو اوہاتم کہتے ہیں- اور جو ان کو جانتا ہے- وہ جسمانی دشمنوں کی تکالیف سے محفوظ رہتا ہے +

(۱۷۳) جو من یا دل اور اندریوں یا حواسوں کی خواہشوں کو بھوگتا ہے- اُسی کا نام دنیاوی آرام ہے- من یا دل کو یکسو کرنے سے عاقبت کا اصل آرام حاصل ہو سکتا ہے +

(۱۷۴) حرص بھی بدی سے بڑھکر ہے- جنہوں نے اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا- انہوں نے دنیا

وعاقبت کی عزت حاصل کرو +

(۱۷۵) (۱) بیرحمی (۲) درو غگوئی (۳) چوری یا دیگر اشخاص کی زن ومال کی خواہش کرنا۔ ہر ایک مذہب وملت میں منع ہے۔ ان سے محفوظ رہنا اپنا فرض سمجھو +

(۱۷۶) انسان کی وہ دولت بہتر ومفید سمجھی جاتی ہے۔ جو دنیاوی نیک کاموں میں صرف ہو ورنہ بعد میں خود بخود برباد ہو جائیگی +

(۱۷۷) انسان کو تندرستی میں مرض وآرام کا۔ ترقی وراحت میں اُس کے زوال کا۔ تنزاید دولت میں جور شاہی کا۔ ملازمت میں تہدید مالک کا۔ میدان کارزار میں دشمن کا۔ شریف خاندان میں زن بدکار کا۔ تعظیم میں تحقیر کا۔ صفات حمیدہ انسانوں میں بدباطنوں کا جسم میں موت کا خوف ہوتا ہے۔ غرضیکہ جملہ مقامات

انسان کے لئے پر خطر ہوجاتے ہیں۔

مگر یہاں صرف ہری کی پناہ بیخوفی کا مقام ہے۔

ہری کی پناہ امور ذیل عمل میں لانے سے حاصل ہوسکتی ہے +

(۱) پاکیزگی و صفائی دل۔ کرم کائینڈ یا عبادت و پرستش ہری سے +

(۲) سچی محبت کا ترقی بھگتی ہری سے +

(۳) محو ہوناذات علم وعمل کے وسیلے سے +

جب ان ہر سہ مدارج کو انسان بتدریج حاصل کر لیتا ہے۔ تو اُس کو اپنے ہر دے کمل میں ہی مقدس ہری کا دیدار ہوجاتا ہے۔ اور وہ اُس کے نور مقدس میں محو ہو کر اُسی میں سما جاتا ہے۔ پھر تناسخ کے چکر میں نہیں آتا۔ اسلئے ان ہر سہ مدارج

کا بتدریج حاصل کرنا اپنا فرض سمجھو*

مخزن الاخلاق

حصّہ چہارم

جیورکیشیا یعنی جانداروں کی حفاظت وگوشت خوری کی ابتدا اور اس کا رواج بڑھ جانیکی نسبت دلائل

چونکہ جملہ مذاہب کے ہدایتی احکام کے روئے باستثناء بعضے مذاہب کے قربانی یا بلی دان کا طریق

قدیمی پایا جاتا ہے۔ مگر اسوقت جس حد تک اس کو اپنی اغراض ناجائز کے سبب جملہ مذاہب کے لوگوں نے روا رکھ کر وسیع کر دیا ہے۔ اُس سے اسکا اصل مطلب بالکل فوت ہوتا جاتا ہے۔ کیا روشن ضمیر اشخاص اس امر سے واقف نہیں ہیں۔ نہیں نہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جس غرض کے واسطے قربانی یا بلی دان۔ پیشوایان مذاہب نے کیئے تھے اُن میں انکی نیک نیتی کہانتک تھی۔ اور کیا جانداراں کے لئے جائز غرض تھی۔ مگر انقلاب زمانہ کے سبب وہ غرض جائز بالکل معدوم ہو گئی۔ اب ذاتی ناجائز غرض کے واسطے جانداروں کی ایذارسانی کے مرتکب ہوتے ہیں ✢

سوال یہ ہے کہ جس حد تک لوگ جانداروں کی

ایذا رسانی کے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ عقلاً بھی کسی حد تک جایز ہے یا نہیں۔ عقل اسکے مطلقاً خلاف ہے۔ کیونکہ دنیا میں جاندار مخلوق خدا ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو باعتبار قدرتی خیالات کے طاقت گویائی درجہ بدرجہ کم وبیش دی گئی ہے غور کرنے کے قابل یہ بات ہے کہ وہ امر کونسا ہے جس سے انسان کی فضیلت ہے ٭

وہ (تمیز) ہے جس سے انسان نیک وبد کی شناخت کر سکتا ہے۔ جس (تمیز) سے اپنے آپ کو بُرائیوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب ملا ہے۔ جو تمیز ناجائز غرض سے آلودہ نہ ہوگی۔ وہ انسان کو ایذا رسانی جانداراں کے لئے کبھی گمراہ نہ کریگی اسلئے انسان کو

گمراہ کرنیوالی ناجائز غرض نہ ہے۔اس غرض ناجائز سے محفوظ رہنا حافظ حقیقی کے ہاتھ ہے۔ کیا ہم اس کلمے کے کہنے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ نہیں۔ کیونکہ خدا نے ہر ایک جاندار کے وجود میں اُسکے اعمال کے موافق بروئے وید مقدس گُن مفصلہ ذیل پیدا کر دیئے ہیں۔

(۱) ست یعنی (۲) رج یعنی (۳) تم یعنی۔ اسی طرح ان تینوں گنوں کے بھی مختلف طبائع ہیں جو ہر ایک طور سے کم و بیش موجود رہتے ہیں۔

جن شخصوں میں تم گُن زیادہ ہوتا ہے۔ وہ ظالم، بیرحم۔ جانداروں کے قاتل ضرور ہوتے ہیں۔

اور جن میں۔ ست گُن و رج گن زیادہ ہوتا ہے وہ ان برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ ہر ایک انسان کے

اپنے فعل سے گُن بھی کم وبیش اثر پذیر ہوتے ہیں۔
انسان میں ست اور رج گنوں کی زیادتی کے سبب
جانداروں کو ایذا پہنچانے سے بچے رہنے کی صفت
ضرور ہوتی ہے۔ جو دنیا و عاقبت دونو جگہ افتخار کا باعث
ہو سکتی ہے۔

بلحاظ ہر سہ گُن سابق الذکر کے انسان بھی مفصلہ
ذیل اقسام میں منقسم کیا گیا ہے۔

(۱) اعلےٰ (۲) ادنےٰ (۳) اوسط۔

(اوّل) قسم کے انسان وہ ہوتے ہیں۔ جو عابد مرتاض
دوئی سے طمع۔ حرص شہوت غضب سے مبرّا رہکر دنیاوی
بُرائیوں سے الگ رہتے ہیں۔ پھر قید تناسخ میں
نہیں پڑتے +

(دوم) وہ انسان ہوتے ہیں جنکی حالت کو تغیر د

تبدل ہوتا رہتا ہے۔ اس سبب سے وہ عمر بھر یکساں حالت میں نہیں رہتے۔

(سوم) وہ انسان ہوتے ہیں جو ظالم و بے رحم ہیں جنکے ظلم و ستم سے جانداروں کو ایذا پہنچتی ہے۔ ایسے انسان با اخلق) ایذا رسانی جانداروں سے محفوظ رہنے کے لئے جزو اعظم ہے۔ جس انسان میں ایذا رسانی جانداروں کی ظلم و ستم برائی موجود ہے۔ وہ انسان ہی نہیں ہے۔ بلکہ حیوان سے بدتر ہے۔

کُل جانداروں میں انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ مگر اس کے وجود میں پانچ مخالف ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ ان پانچوں مخالفوں میں سے ذائقہ زبان سب سے بدتر ہے جو اسکو بار بار تناسخ کے چکر میں گھوتا ہے۔ مذہبی خیال کے مطابق جانداروں کے

ذبح کرنے کا طریق مفصلہ ذیل مروج ہے +
(۱) ہندوؤں کے مذہبی طریق کے مطابق تلوار سے گردن اُڑا دینا (۲) دیگر مذاہب میں بناء چُھری سے گلا کاٹنا +

ان ہر دو طریق ایذا رسانی کی نسبت۔ کبیر بھگت کا یہ قول ہے۔ ؎

دیا ہندو کی مہر ترک کی دونوں گھر سے بھاگے
اون چھٹکا اون بسمل کنیاں دونوں نرک بہا گے

تلسی داس کا قول ؎

دیا دھرم کا مول ہے نرک مول ابھمان
تلسی دیا نہ چھوڑیئے جب لگ گھٹ میں پران

البتہ یہ موقع ایذاء رسانی جانداران قابل دید ہے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ انسان کیسے ظالم اور بے رحم ہیں

اپنی ناجائز غرض کے واسطے اُن کے گلے پر چُھری یا تلوار پھیرتے ہیں۔ یہ موقع صاف باطن انسان دیکھ کر ہمدردی سے آہ سرد کھینچکر چشم پُرنم ضرور ہو جاتے ہیں۔ علیٰ ہٰذالقیاس اس خیال کی پیروی سے کبیر بھگت کا ایسے اصحاب کی نسبت یہ قول ہے

۵ کبیرا تیری جھونپڑی گل کٹیں کے پاس
کرن کے سو بھرن گے توکیوں بھیو اوداس

اے ناظرین یہ دوہرے لوح دل پر عمل کے ذریعے سے نقش کر لینے کے قابل ہیں +

مذہبی عقائد کی رو سے گوشت خوری کی ممانعت

جانداروں کو ایذا پہنچانے کی خرابیاں طریق ذیل سے ثابت کرتا ہوں +

(۱) مذہبی عقائد کے رو[1] سے +

(۲) عقلی دلائل سے +

اول۔ ہندوؤں کے[ل۵] مذہبی عقائد کے رو سے جو شے جاندار تناول کرتا ہے۔ وہ وجود جاندار میں بحصص ذیل منقسم ہو جاتی ہے +

(۱) اعلےٰ قسم کے رقیق جزو سے من یا دل کے مقدار میں افزونی ہوتی ہے +

(۲) اوسط قسم کی رقیق جزو سے گوشت و پوست و خون و ہڈی وغیرہ بدن میں ترقی پاتی ہے +

(۳) ادنےٰ قسم کا بقیہ حصہ فضلا وغیرہ ہو کر جسم سے خارج ہو جاتا ہے +

چونکہ گوشت کے کھانے سے جو رقیق جزو دل کو بڑھاتا ہے

ل۵ سام وید کا برہمن چناندوگ اپنشد۔ ص۔ ۲۴۰

اس میں حرارت حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ جس کے باعث وہ انسان کو بیرحم بنا دیتا ہے۔

اور جس انسان میں رحم نہیں۔ وہ درندے سے کم نہیں سمجھا جاتا۔ اس سبب سے سام وید مقدس میں گوشت کھانے کی سخت ممانعت لکھی ہے +

سوکتاولی[1] کرنتھ میں جو نیتی کے بارے میں وید مقدس کی جزو اعظم ہے۔ اس میں ہر سہ حصص دیوتاؤں کے جانداروں میں قرار دئے گئے ہیں +

(۱) ہڈیوں میں مہادیو کا سروپ ہے +

(۲) گوشت میں وشنو کا سروپ ہے +

(۳) بیرج برہما کا سروپ ہے +

جو انسان جاندار کو مار کر کھاتا ہے۔ وہ ہدایت

[1] سوکتاولی۔ ص۔ ۹۔

سابق الذکر کے خلاف عمل کر کے ہر سہ دیوتائوں کا
مقابلہ کرتا ہے جو آخر کار گوشت خوری ترک نہ کرنے
کے سبب نجات کا مستحق نہیں رہتا۔
منوجی جیو کا قول ہے کہ اشخاص ذیل مساوی گنہگار
ہیں (۱) مشورہ دینے والا (۲) ہتھیار سے مانس کو کاٹنے
والا (۳) مارنیوالا (۴) بیچنے والا (۵) مول لینے والا (۶)
بنانے والا (۷) لانے والا (۸) کھانے والا +
(۲) جو شخص دوسرے کا گوشت کھا اپنے گوشت کے
بڑھانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اُس سے زیادہ
کوئی گنہگار نہیں ہے +
(۳) جو شخص سو برس تک ہر ایک سال میں اشومیدہ
یگہ کرتا رہے۔ اور دوسرا شخص گوشت نہیں کھاتے

---

۵۱ شلوک ادہیائے ۵ منوسمرتی ۹۲

ان دونوں کے لئے پھل مساوی ہے +

۱۳ مارہ ومنی کا قول بھی منوح رشی کے قول سے متفق ہے جانداروں کی ایذا رسانی امور ذیل کی بنا پر ہے (۱) طمع (۲) غضب (۳) شہوت۔

اے انسان جو امر اپنے لئے مرغوب نہیں ہے۔ وہ اور جانداران غیر موذی کے لئے کیونکر مرغوب ہو سکتا ہے۔ اس خیال کی بنا پر ایذا رسانی جانداران چار قسم کی تبلائی گئی ہے +

(۱) دل سے (۲) گفتار سے (۳) عمل سے (۴) کھانے سے۔ اوّل دل کا تعلق حواس خمسہ سے ہے۔ یہ حواس اس کو جس طرف چاہتے ہیں۔ کھینچکر لیجاتے ہیں۔ اسلیئے دل کو ان مخالفوں سے ہر وقت محفوظ رکھنے

سلہ مہاں بھارت انوساسن پرب ادھیائے ۱۱۲ تا ۱۱۶ -

کے لیئے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اے انسان دل میں کبھی ایسا خیال نہ کر۔ جس سے جانداروں کو بطمع نفسانی ایذا پہنچانے کا تجھ سے اندیشہ ہو +

دوم۔ زبان برائیوں کی جڑ ہے۔ جس زبان میں بھلائی نہ ہو۔ اُس میں بھلائی اُسیوقت تک موجود ہو کر قائم رہ سکتی ہے۔ جبکہ گفتار سے بھی کسی جاندار کی ایذا رسائی کا مرتکب نہ ہو ÷

سوم۔ انسان کے روزمرّہ کے اعمال اُس وقت اچھے ہو سکتے ہیں۔ جبکہ وہ گوشت کھانے سے پرہیز کرے کیونکہ جانداروں کو ایذا پہنچانا ترک کر دینے کے بغیر اعمال نیک کا کسی سے ظاہر ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے ÷

چہارم۔ گوشت کے کھانے میں بے حد بدیاں موجود ہیں ظالم۔ بے رحم۔ قاتل شخص ہوتا ہے۔ اس کے کھانیسے

غنودگی قوت حواس و قوت باہ۔ فربھی بدن وغیرہ وغیرہ جو بدی کی طرف راغب کر دیتی ہیں۔ بڑھ جاتی ہیں شہوت کے بڑھ جانے سے انسان زناکار بدکار بن جاتا ہے۔ اور زنا ہر ایک مذہب میں گناہ عظیم سمجھا گیا ہے۔ اسلئے جو غذا شہوت کو بڑھائے۔ اور ظالم و بیرحم کا خطاب دلائے۔ اُس کے کھانے میں کس قدر نقص ہیں۔ ناظرین خود غور کر کے انصاف کے ترازو میں تولیں اور فیصلہ کریں اور ہماری تحریر کی داد دیں۔

جانداروں کی ایذا رسانی سے پرہیز کرنا انسان کے لئے افضل دھرم ہے۔ ایذا رسانی جاندار کی انسان کو ممانعت کی گئی ہے۔ اس سبب سے عابد، مرتاض دانشمند انسان گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں

اور عاقبت میں ترک گوشت سے نجات کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اس مسئلہ سے ناواقف انسان، جو گوشت کھاتے ہیں۔ وہ پاپ اُٹھانے کے لئے بہت جنم لیتے ہیں +

شاستر کا قول ہے کہ جس طرح دانائی زبان کے ذائقے میں معلوم ہوتی ہے۔ اُسی طرح سے محبت ذائقہ لینے سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر کھانے پینے کی چیزیں خوش ذائقہ ہوتی ہیں۔ اُسی قدر چیت یا دل اُس میں زیادہ گرفتار کیا جاتا ہے۔ لوگ طمع سے مغلوب اور خواہش کے بندے ہوتے ہیں۔ وہ اس ذائقہ کی تعریف کرتے ہیں۔ جو طمع کے تینوں حروفوں کے خالی ہونے کی باریکی سے واقف ہو گئے ہیں۔ وہ اُس طرف خیال بھی نہیں کرتے +

ترک گوشت خوری سے کمالیت اعضا۔ درازی عمر

تیزی عقل و حافظہ۔ سادھوپن حاصل ہوتا ہے۔ اور
کُل جاندار دوست ہو جاتے ہیں +

نارد رشی کا قول ہے کہ جو شخص دوسرے جانداروں
کے گوشت سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے۔ وہ تحقیق اپنے
گوشت کو کٹواتا ہے۔ ترک گوشت خوری سے انسان
عابد ہو جاتا ہے۔ جو شخص گوشت نہیں کھاتا ہے۔ وہ
جانداروں کے پران کا داتا ہوتا ہے۔ گیانی دہرم کی
تعریف کرتے ہیں کہ جس طرح اپنے پران انسان کو
مرغوب ہیں۔ سب جانداروں کے ہردے میں آتما ہے
اسی طرح سے انسان کو دوسرے آتما کی حفاظت کرنے
سے اپنے آتما کی قدرتی امداد ہو جاتی ہے۔ ترک گوشت
خوری سے بہشت ملتی ہے +

ترک گوشت خوری سے ذیل کے موقعوں پر خوف

نہیں ہوتا +

(۱) مرگ (۲) سیھا۔

ہمیشہ جانداروں کی حفاظت کرنے والا کل جانداروں کے اعتبار کے قابل ہوتا ہے۔ مخلوقات میں خوف وغیرہ پیدا نہ کرنے والا۔ آپ بھی خوفناک نہیں ہوتا۔ جو اپنی بہبودی و ترقی کا خواہاں ہے۔ وہ گوشت خوری کو ترک کر دیتا ہے۔ ادہرم امور ذیل سے پیدا ہوتا ہے۔ (۱) طمع (۲) غضب (۳) گنہگاروں کی صحبت۔ جو شخص اپنے گوشت کو دوسرے جاندار کی گوشت سے بڑہاتا ہے۔ وہ جہاں جہاں جنم لیتا ہے۔ وہاں خوف سے قیام کرتا ہے۔ گوشت کے نہ کھانے سے (۱) دولت۔ (۲) نیک نامی (۳) عمر درازہ (۴) بہشت ملتا ہے +

اہل اسلام میں عابد۔ مرتاض۔ دانشمند گوشت خوری کو

معیوب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ گوشت بدی کی بنیاد ہے اور بیماریوں کو پیدا کرنیوالی ہے۔ اس کو ترک کرنیسے تندرستی حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قول متبرکہ ذیل لحمہا داءٌ لبنہا شفاءٌ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ گوشت بیماریوں کی بنیاد ہے اور دودھ شفا دینے والا ہے۔ حقیقت میں جو قول متبرکہ بالا میں دودھ کی تعریف کی گئی ہے۔ وہ برحق و سچا ہے۔ انسانی زندگی بسر کرنے کے لئے دودھ نہایت ہی مفید غذا ہے۔ یہ غذا انسان کو بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ دنیا میں جانداروں پر رحم کرنیوالا وہ انسان ہے۔ جو گوشت خوری کو ترک کر دیتا ہے۔ اکثر اسکی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔ اور وہ تندرست رہتے ہیں اور عمر دراز پاتے ہیں۔+

ایک شخص تو سو برس تک عبادت کرتا ہے۔ دوسرا اس نیت سے

گوشت نہیں کھاتا کہ جانداروں کو ایذا پہنچیگی تو ان دد کو مساوی درجات ملینگے +

ہندوؤں کے مذہبی عقائد کی رو سے جانداروں کو ایذا پہنچانے کی قطعی ممانعت کی گئی ہے - جو انسان اسپر عمل کرتے ہیں - وہ دنیا و عاقبت میں زندۂ جاوید ہیں +

گوشت خوری کی ممانعت کی نسبت دلائل

انسان کی عقل کی بناء دلائل پر ہے +

دلیل کے بغیر کوئی بات قبول نہیں کرتی - بشرطیکہ ناجائز اغراض سے الودہ نہ ہو (۱) کیا اس لئے جانداروں کو ذبح کر کے ایذا رسانی کے مرتکب ہو جاتے ہو - کہ تمام درختوں اور نباتات میں بھی روح ہے - اور پانی میں بھی ہزارہا ذی روح موجود ہیں - جنکے کھانے

اور پینے میں انسان کچھ بھی دریغ نہیں کرتا۔ اس امر سے کوئی ذی علم شخص منکر نہ ہوگا کہ موجودہ دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھکر۔ پانی۔ آگ۔ ہوا میں ہزارہا ذی روح موجود ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ ناطق ہیں؟ وہ محسوس کرتے ہیں؟ پس باتمیز انسان کو ان جملہ امور بالا کے نسبت انکار کرنا پڑیگا۔ یالاعلمی ظاہر کرنی ہوگی۔ اس کے ماسوائے اگر درختوں کے پھلوں اور پتوں کو کھانا چھوڑ دیں۔ تو آئندہ کے لئے باغ لگانے اور اُنکے میوے کھانے اُن سے فائدے اُٹھانے کی نسبت انکار کرنا گویا دنیاوی کاروبار میں فتور ڈالنا ہے۔ کیا جانداراں کو بھی ناجائز غرض کے واسطے پرورش کرنا عقل سلیم پذیرا کرسکتی ہے کسی صورت میں عقل سلیم ناجائز غرض کے واسطے اُنکا پرورش کرنا پسند نہیں کریگی +

(۲) جھٹکا اور حلال کرنے کے مقابلہ میں مُردار سے کیوں پرہیز کرتے ہو؟ کیا یہ عذر ہے کہ جاندار کا زہریلہ خون گردن یا دل سے نکال ڈالا جاتا ہے۔ بدیں وجہ کہ وہ انسانی زندگی کے لئے مضر ہوتا ہے۔ دنیا میں ہر ایک انسان کے لئے زہر مضر ہے؟ کیا مُردار کو کوئی نہیں کھاتا؟ کیوں نہیں۔ باشندگان تبت اور خاکروب اور نیچ ممالک ہند میں مُردار بھی کھاتے ہیں۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ اُن پر تو زہر کا اثر نہ پڑے۔ یہ خیال گوشت خوروں کا معلوم ہوتا ہے۔ قطع نظر اس کے ثابت ہوتا ہے۔ جانداروں کی گردن پر چھری یا تلوار پھیرنے سے قدرت کاملہ کا مقابلہ کرتے ہیں +

(۳) جس شخص کے پاس گوشت خوری جانور مقید ہیں۔ وہ انسان خود گوشت خوری چھوڑ دیوے تو اُن

جانوروں کی غذا کے لئے کیا انتظام کرسکتا ہے؟ کیا ہر ایک خوراک عادت پر موقوف نہیں ہے۔ اُن کو وہ اجناس یا سبزی کھانا سکھاؤ۔ جو کم سے کم حیوانی غذا سبزی۔ گھاس وغیرہ ہے۔ کیونکہ وہ جاندار تمہاری قید میں ہیں۔ تم اُن کی قید میں نہیں ہو +

(۴) بڑے جاندار چھوٹے جاندار کو کھاتے ہیں۔ کیا جاندار انسان کی مانند باتمیز ہوتے ہیں؟ انسان باتمیز ہوکر ایسے فعل کے مرتکب ہوتے ہیں!

(۵) جانداروں کو اگر نہ کھایا جائے تو بڑھکر بہت ہو جائینگے اور پھر کس کام آئینگے؟ مخلوق خدا کم و بیش ہوتی رہتی ہے اسلئے انسان کو اس سے کیا مطلب ہے +

(۶) مذاہب کی رو سے بھی بعض جاندار حرام سمجھے گئے ہیں مگر اس حرام و حلال کے لفظ کے استعمال میں یہ غلط فہمی



تصویر عکسی دیوان میا داس غریب منشی مختار درجہ دوم ریونیو ایجنٹ درجہ اول
پنجاب لاہور

جو کہ حسب ایکٹ حق کاپی رائٹ

بذریعہ رجسٹری کتاب ہذا

کا محفوظ کیا گیا ہے۔ اس لئے

کوئی صاحب اس کے

چھاپنے کا قصد نہ فرماوے۔

انڈکس مخزن الاخلاق

مضمون	فصل	صفحہ
مناجات ہری...	۰	۱ تا ۶
باعث تالیف کتاب ہذا	۰	۶ 〃 ۱۱
	حصہ اوّل	
توجہ و نیک نیتی....	فصل پہلی	۱۲ تا ۱۸
وقت کی قدر......	〃 دوسری	۱۸ 〃 ۳۱
حیا.........	〃 تیسری	۳۱ 〃 ۳۴
رشک.......	〃 چوتھی	۳۵ 〃 ۳۸
دور اندیشی....	〃 پانچویں	۳۸ 〃 ۴۲
استقلال......	〃 چھٹی	۴۳ 〃 ۴۶
رضا........	〃 ساتویں	۴۶ 〃 ۵۱
پرہیزگاری......	〃 آٹھویں	۵۱ 〃 ۵۵
	حصہ دوم	
غصہ اور لالچ سے بچا رہنا	فصل پہلی	۵۶ تا ۶۳

خواہش اور اسکا استعمال -	فصل دوسری	۶۴ تا ۶۷
تکبر	″ تیسری	۶۷ ″ ۷۰
طمع	″ چوتھی	۷۰ ″ ۷۴
فضول خرچ	″ پانچویں	۷۵ ″ ۷۶
امید و بیم	″ چھٹی	۷۶ ″ ۷۸
خوشی و غم	″ ساتویں	۷۹ ″ ۸۴
رحم	″ آٹھویں	۸۴ ″ ۸۹
پند سود مند ،، نصیحتیں	حصہ سوم فصل پہلی	۸۹ تا ۱۳۶
	حصہ چہارم	
جیو رکشیا جیئوں کے ہنسا کے ابتدائی بواعث	فصل پہلی	۱۳۷ تا ۱۴۴
مذہبی عقائد کے رو سے گوشت خوری کی ممانعت	″ دوسری	۱۴۴ ″ ۱۵۵
گوشت خوری کی ممانعت کی نسبت دلائل	″ تیسری	۱۵۵ ″ ۱۶۷
....	....	....

حصّہ پنجم

فرائض زوجہ....	فصل پہلی	۱۶۸ تا ۱۸۱
" خاوند....	" دوسری	۱۸۲ " ۱۸۶
" پدر.....	" تیسری	۱۸۶ " ۱۹۲
" پسر.....	" چوتھی	۱۹۳ " ۱۹۹
" برادر.....	" پانچویں	۱۹۹ " ۲۰۲

حصّہ ششم

حاکم و رعایا......	فصل پہلی	۲۰۲ تا ۲۱۴
آقا و ملازم.....	" دوسری	۲۱۴ " ۲۱۶
انصاف.......	" تیسری	۲۱۷ " ۲۲۰
ججمنٹ یا فیصلہ...	" چوتھی	۲۲۰ " ۲۲۴
نخوت یا غرور....	" پانچویں	۲۲۴ " ۲۲۶
انتقام.......	" چھٹی	۲۲۶ " ۲۳۰
ظلم و حسد......	" ساتویں	۲۳۱ " ۲۳۳
اقبال مندی....	" آٹھویں	۳۳ " ۲۲۸
غربت و اشرافت..	" نویں	۲۲۸ " ۲۴۲
فیاضی........	" دسویں	۲۴۳ " ۲۴۵
راستبازی....	" گیارھویں	۲۴۵ " ۲۴۸

علم کی کمی	فصل بارھویں	۲۴۸ تا ۲۵۴
سائینس	؍؍ تیرھویں	۲۵۴ ؍؍ ۲۵۸
	حصہ ہفتم	
مذہب	فصل پہلی	۲۵۹ تا ۲۶۴
خیرایت	؍؍ دوسری	۲۶۵ ؍؍ ۲۶۸
دانائی و نادانی	؍؍ تیسری	۲۶۹ ؍؍ ۲۷۲
مفلس و غنی	؍؍ چوتھی	۲۷۲ ؍؍ ۲۷۸
انسانی بناوٹ	؍؍ پانچویں	۲۷۸ ؍؍ ۲۸۰
شکرگذاری	؍؍ چھٹی	۲۸۰ ؍؍ ۲۸۲
ناپائداری	؍؍ ساتویں	۲۸۳ ؍؍ ۲۸۶
کمزوری	؍؍ آٹھویں	۲۸۶ ؍؍ ۲۹۰
مصیبت	؍؍ نویں	۲۹۰ ؍؍ ۲۹۶
تقدیر و تدبیر	؍؍ دسویں	۲۹۶ ؍؍ ۳۰۲
افسردہ خاطری یا دل کی پژمردگی	؍؍ گیارھویں	۳۰۳ ؍؍ ۳۱۰
	حصہ ہشتم	
روح کی اصلیت	فصل پہلی	۳۱۱ تا ۳۴۶
تناسخ معہ دلائل	؍؍ دوسری	۳۴۶ ؍؍ ۳۶۴
مکتی یا نجات	؍؍ تیسری	۳۶۴ ؍؍ ۳۷۹

generation, whose tastes are vitiated by accidental standards, do not admire his writings sufficiently, posterity will bless him for his labours, rivalling in quantity if not always in quality those of any Rishi. The work under review, it may be mentioned, is supplied with an exhaustive index and glossary.

Anglo-Sanskrit Press, Lahore.

Review of the Tribune Lahore, dated 26th February 1896 on Makhzan-ul-Ikhlarq.

Makhzan-ul-Ikhlaq (a hand-book of moral philosophy) by Lala Maya Das, Legal Practitioner, Lahore. The erudite author needs no introduction at our hands. In the midst of his professional engagements he has found time to write numerous Volumes with the aim of awakening a love for the glorious old things in the minds of the educated community. In these days of stereotyped imitation of Western methods of writing, it is refreshing to come across a work which in its conception and execution is entirely oriental. The feeling of solemnity produced by the perusal of the essays may be likened to the effect of funeral minute guns on emotional natures. The book consists of 8 parts, each of which is divided into numerous chapters in which all possible subjects, coming within the purview of moral philosophy, are exhaustively dealt with, in the authors' own inimitable style. Lala Maya Das may rest assured that though the present

Lala Maya Das has done me the honor to dedicate to me a very useful and valuable little book named "Makhzan-ul-Ikhlaq." He is a well known author in the Punjab and this particular book has been well reviewed. It is a work that all young men should read and appreciate.

(Sd.) C. H. MARSHALL.

Pandit Hari Kishan Kaul, M. A., Junior Secretary to Financial Commissioner, Punjab.

I have also seen his book called "Makhzan-ul-Ikhlaq." This small treatise is full of valuable advice. Lala Maya Das is to be congratulated for the success with which his efforts have been crowned and the thanks of the public are due to him for his untiring energy in popularizing the moral science.

(Sd.) HARI KISHAN KAUL.

2nd June 1896.

JUST OUT! JUST OUT!!

Makhzan-ul-Ikhlaq in Urdu

BY

DEWAN MAYA DASS, GHARIB MUNSHI.

---

18 Cannough Square, London, W., dated 1st September 1897.

DEAR DEWAN MAYA DAS,

I am sorry I have been so long in answering your letter. I have great pleasure in enclosing a few lines regarding the "Makhzan-ul-Ikhlaq" which you kindly dedicated to me.

I hope you are getting on well. I fear I shall not be able to come to India this winter though I hope I may do so at some later date.

With kind regards,

Yours sincerely,

(Sd.) C. H. MARSHALL.

Review by C. J. Hallifax, Esquire, C. S., Deputy Commissioner, Lahore.

DEAR SIR,

I have been favoured by you with copies of the "Makhzan-i-Akhlaq," the "Life of Queen Victoria," and the "Life of the present King-Emperor," written by you. The latter books have been forwarded to the Government of India for presentation to His Majesty, and all these books are, as far as I have seen, excellent.

They will, I hope, have a wide circulation.

LAHORE : } Yours truly,
1st *March* 1906. } Sd. C. J. HALLIFAX, C.S.

DEAR DEWAN SAHIB,

Many thanks for the copy of the Makhzan-i-Akhlaq you have so kindly sent me. The book constitutes a valuable addition to good Vernacular literature. Your efforts to provide healthy reading for young men are worthy of praise and I wish you every success.

LAHORE : } Yours sincerely,
25th *February* 1906. } Sd.) K.B. THAPAR.

ALBERT PRESS,—LAHORE.

Maya Das of the ancient Gharib Munshi family and has been generally appendated as a valuable addition to Vernacular literature. I commend the book to the favourable notice of the public and the authorities.

14*th January* 1906.

(Sd.) P. C. CHATTERJI.

Review by Hon'ble Justice D. C. Johnstone, Judge, Chief Court, Punjab, Lahore.

Dear Sir,

I have received your little book, called the Makhzan-i-Akhlaq, which appears to be a treatise dealing with practical ethics and including all the virtues. The maxims seem to me impreachable, and I hope they have done good to your readers and that the book will continue to be useful in shewing young men and women of the day the difference between vice and virtue, the beauty of the latter and the ugliness of the former.

I am sorry my many duties prevented me from attempting a perusal of the work until lately.

Lahore : 29*th February* 1906.

Yours truly,
Sd. D. C. JOHNSTONE.

FOREIGN DEPARTMENT,
Branch Judicial.
No. 5608 J.

FROM
R. S. BHAGAT NARAYAN DAS, M.A.,
Foreign Minister to H. H. the Maharaja Sahib, Jammu & Kashmir State,
JAMMU.

TO
DEWAN MAYA DAS,
Mukhtar and Revenue Agent,
LAHORE.

Dated the 22nd of March 1906.

SIR,

I have the honor to request you to please send 50 copies of Makhzan-ul-Ikhlaq in Urdu to my address here per V. P. Railway Parcel at an early date.

Sub-head Education.

Yours faithfully,
(Sd.) MUL SINGH KHOSLA,
for Foreign Minister, Jammu and Kashmir State.

Review by Hon'ble Justice R. B. P. C. Chatterji, B.A., B.L., C.S.I., Judge

No. 1515 *A.*

FROM

W. BELL, ESQUIRE, M.A.,
Under-Secy. to Govt., Punjab,
Home (Education) Department.

To

DEWAN MAYA DAS,
Mukhtar and Revenue Agent,
Bazar Said Mitha,
LAHORE.

Dated Lahore, 22nd of March 1906.

SIR,

I have the honor to inform you that His Honor the Lieutenant-Governor has been pleased to sanction a reward to you of Rs. 200 (Rupees two hundred only) from the funds at his disposal for the encouragement of Literature.

2. The amount is herewith sent with the request that a stamped receipt for the same may be furnished.

3. If you can send a few presentation copies of your books for my Office Library, I shall be glad to receive them

I have the honor to be,

SIR,

Your most obedient servant,
(Sd.) J. G. GILBERTSON.

اردو

مخزن الاخلاق

مصنفہ

دیوان میاداس مختار عدالت
ریونیو ایجنٹ فنانشل کمشنر پنجاب
المعروف غریب منشی

۱۹۰۵ء
مفید عام پریس لاہور میں طبع ہوئی

اوم

ہر جیو و ساکن متحرک میں تیری ذات پاک کا ظہور ہے
ہر برگ میں تیری صنعت کی نمود ہے۔ ہر شجر تیری قدرت کاملہ
سے پھولتا پھلتا ہے۔ ہر طائر نغمہ سنج تیرے قدرتی قانون کی
پابندی سے خوش الحانی سے گاتا اور چہچہاتا ہے۔ تیری صفتیں
لاانتہا ہیں۔ قلم کو یارا نہیں کہ اُن میں سے کسی ایک کی بھی تعریف
کر سکے۔ یہ جیو سنسار سے تجھ سے اور تیری مایا کے سنجوگ سے
ظہور پذیر ہوئے۔ ان جیوؤں نے اپنی خودی کے سبب سے
ناشایستہ اعمال کیئے۔ جن کے باعث تیری مایا کے جال
میں مقید ہو کر تیرے مہان سندر سروپ و مقدس نام کو
فراموش کیا اور کارج و کارن کے لئے جو تیرے اوتار
سری رام ۔ سری کرشن ہوئے اُن مقدس اوتاروں کے

ذریعہ سے جو جو چرتر یا اخلاق مکمل تو نے دکھلائے۔ وہ دنیاوی
جیوؤں کے لئے اخلاقی ہدایتیں ہیں۔ اُن ہی ہدایتوں پر
عمل کرنا جیوؤں کا شرتی وسمرتی کے احکام کی تعمیل ہے
کیونکہ تو نے ہی انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ اور اپنے
احکام کی تعمیل کا حکم دیا۔ اُس کو اشرف المخلوقات کا درجہ
عطا فرمایا کہ تمیز سے دنیا و عقبےٰ کے کاروبار کے فرایض
بجالائے۔ جو اسوں کو زیر نگرانی رکھکر اعتدال سے بے
اعتدال نہ ہو جائے۔ کیونکہ بے اعتدالی انسان کے لئے
زہر قاتل ہے۔ اور تو نے ہی کارج دکاسن کے لئے
آدہرم کے بڑھنے پر اوتار دھارن کرکے بھگتوں کو ظالموں
کے ہاتھ سے چھوڑایا۔ اس سبب سے بھگت تجھ کو پریم
بھاونا سے بھگت بتسل کے نام مقدس سے گاتے ہیں
تجھ کو نمسکار ہے ÷

جس زمانے میں ادہرم بڑھ جاتا ہے۔ آپ ہی اپنی
مرضی سے اوتار دھارن کر کے ادہرمیوں کا ناس کرتے
ہو۔ ہر ایک جگہ حاضر و ناظر موجود ہو۔ ہر سہ عالم کی
ہستی ہو۔ تم کو نمسکار ہے۔ کلجگی جیو جو اپنے اعمال بد
کے سبب سے تیری مورتی و نام مقدس سے روگردان
ہوئی ہیں۔ وہ اپنی اعمال بد کی گمراہی کے سبب سے لاچار
ہیں۔ انہوں نے نندیا کو آب حیات سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ
یہ آبحیات نہیں ہے۔ زہر ہلاہل ہے۔ کیونکہ کلجگ کی
خصوصیتیں۔ جو شاستر میں بیان کی گئی ہیں۔ اُن میں
یہ پہلا سبق نندیا ہے۔ نندک کے لئے وہی دوزخ طیار
و موجود ہے۔ جو مہاتما راجہ جنک نے ایک سری رام
نام مقدس کے پھل دینے سے خالی کرایا تھا۔ اخلاق و
اتفاق کا وجود تیرے مقدس سروپ و نام کے فراموش ہونے

سے بالکل دنیا سے نابود ہوتا جاتا ہے۔ خود غرضی کی تاریکی کو کلجگ نے تمام دنیا میں پھیلا دیا۔ ہمدردی کا نام کلجگ نے تمام دنیا سے مٹا دیا +

او عنصری محل میں رہنے والو۔ اپنے دل کی پیشانی سے ہری کے چرنار بند کو سجدہ کرو۔ اور ہری کے احکام کو عزت سے سنو۔ جس جگہ کہ سورج کی روشنی دنیا کا نمود دکھلا رہی ہے۔ اور جس جگہ ہوا چلتی ہے۔ جہاں کہیں سننے کے لئے کان اور سوچنے کے لئے دل و دماغ ہے۔ تم کو چاہئے جو اخلاقی و قدرتی احکام زندگی عارضی و ہمیشگی کے جو وضع شدہ موجود ہیں۔ اُن کو خوب اچھی طرح سے پہچان کر عمل کرو۔ جملہ موجودات ہر سہ عالم کا ماخذ وہی پرماتما ہے۔ اُن کی شکتیں یا طاقتیں لاانتہا ہیں۔ اُس کی دانائی ہمیشہ مکمل ہے۔ اُسکی نیکی ہمیشہ قایم رہے گی وہ ہر سہ عالم

کے دائرہ کے مرکز پر جلوس فرما رہا ہے۔ اُس کی احکام
سواسوں سے جملہ مخلوقات ہر سہ عالم کی ہستی کا وجود ہے
انصاف و رحم اُسی کے دربار کے دربان ہیں۔ حضور
ملک معظم قیصر ہند دام اقبالہٗ کے عدل و انصاف کا
شکریہ بجا لاتا ہوں۔ کہ جس عدل و انصاف کے
سبب سے آزادی کا زمانہ اُس وقت تک قایم و موجود
ہے۔ اور استدعا کرتا ہوں۔ کہ ہمیشہ کے لئے قائم
رہے +

حقیر پُر تقصیر مسیا داس ولد دیوان بھگونت رام عرف
ملہوترہ از خاندان دیوان ہر بھگت رائے صاحب رئیس
لاہور۔ مختار و ریونیو ایجنٹ عدالت عالیہ فنانشل کمشنر پنجاب
اپنے اعمال کے سبب سے حواس خمسہ کے قابو میں آکر
تیری اخلاقی ہدایتوں کے احکام کو جو ہر ایک جیو سنساری

کے لئے آب حیات سے بڑھکر ہیں۔ بجا نہیں لاسکتا۔ وہ اخلاقی احکام شگوروکے ذریعہ سے ہدایت فرماتا کہ تیرے مقدس چرنار بند کے سجود میں ہمیشہ رہکر محو حق ہو جاؤں +

چونکہ اتفاق واخلاق کے وجود کے نابود ہونے کے سبب سے اخلاقی ہدایتوں کی تلاش کی ضرورت پڑی اس باعث سے کتب مفصلۂ ذیل منوسمرتی یاگولک سمرتی۔ رام گیتا بھویش اوتر پوران۔ مارکنڈے پوران سری مد بھاگوت گیتا۔ شیو پوران۔ مہابھارت۔ اونپشدان رسالہ زندگی انگریزی جو سنسکرت کا ترجمہ ہے۔ ان جملہ کتب کا خلاصہ ولب لباب رسالۂ ہذا میں درج کیا ہے۔ کہ ان کے مطالع سے خاص وعام کو اخلاقی ہدائیتوں کی رہنمائی ہو۔ اور اس رسالہ کا نام مخزن الاخلاق رکھا گیا

ہے۔ تاکہ مبتدی اس رسالہ کے جملہ قواعد اخلاق کو اخذ کر کے عمل کریں۔ اور اخلاق حسنہ کے عامل ہونے پر بدیوں سے گمراہ نہ ہوسکیں +

اس رسالہ کو آٹھ حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ جن میں مفصلہ ذیل اُنچاس مضامین کے سوائے پند سود مند و جیون رکشیا کے مضامین کے درج کر کے روح اور تناسخ کی نسبت عمدگی سے بحث کی گئی ہے +

حصہ اوّل۔ (۱) توجہ (۲) وقت کی قدر (۳) حیا (۴) رشک (۵) دور اندیشی (۶) مستقل استقلال (۷) رضا (۸) پرہیزگاری +

حصہ دوم۔ (۱) غصہ (۲) خواہش اور اُنکا استعمال۔ (۳) تکبر (۴) طمع (۵) فضول خرچی (۶) امید و خوف۔ (۷) خوشی و غم (۸) رحم (۹) محبت +

حصّہ سویم ۔ مشتمل بر پند سودمند +

حصّہ چہارم ۔ جیو رکشیا ۔ ممنوعات گوشت خوری کی نسبت +

حصّہ پنجم ۔ مشتمل بر فرائض عورت و خاوند ۔ باپ و بیٹا و بھائی +

حصّہ ششم (۱) حاکم و رعایا (۲) آقا و ملازم (۳) انصاف (۴) فیصلہ (۵) نخوت یا غرور (۶) انتقام (۷) ظلم (۸) اقبال مندی (۹) غربت یا اشرافت (۱۰) فیاضی (۱۱) ریاست بازی (۱۲) علم کی کمی (۱۳) سائینس +

حصّہ ہفتم (۱) مذاہب ۔ (۲) خیرات یا دان (۳) دانائی و بیوقوفی (۴) مفلس و غنی (۵) انسانی بناوٹ (۶) شکر گذاری (۷) ناپائداری (۸) کمزوری (۹) مصیبت (۱۰) تقدیر و تدبیر (۱۱) دل کی پژمردگی +

حصّہ ہشتم۔ روح کی اصلیت اور تناسخ کے متعلق۔ مکتی یا نجات کیا ہے اور کس طرح حاصل ہو سکتی ہے اسمیں جس قدر مضامین درج کئے گئے ہیں۔ وہ اخلاق اور تہذیب کے اصول ہیں۔ اور جو اصحاب اِس کے عامل ہونگے وہ دنیا و عاقبت میں فخر حاصل کرینگے +

لفظ خُلق کا رسالہ ہذا میں اکثر استعمال کیا گیا ہے۔ خلق لفظ عربی ہے۔ اس کے معنے۔ خوئے۔ عادت۔ سبھاؤ کے ہیں۔ اسکی جمع اخلاق ہے۔ جہانتک معلوم ہُوا ہے اور زبانوں۔ مثلاً۔ فارسی۔ عربی۔ ترکی۔ یونانی۔ رومی۔ سریانی۔ انگریزی۔ پرتگالی۔ فرانسیسی وغیرہ میں اس کی مکمل تعریف نہیں کی گئی ہے۔ سنسکرت جو کل زبانوں کی ماں تسلیم کی گئی ہے۔ اُس میں خلق کی تعریف اسطرح لکھی ہے +

لفظ خلق کی تعریف

حواسوں کو قابو میں رکھکر ہر ایک جیو کی بدی سے باز رہنا +

اپنی طرف سے نسخۂ ہذا بکوشش مرتب کر کے طبع کرایا گیا ہے۔ الآ انسان سہو و خطا سے خالی نہیں ہے۔ غلطی کی صورت میں صحت ہو سکتی ہے +

مخزن الاخلاق

حصّہ اوّل

توجہ و نیک نیتی

فصل اوّل

توجہ

اے جیو! تو اپنے عنصری محل کی طرف ذرا غور سے
دیکھ۔ جس میں تو اپنے اعمال کے سبب مقید کیا گیا ہے
وہ کیسی ناپاک چیزوں گوشت پوست۔ ہڈیوں اور رگوں سے

بنا اور غلاظت سے بھرا ہے۔ پھر تو ایسے چکّر میں ڈالا
گیا ہے۔ کہ دنیا کے رنج اور تکلیفیں اُٹھاکر بار بار ایک
قالب سے دوسرے قالب میں جائے اور جو کچھ آرام
و آسائش تجھ کو نصیب ہو۔ اُس کے اسباب اور ذریعے
بھی تجھ ہی کو تلاش کرنے پڑیں۔ اور جب تک تو
تلاش کر کے نیک عمل نہیں کریگا۔ اس عنصری چکّر
سے تیرا نکلنا دشوار ہے۔ تجھے معلوم رہے کہ یہ تیرا قالب
پانچ عنصروں سے بنایا گیا ہے۔ اور ہر ایک عنصر کی
خصوصیّت جداگانہ ہے +

۱۔ خاک ۔ اس سے ناک بنی ہے۔ جس میں **شامّہ**
یعنی سونگھنے کی قوّت رکھی گئی ہے۔ اس راستے سے خوشبو
یا بدبو داخل ہوتی ہے +

۲۔ پانی ۔ جس سے زبان بنی ہے۔ اس میں **ذائقہ**

یعنی چکھنے کی قوّت رکھی گئی ہے۔ میٹھا۔ کھٹّا۔ کڑوا۔
پھیکا۔ ہر ایک مزا اسی سے معلوم ہوتا ہے +
۳۔ آگ ۔اس سے آنکھیں بنائی گئی ہیں جن کو
باصرہ ۔یعنی دیکھنے کی قوّت دی گئی ہے +
۴۔ ہوا ۔جس کے ذریعے سے **لامسہ** ۔یعنی چھو کر
معلوم کرنے کی طاقت ملی ہے۔ سرد و گرم ۔سخت و
نرم وغیرہ کی شناخت اسی سے ہوتی ہے +
۵۔ آسمان یا اکاس ۔اس سے کان بنے ہیں ۔جو
اچھی بُری بات کے سُننے کا ذریعہ ہیں +
اور ان پانچوں عنصروں سے جو اجزا انسان کے
بدن میں بنے ہیں وہ یہ ہیں +
خاک سے گوشت ۔پوست ۔ ہڈیاں ۔رگیں اور بال +
پانی سے خون ۔صفرا ۔نطفہ ۔بلغم ۔لعاب +

آگ سے بھوک۔ پیاس۔ سونا۔ دیکھنا اور غافل ہو جانا
ہوا سے اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ بھاگنا۔ آرام کرنا اور بولنا +
آسمان یا اکاس سے خواہش۔ غصّہ۔ شرم۔ ترس
اور شرک +

حواس کُل دس ہیں۔ سامعہ[1]۔ باصرہ[2]۔ شامّہ[3]۔ لامسہ[4]
ذائقہ[5]۔ ہاتھ[6]۔ پاؤں[7]۔ زبان[8] اور بول[9] و براز[10] کے مقام +
ان میں سے پہلے پانچ کو گیان اندری کہتے ہیں
جن کے ذریعے سے انسان جان یا پہچان سکتا ہے
دوسرے پانچ کو کرم اندری بولتے ہیں۔ جن کے
وسیلے سے انسان بولتا چالتا۔ چلتا پھرتا۔ پیشاب پیخانہ
کرتا اور کام کاج کر سکتا ہے۔ گیارھواں من ہے اور
روح اس سے جدا ہے۔ من اپنے اوصاف کے
سبب گیان اندری یا کرم اندری کے نام سے نامزد

ہوتا ہے۔ اور اس پر قابو پانے سے دسوں حواس
قابو میں آجاتے ہیں۔ مگر ان حواسوں میں سے اگر ایک
بھی اعتدال پر نہ رہے۔ تو عقل جاتی رہتی ہے۔
اس لئے شایستہ تدبیروں سے سارے حواسوں اور
من کو قابو میں رکھ۔ تاکہ تیرا دل انسانی توجہ۔ نیک نیتی
اور یکجہتی سے نہ بھاگے ✦

اے عنصری قالب میں عارضی طور پر رہنے والے
تو خود غور کر۔ کہ تو کیوں بنایا گیا ہے؟ تو کون ہے؟ ا
کہاں سے آیا ہے؟ دنیا میں آنے سے تیرا کیا مطلب
ہے؟ کہاں جائیگا؟ اپنی کمزوری اور دنیاوی تعلق
کو دیکھ۔ اپنی مستعار زندگی کے فرض معلوم کر۔ جن کے
معلوم ہونے اور جن پر عمل کرنے سے تجھ کو ہر ایک
کی ہدایت ہوگی۔ اور وہ اس ناپائدار زندگی کے

اس لئے اُن سے پورا ہو جانے پر اُن کی خوشی سمجھ
اور یہ سچ بھی ہے کہ جو لوگ اپنے نیک ارادوں کے
پورا کرنے میں عرق ریزی و جانفشانی کرتے ہیں اُنہیں
کو سچی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ اور اُنہیں کا نام عزت
و فخر کے ساتھ دنیا میں لیا جاتا ہے۔ لیکن اُن کی یہ
عزت دیکھکر رشک و حسد کرنے والے لوگ حسد کی
آگ سے جلے جاتے ہیں۔ اور ہاتھ مل مل کر اپنا خون جگر
پیتے ہیں۔ وہ اپنے یا بیگانے کی بہبودی اور خوشحالی
نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے سینوں میں نیکی کی محبت نہیں
اس لئے وہ اپنوں اور بیگانوں کو اپنی ہی طرح ذلیل
بنانا چاہتے ہیں۔ نیک لوگوں کے اچھے عملوں کو
بُری طرح ظاہر کرتے ہیں۔ ہر وقت اُنہیں کسی کے
نقصان پہنچانے کا فکر رہتا ہے۔ آخر اپنی آتشِ حسد میں

چوتھی فصل

رشک

اے عزیز! اگر تیری روح عزت کی خواہاں ہے اور تیرے کان سچی تعریف سننی چاہتے ہیں تو ایسے کام کر جو واقعی تعریف کے قابل ہوں۔ نیک آدمیوں کے قولوں اور فعلوں کو جو نیکی کے لئے ہدایتیں ہیں اپنے دل میں جگہ دے۔ اور اُنکے مطابق عمل کر کے فائدہ اُٹھا۔ دیکھ وہ کیا ارادہ رکھتے ہیں اور کس بات کی دُھن میں رہتے ہیں اور کیسے سرگرم ہیں۔ اور اُنہیں پورا کرنے کے لئے کیسی عرق ریزی و جانفشانی کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے مقصد دل پر کامیاب ہو جانے میں بڑے فائدے سوچ رکھے ہیں

مغرور آدمی میں یہ بھی عیب ہوتا ہے کہ جہاں وہ
اپنی اور چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ وہاں اپنی رائے کو بھی
اوروں کی رائے سے بہتر وا افضل جانتا ہے۔ اور اُس پر
فخر کرتا ہے۔ اُسکا تو یہ جی چاہتا ہے کہ لوگ میری
ہر ایک شے کی تعریف کریں۔ اور میں سُنا کروں جب
کوئی اُس کی تعریف کرتا ہے۔ تو وہ بڑے شوق سے
سُنتا ہے اور اُسے پسند کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ واقعی
مجھ میں یہ سب خوبیاں موجود ہیں۔ کیونکہ غرور اُس کے
اصل حال پر پردہ ڈالے رکھتا ہے۔ آخر وہ خوشامد کی جھوٹی
باتیں سُن سُن کر کمزور بیحیا ہو جاتا ہے +

تجھ کو لازم ہے۔ کہ ایسی بیہودہ و شرمناک خصلت
اختیار نہ کر۔ اور خدا کا شکر بجالا کہ اس نے تجھے ایسی بیہودہ
عادت سے بچنے کی توفیق دی ہے +

سنیاس آشرم میں داخل ہو کر اور منوخ سمرتی کی حکموں پر عمل کر کے اواگون سے چھوٹ جائے +

تیسری فصل

حیا

بیحیائی غرور سے بڑھتی ہے غرور سے انسان کو بچنا چاہیئے تو حیا کے سایہ میں رہکر محفوظ رہ سکتا ہے +

اے انسان! تو اپنے حواسوں کی طرف دیکھ ان کو بے اعتدالیوں سے روک۔ کیونکہ اعتدال سے بڑھنا تجھے۔ بیحیا و شرمسار بنا دیگا تیری آنکھ بدی کی نگاہ کے سبب۔ اور کان جھوٹے خوشامدیوں کی فریب کی باتیں سننے کے باعث تجھ کو مغرور بنا کر بدی کی طرف

آگے کے دن پاچھے گیو ہر سے کیو نہ ہیت
اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اس لئے انسان کو لازم ہے۔ کہ عمر طبعی کو اس طرح بسر کرے۔ جس طرح کہ منو جی نے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے یعنی۔

(۱) ظاہری و باطنی قوتوں کو تعلیم و ورزش کے لئے اس قابل بنائے کہ قانون قدرت کے فرائض پورے کرنے میں کاہلی نہ کرے +

(۲) اب اُن قوتوں سے کام لے یعنی گرہست کرے۔

(۳) اُن قوتوں کو جو اپنی قابلیت دکھا چکی ہیں۔ بتدریج آسائش دے۔ یعنی بان پرست کے احکام پر عمل کرے +

(۴) دنیاوی تعلقات کو چھوڑ چھاڑ کر باطنی قوتوں سے عقبےٰ کے لئے خدا کی عبادت میں مصروف رہے۔ تاکہ

بڑی غلطی کرتے ہیں۔ کہ رات کو تو دیر تک جاگتے رہتے اور دن پڑے سویا کرتے ہیں۔ اس سے صحت خراب ہو جاتی ہے +

جو انسان اپنے اوقات کی تقسیم و پابندی نہیں کرتا اور اوروں کے وقت کی کیا خاک قدر کریگا۔ ایسے آدمی اوروں کا وقت بھی ضائع کر دیتے ہیں اور وہ ایک ہی وقت میں دو طرح کی تضیع اوقات کے مرتکب ہوتے ہیں + جو شخص اپنی عمر کے چاروں حصوں لڑکپن۔ جوانی ادھیڑ پن اور بڑھاپے کو ضائع کر دیتا ہے۔ وہ بہت ہی شرمندگی اُٹھاتا ہے۔ عمر کا پہلا حصہ تو کھیل کود میں گذار دیتا ہے۔ دوسرا جوانی کے نشے میں تیسرا پچھلے دونوں زمانوں کے ضائع ہو جانے کے افسوس میں۔ چوتھا اصلیت کی تلاش میں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

کبھی کبھی کوئی ایسا ضروری کام پیش آجاتا ہے۔ کہ اُس وقت کے مقررہ کام سے پہلے اُس کا کرنا مناسب ہوتا ہے۔ سوائے ایسے موقع کے اور تمام روزمرہ کے کاموں میں ٹائم ٹیبل کی پابندی نہایت ضروری سمجھنی چاہیئے۔ پھر آرام کے وقت آرام اور کام کے وقت کام۔ یہ نہیں کہ دھوکے میں آگر کام کے ایسے سر ہوئے کہ آرام کا وقت بھی اُسی میں خرچ کر دیا۔ کیونکہ آرام بھی ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اس کو بھی بے فائدہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور آرام بھی اپنے وقت ہی پر اچھی طرح ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے خدا نے دن اور رات پر وقت کو تقسیم کر دیا ہے کہ دن بھر کام کرو۔ اور رات کو آرام کرو۔ اگر اس کے خلاف کیا جائیگا تو یاد رہے کہ پورا پورا آرام میسر نہیں ہوگا۔ بعض لوگ

کاموں کو وقت پر نہیں کرلیتا۔ آئندہ پر بے سبب
ٹال دیتا ہے۔ اور جب وہ وقت آتا ہے۔ تو اور کسی
آئندہ وقت پر ملتوی کر دیتا ہے۔ اس طرح کام جمع ہوتے
جاتے ہیں۔ آخر مجبور ہو کر کرنے بیٹھتا ہے۔ تو کام کی کثرت
کے سبب پوری پوری توجہ و احتیاط سے نہیں کر سکتا
اس لئے کام اچھے نہیں ہوتے نقص رہ جاتے ہیں۔
اور جیسا فائدہ اُن سے ہونا چاہیئے تھا ویسا نہیں
ہوتا۔ چاہیئے کہ کام کو اپنے وقت پر کرلیا کرے اور
یہ بات پابندی اوقات سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر ایک
کام کے لئے وقت مقرر ہونے سے وہ کام بھی یاد
آجاتا ہے۔ اور وقت پر سر انجام بھی ہو جاتا ہے اور
انسان کا دل خوش رہتا ہے مگر انتظام وقت کے لئے
ضرور ہے۔ کہ خوب غور کر کے ٹائم ٹیبل بنایا جائے

سورج ہر روز اپنے مقررہ وقت پر نکلتا اور چھپتا ہے
چاند کیسا آہستہ آہستہ اپنے مقررہ قاعدے پر بڑھتا
اور گھٹتا رہتا ہے۔ ہر ایک جڑی بوٹی اپنے وقت اگتی
وقت پر پھولتی پھلتی ہے۔ پرندے روز صبح اندھیرے
منہ چہچہانے لگتے ہیں۔ بھلا انہیں کیونکر معلوم ہو جاتا
ہے۔ کہ صبح قریب ہے۔ نہ اُن کے پاس گھنٹے ہیں
نہ گھڑی۔ بڑا افسوس ہے کہ جن کے پاس گھنٹے موجود
گھڑیاں موجود۔ وقت معلوم ہونے کے کتنے ہی سامان
مہیا۔ پھر وہ بے پروائی و غفلت سے وقت کو ضائع
کر دیں! انسان کو لازم ہے کہ قانون قدرت کی
پیروی کرے۔ اور ہر کام کو معینہ اوقات پر کرتا رہے
انسان کی اوقات عزیز میں خلل پڑنے کا ایک یہ
بھی سبب ہے۔ انسان بڑا بے پروا ہے۔ اپنے

کو بھی زندگی کی مدت میں شمار نہ کرنا چاہئیے۔ بلکہ کاہلی کو سونے سے بھی بدتر لکھا ہے +

تیسری آفت انسان کے لئے یہ ہے کہ اپنے بیش قیمت وقت کو محض بے فائدہ کاموں میں صرف کر دیتا ہے یہ آفت عالمگیر ہے۔ جس میں تمام آریہ ورت کے باشندے مبتلا ہیں۔ انسان کو قدرتی طور پر ایسا بنایا گیا ہے۔ کہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی شغل ضرور ہوتا ہے۔ یہانتک کہ سونے کی حالت میں بھی اس کا دل بیکار نہیں رہتا یا تو طرح طرح کے خواب دیکھتا رہتا ہے۔ یا اگر اس سے فرصت ملتی ہے۔ تو دماغ جو تمام بدن کا بادشاہ ہے جس عضو میں تھلن یا کسی اور قسم کا نقص پاتا ہے اُس کی درستی کرتا ہے۔ پس جب یہ حال ہے کہ انسان کے قوائے ظاہری و باطنی کے لئے کوئی نہ کوئی شغل

اور عمر کا شمار سانسوں پر ہے۔ اس لئے زیادہ سونے
اور بیمار رہونے سے عمر گھٹ جاتی ہے۔ غرضکہ زیادہ
سونا بھی آفات زندگی میں سے ایک بڑی آفت
ہے۔ اس لئے انسان کو لازم ہے کہ زیادہ سو کر
اپنی عمر نہ گھٹائے +

دوسری چیز جو انسان کی عمر گھٹا دیتی ہے۔ وہ
کاہلی ہے۔ جسے حاجتمندی و ضرورت کی ماں کہتے
ہیں کاہلی سے مراد یہ ہے کہ انسان جان بوجھ کر
اپنے آپ کو کاہلی میں پڑا رہنے دے۔ اور اپنے اعضا
سے جو کام کاج کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ کچھ کام
نہ لے۔ لوگ کاہلی کو آرام خیال کرتے ہیں۔ یاد رہے
کہ قوائے انسانی میں کام لینے سے کمی نہیں آجاتی
بلکہ کام کرنے سے یہ قوتیں بڑھتی ہیں۔ اس لئے کاہلی

میں سے جو حصہ انسان کی دینی اور دنیاوی ترقی میں صرف ہوتا ہے۔ وہ بہت ہی تھوڑا ہے۔ اگر انسان رات میں چھ گھنٹے سوئے۔ تو اس حساب سے انسان کی طبعی عمر کی ایک چوتھائی یعنی بیس برس سونے کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ بیس برس عمر طبعی کے اسی برس میں سے نکال ڈالے جائیں۔ تو ساٹھ برس باقی رہ جاتے ہیں۔ کیا حکیم اور کیا ڈاکٹر سب اس بات پر متفق ہیں کہ دن رات میں چھ گھنٹے سونا کچھ کم نہیں ہے تندرستی کے لئے کافی ہے۔ زیادہ سونے سے عمر کم ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد ہے سونے کا وقت بیکار چلا جاتا ہے۔ رشی منیوں کے قول کے مطابق سونے اور بیمار ہونے کی حالت میں سانسوں کی آمد و رفت تندرستی و بیداری کی نسبت جلدی جلدی ہوا کرتی ہے

دینے کا وعدہ کیا۔ وزیروں نے جواب دیا کہ اگر تمام
دنیا کی سلطنت دے دی جائے۔ تو بھی ایک گھڑی
نہیں بڑھ سکتی۔ ناظرین! جب وقت ایسی بے بہا چیز
ہے۔ تو اس کو کیوں عزیز نہیں رکھتے۔ اکثر دیکھا جاتا
ہے کہ لوگ اور نعمتوں کی حفاظت کرتے ہیں جتی المقدور
ضایع نہیں ہونے دیتے۔ لیکن اوقات عزیز کے
ضایع ہونے کی تو بخیل سے بخیل شخص بھی پرواہ
نہیں کرتا۔ ذرا اس بات کو تو سوچو کہ اس زمانہ میں
انسان کی عمر طبعی اسی برس کی قرار دی ہے اسی عمر میں
ہندوؤں کے پاکیزہ خیالات کے مطابق انسان کو
برہم چرج۔ گرہست۔ بان پرست۔ سنیاس کا دھرم
کرنا ہوتا ہے۔ اور عمر کے ہر ایک حصے میں ظاہری اور
باطنی قوتوں کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اور ہر ایک حصے

ایسی عطا کی ہیں کہ جن کا شکریہ کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا اور نہ انسان اُن کو محفوظ رکھنے کے لئے کچھ فکر کر سکتا ہے۔ لیکن **وقت** کو سب سے افضل سمجھنا چاہیئے دنیا کی چیزوں میں سے اکثر چیزیں ایسی ہیں۔ جن کو انسان تلف ہو جانے کے بعد زر کثیر خرچ کر کے پھر حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن **وقت** جب ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ تو اُسکا واپس آنا کسی طرح ممکن نہیں۔ چنانچہ مشہور ہے مصرع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

ہاں حسرت و افسوس جتنا چاہو۔ پیچھے کیا کرو +

وقت کے معنے زمانہ۔ عرصہ اور ہنگام کے ہیں۔ زمانے تین ہیں۔ ماضی۔ مستقبل و حال۔ مشہور روایت ہے کہ سکندر بادشاہ کی موت میں جب دو گھنٹے باقی رہ گئے تو اُس نے عمر بڑھ جانے کے لئے اپنی نصف سلطنت

نہیں کرتا۔ اور بے سمجھے سوچے بول اُٹھتا ہے۔ وہ
اپنی گفتگو سے خود بیوقوف ٹھہرتا ہے۔ اس واسطے
تجھ کو لازم ہے۔ کہ توجہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ اگر توجہ
و نیک نیتی اور استحاد و اتفاق تیرے دل میں قائم رہیگا
تو یہی حواس تیری فرمانبرداری میں رہینگے۔ اور تجھ کو گمراہ
نہ ہونے دینگے۔ بلکہ تیری حفاظت کا باعث ہو جائینگے
اور ان کی بدولت تجھے دنیا میں نیک نامی اور عقبےٰ
میں سرخروئی نصیب ہوگی +

دوسری فصل

وقت کی قدر

خدا نے یوں تو انسان کے لئے ساری ہی نعمتیں

اَب حیات کا کام دیگی۔ یہ نصیحت ہے۔ جو تمام عمر تیرے کام آئیگی۔ اور ہمیشہ تیرا نام قائم رکھیگی

مُنہ سے بات مت نکال جبتک اُس کو سوچ سمجھ نہ لے

یاد رکھ۔ کہ تو اپنی ہی زبان سے دوست بھی بن سکتا ہے اور دشمن بھی۔ اگر اس زبان کو تو قابو میں نہیں رکھیگا اور بیہودہ و خلاف تہذیب الفاظ اس سے نکالیگا تو یہ سب کو تیرا دشمن بنا دیگی۔ اور جو تو اس کو اپنے اختیار میں قابو رکھیگا۔ اور اخلاق و سنجیدگی سے کام میں لائیگا تو اس سے رسوائی و بدنامی۔ غم و الم۔ خجالت و ندامت تیرے پاس نہ بھٹکنے پائیگی۔ جو شخص بولنے میں احتیاط

نہ ہونی چاہیئے کہ گوشت خوری کی عام اجازت ہے
بلکہ یہ لفظ ایسے موقع کے واسطے ہے کہ جب سخت مجبوری
قحط سالی کے سبب سے ہو۔ اور اَور کوئی غذا دستیاب
نہ ہو سکے۔ تو اُس وقت جانداروں میں حرام و حلال کے لئے
تمیز کی ہدایت معلوم ہوتی ہے۔ مگر خود ہی غور کر سکتے ہو
کہ خدانخواستہ ہمیشہ ایسا وقت نہیں ہوتا ہے۔ کہ انسان
جانوروں کو ذبح کر کے اُن کا گوشت اور کھانے کی چیزوں
کی طرح بازاروں میں ارزاں قیمت پر بیچا جائے۔ اور خرید کر
کھایا جائے۔ حالانکہ اور اجناس اُسی وقت بفضل ایزدی
گوشت کے نرخ سے بڑھکر ارزاں مل سکتی ہے۔

(۷) کیا تمیز اسی کا نام ہے۔ جو کہ ایذا رسانی اپنی ذات یا
اپنے متعلقین کے لئے روا نہیں رکھی گئی۔ وہ اور غیر
موذی جانداروں کے لئے روا رکھی جائے۔ پس ایسا فعل

باتمیز انسان سے سرزد ہونا انصاف و عقل سے بہت بعید ہے +

(۸) گوشت خوری سے انسان کے دل و دماغ میں بے رحمی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس انسان میں رحم نہیں۔ وہ ظالم بیرحم کہلاتا ہے۔ دماغ میں گوشت کے کھانے سے علم تصوف سمجھنے کے لئے فہم و ذکا نہیں رہتا +

جو عاقبت اندیش ہیں۔ وہ گوشت خوری کو قطعی طور پر ترک کر دیتے ہیں +

(۹) ہر ایک جاندار کے گوشت میں غلاظت ضرور ہوتی ہے اگرچہ غلاظت خارج کرنے کے بعد گوشت کھاتے ہیں مگر حکما کے قول کے مطابق اس میں از حد حرارت ہوتی ہے۔ حرارت کی زیادتی کے سبب سے انسانی ذائقۂ زبان بڑھ جاتا ہے۔ لذت کے بڑھ جانے سے

کھانے میں زیادتی ہوجاتی ہے۔جبکہ کھانے میں زیادتی ہوئی۔توامراض متعدی پیدا ہوجاتی ہیں +

اسی سبب سے امراض متعدی ہر وقت یارہ مہینے اس ملک میں دامنگیر رہتی ہیں +

(۱۱) سفر جہازی یا ایسے سفر میں جس جگہ غذا از قسم اجناس یا سبزی یا میوہ جات نہ مل سکے تو انسان فاقہ سے بھی گذارہ کر سکتا ہے۔اس خیال کی بنا پر مذہبی عقائد کے رو سے بہت یا روزہ کا رکھنا ضروری سمجھا گیا ہے۔جس سے انسان فاقہ والتفاقبہ بھی برداشت کر سکے +

(۱۲) گوشت شجاعت کا محرک نہیں ہے۔شجاعت کی محرک شراب ہے۔جو میدان جنگ میں انسان کو کود پڑنے کے لئے آمادہ کر دیتی ہے۔جس کو عقل و

مذہب نے ناجائز قرار دیا ہے +

(۱۳) جو انسان جانداراں شیر دار کے دودھ بلالحاظ اُنکے ننھے ننھے بچوں کی شکم پوری کے خود پی جاتے ہیں۔ وہ حقیقت میں ظالم ہیں۔ اس ظلم و ستم کے وہ خود جواب دہ ہونگے۔ مگر وہ ایسے ظالم بیرحم نہیں ہیں۔ جیسے کہ گوشت خوروں نے جانداروں کے گوشت کو افضل سمجھ رکھا ہے۔ اور بے دریغ جانوروں کو کاٹتے اور کھاتے ہیں۔ ان کی نسبت وہ کم درجہ کے ظالم و بے رحم ہیں +

(۱۴) مذہبی عقائد ہرگز گوشت خوری کی اجازت نہیں دیتے۔ کیونکہ مذاہب کی بنا اعلےٰ درجے کی عقل پر ہے +

(۱۵) دودھ کی طاقت گوشت سے بڑھکر ہے۔ اس لئے

دودھ کا استعمال حکما کے قول کے مطابق انسان کی زندگی کے لئے نہایت مفید ہے +

(۱۶) جس جاندار کا گوشت کھاتے ہو۔ غور کرو کہ وہ کیا کھاتے ہیں۔ اُنکی غذا سبزی ہے۔ یہ ایسی غذا ہے کہ جس کے کھانے سے انسان تندرست رہ سکتا ہے +

گوشت طاقت بخش ہے یا سبزی

مسٹر جارج ایچ ایلن لکھتے ہیں کہ میں بے تکان چوبیس گھنٹوں میں سو میل کا سفر طے کرنے میں جو کامیاب ہُوا اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ میں نے بہت کچھ سوچ سمجھکر اپنی غذا میں تبدیلی کی۔ کم و بیش گذشتہ اٹھارہ سال سے میں مختلف ورزشوں میں مصروف ہوں۔ جن سے مینے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا۔ اور چونکہ آخر میں دیکھی ٹیرین مینی

سبزی خور بھی بن گیا۔ اس لئے مینے ارادہ کیا کہ عوام
کو جسمانی ترقی کے علاوہ اخلاقی ترقی میں بھی نمونہ بنکر
دکھانا چاہئے۔ تین برس ہوئے مینے گوشت کا استعمال
ترک کیا۔ اور میرے دوستوں اور واقفوں نے صاف
طور پر مجھے کہدیا۔ کہ تم ان آلوؤں اور گوبھی پر گذارہ کرکے
اپنی طاقت کو زائل کردوگے۔ پس میں نے اپنے
دعوے پر قائم رہنے کے لئے ورزش وغیرہ دیگر
طاقت بخش ذریعے چھوڑ دیئے۔ جب میرے دوستوں
نے اس امر پر اعتراض کیا تو میں نے کہدیا کہ میں اب
وخلاقی اور روحانی طور پر ترقی کرنا چاہتا ہوں لیکن
اصل میں میرا مدعا یہ دیکھنے کے لئے تھا کہ سبزی سے
بدن میں طاقت اور قوت قائم رہتی ہے یا نہیں اور
اس میں ذرا شک نہیں کہ شروع شروع میں میرا وزن

کم ہو گیا۔ لیکن چند ہی ہفتوں کے بعد مجھے انواع و اقسام کی سبزیوں کے کھانے کی خواہش پیدا ہونے لگی۔ اور رفتہ رفتہ میری طاقت بڑھنے لگی۔ گوشت خور ہونے کی نسبت اس وقت میں وزن میں سات پونڈ زیادہ بڑھ گیا ہوں۔ اور چربی جسم میں ایک پونڈ بھی نہیں ہے۔ کیا معنی کہ سبزی خور زندگی بسر کرنے سے میری قوت پہلے کی نسبت سات پونڈ کے حساب سے بڑھ گئی ہے۔ میری جسمانی طاقت یہانتک بڑھ گئی کہ مینے لمبے لمبے سفر طے گئے۔ اس سے پیشتر مینے پچاس میل سے زیادہ سفر کبھی نہیں کیا تھا۔ اور وہ بھی راستہ میں ٹھہر ٹھہر کر۔ بلکہ سچ پوچھئے تو زندگی بھر میں اتنا سفر صرف دو دفعہ کیا تھا۔ ایک دفعہ دن بھر میں پینتالیس میل لیکن راستہ میں دو دفعہ سانس لے کر۔

اور ایک دفعہ بیس میل کا سفر ۲ گھنٹے چھیالیس منٹ میں پورا کیا۔ بیشک یہ اچھے سفر کہے جا سکتے ہیں لیکن یہ سو میل کا سفر میں تب ہی کر سکا۔ جبکہ سبزی پر گذارہ کرنا شروع کیا +

(۱۷) چند روز گوشت کھانا چھوڑ دو۔ پھر امتحان کر لو کہ دل و دماغ میں کسقدر جلال ہوتا ہے +

(۱۸) اور اجناس کی نسبت بین میں خاطر خواہ گھی جذب ہو سکتا ہے۔ جس بین کی کئی اقسام کی عمدہ غذائیں نہایت لذیذ تیار ہو سکتی ہیں۔ انسان کے لئے نہایت مفید ہیں +

(۱۹) جبکہ حکما کے قول کے مطابق ہر ایک قسم کا غلہ و سبزی اور دودھ۔ گھی اور مکھن دنیا میں موجود ہے۔ تو ان کے مقابلہ میں گوشت بہت بڑھ کر طاقتور

شے نہیں ہے۔ اشیاء مذکورہ بالا نہایت عمدہ۔ مقوی غذا ہے۔ جنکے کھانے سے عمر دراز طاقت جسمانی ترقی پذیر ہوتی ہے +

اگر انسان دینا و خلائق کا وفادار دوست اور عاقبت اندیش ہے تو گوشت خوری کو دل سے ترک کرے۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے نیک نام رہکر نجات کا مستحق ہو جائے +

مخزن الاخلاق

حصّہ پنجم

فرائض زوجہ و خاوند و پدر و پسر و برادر

فصل اوّل

فرائض زوجہ

اے عورت کیا تو عالم مستورات کے عیوب سے واقف نہیں ہے۔ جو اُن میں اکثر موجود ہوتے ہیں۔ دیکھ اور سمجھ کہ اُن کو بالعموم و بالخصوص عیوب ذیل

موجودگی۔ شرمسار۔ بیحیا۔ نالائق بنا دیتی ہے +

بالعموم عیوب اُن میں یہ ہوتے ہیں۔ کردہ یا غرور کٹوار پن۔ بدچلنی۔ بیوفائی تلون طبع۔ بدصحبت شوہر سے الگ ادہر اُدہر پھرتے پھرنا۔ بیوقت سونا۔ غیر کے گھر میں رہنا۔ بالخصوص عیب یہ ہیں۔

دروغ گوئی۔ بغیر غور و تامل ہر ایک کام میں جھٹ پٹ لگ جانا۔ مکاری۔ حماقت۔ طمع۔ غیبت +

اُن جملہ عیوب سے تو اپنے آپکو خود ہی محفوظ رکھ سکتی ہے۔ کسی کے حکم سے تیری حفاظت ناممکن ہے +

دل میں بھی تو کبھی اپنے شوہر کے سوا غیر مرد کی طرف کا خیال نہ کر۔ پھر تو ضرور پاک دامن عورت کہلائیگی اور ایسے اوصاف سے تو عزت کے لائق ہو جائیگی +

دیکھ تیری پاکدامنی سے نیک اطوار اولاد تجھ سے

پیدا ہوگی۔ اور انگی حفظ ما تقدم کا تو ہی سبب ہے +

۵۔ غور کر! اولاد۔ دہرم۔ اتم سیوا۔ اپنے بزرگوں کو بہشت
حاصل ہونی تیرے اپنے اختیار میں ہے +

۶۔ تجھکو کسی حالت میں بھی خواہ خورد سالہ ہو یا بالغ
یا ضعیف العمر۔ خود مختاری نہیں دی گئی ہے +

ہر حالت میں تجھ کو ولیوں کی ولایت میں رہنا چاہئے
لڑکپن میں جب تک کنواری ہے۔ اپنے والدین کے
اختیار میں ہے۔ شادی کے بعد تو اپنے خاوند کے
زیر فرمان ہے۔ اور وفات شوہر کے بعد اپنے بیٹوں یا
شوہر کے قریبی رشتہ داروں کے اختیار میں کیگئی ہے +

جن ممالک میں جن جن اقوام نے آزادانہ خیال سے
بخلاف اسکے عمل کیا۔ انکو خلائق نے معیوب سمجھکر
بدنام کیا۔ تو ولیوں کی ولایت سے عمر بھر کبھی انحراف

نہ کر۔ اگر تو اس پر عمل کریگی تو اوُر تیرا خاندان بدنام
نہیں ہوگا +

۲۔ تو اپنے خاوند سے کبھی بھی علیحدہ
ہونے کی خواہش نہ کر۔ اس صورت
میں تیری بدنامی ہوگی اور نااتفاقی سے تیرا خاندان
نہایت کمزور ہو جائیگا +

۳۔ ہروقت خوش دل اند امور خانگی میں ہوشیار رہو
گھر کی چیزوں کو درستی سے رکھ۔ فضول خرچ نہ بن +

۴۔ جب تک تیرا خاوند زندہ ہے۔ اُسکی اطاعت کر
اور اُس کی وفات کے بعد دوسرے شوہر کا نام نہ
لے۔ تھوڑا سا کھائے اور تندرست رہے +

جو عورت اپنی مدۃ العمر میں ایک خاوند کرتی ہے
وہ پت پرتا دھرم پہ ثابت قدمی سے مرتے دم تک

برہم چارنی رہتی ہے اور وہ لاغری بدنہیں رہکر زندگی بسر کرنے والی عزت کے لائق ہوتی ہے +

۵۔ اگر اولاد کے واسطے دوسرے خاوند کی ضرورت ہے تو کیوں بغیر اولاد کے ہزارہا برہم چاری سورگ کو گئے +

۶۔ دہرم شاستر میں بیوہ کو دوسرے خاوند کے کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ برہم چرج میں رہنے کی ہدایت ہے +

۷۔ دیکھ دنیا میں چار چیزیں بڑی خوشی دینے والی ومحبت صادق کے پیدا کرنیوالی ہیں (۱) دوست (۲) دہرم (۳) عورت (۴) صبر۔ لیکن ان چاروں کا امتحان مصیبت کے وقت ہوسکتا ہے +

عورت کے لئے وید مقدس کی ہدایت ہے کہ اپنا

کہ اپنا شوہر خواہ جاہل یا دائم المریض یا دغا باز یا
زناکار یا مفلس یا لنگڑا یا نامہربان یا زشت خو-
یا ناسزا گو یا اور کسی قسم کے نقص میں مبتلا ہو۔ مگر تو اسکو
اپنی نجات کا ذریعہ سمجھکر اُسکی خدمت گذاری سے
انحراف نہ کر۔ جو عورتیں اپنے خاوند کی خدمت نہیں
کرتیں وہ سدی جہنم میں داخل ہوتی ہیں۔ اور کروڑہا سال
تک وہ دوزخ میں رہتی ہیں۔ اور انکو کوئی نکال نہیں
سکتا۔ اسلئے عورت کو اور پوجا و سیوا چھوڑ کر صرف
اپنے خاوند کی خدمت کرنا لازمی ہے اور دل و
کلام و فعل سے اپنے خاوند کی خدمت کرنا عورت
کی عزت و نیکنامی کا باعث ہوگا۔ رید مقدس کی
ہدائیت کے موافق۔ بیت پرتا یا پاکدامن عورت کی یہ
قسمیں ہیں (۱) وہ جو خواب میں بھی دوسرے خاوند

یا غیر مرد کا اپنے دل میں خیال نہ کرے (۲) وہ جو دوسرے
مرد کو۔ پدر یا پسر یا بھائی کے برابر سمجھے (۳) جو اپنے
دہرم کا خیال کر کے دوسرے مرد کی صحبت یا بدی
سے محفوظ رہے (۴) وہ جو اپنے شوہر یا اپنے خاندان
کے خوف سے دوسرے مرد کی صحبت سے پرہیز رکھے
دیکھ ایک لحمۂ کی خوشی مرد غیر سے عورت کو کس قدر
عرصہ تک رورو نام دوزخ میں مقید کراتی ہے
اور دہرم بدوں محنت و تکلیف کے حاصل نہیں ہوتا
عورتوں کا دہرم ہمیشہ بدوں محنت کے حاصل ہو سکتا
ہے۔ وہی حرف اپنے خاوند کی خدمت سے حاصل
کر سکتی ہے۔ جو عورتیں اپنے خاوند کے برخلاف
ہوتی ہیں۔ وہ سیدہے جہنم کو جاتی ہیں۔ اور اُنکی
شناخت یہ ہے کہ وہ بیوہ یا بدکار ہو جاتی ہیں +

عورت کے فرائض یہ ہیں

پہلے اپنے خاوند کو کھانا کھلائے۔ بعد میں خود تناول کرے۔ خاوند کو آرام کرا کے پھر خود آرام کرے کسی حالت میں بھی اپنے خاوند پر غصے نہ ہو۔ اپنے خاوند کا نام بھی زبان پر نہ لائے۔ خاوند کے ارشاد کو شیریں زبانی سے بجا لائے۔ دیر تک گھر کے دروازے پہ کھڑی نہ رہے۔ خاوند کے تمام مال و اسباب کو حفاظت سے رکھے۔ کوئی چیز خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو نہ دے۔ کوئی برت وغیرہ اپنے خاوند کی اجازت حاصل کئے بغیر نہ رکھے۔ اور کسی مجلس جشن و عشرت میں نہ جائے۔ عصمت اور شرم و حیا کے ساتھ اپنے گھر میں رہے +

حیض کی حالت میں تین دن تک اپنے خاوند کو مُنہ
نہ دکھلائے۔ جب تیسرے دن غسل کر کے پاک ہو جائے
تو خاوند کے روبرو جائے۔ اور بعد غسل کے اوّل تو
اپنے خاوند کا چہرہ مبارک دیکھے۔ اور بصورت
عدم موجودگی اُسکو یاد کر کے آفتاب کے درشن کرے +
اس عمل کے کرنے سے عمر شوہر کی زیادہ ہوتی ہے
حمل کی صورت میں پھرنا چلنا نقصان پیدا کرتا ہے
بیوقت باغ اور کوٹھے اور دریا وغیرہ کے کنارے پر
نہ جائے +

۱ بدکار عورتوں سے دوستی پیدا نہ کرے۔ انکی صحبت
سے بھی پرہیز کرے۔ اپنے خاوند کی خدمت دل و جان
سے کرے۔ ایسے عمل کرنے سے مصیبت گھر میں نہیں آتی
اپنے خاوند کی کوئی مذمت کی بات نہ کہے نہ سنے اور نہ

تنہا کسی مقام میں سکونت اختیار نہ کرے۔ دوسرے کے
گھر میں جاکر برہنہ غسل نہ کرے +

۲۔ اور نہ گستاخی کا کلام کرے۔ جہاں جہاں اپنے
خاوند کی خوشنودی دیکھے وہاں زیادہ محبت اپنی
بڑھاوے۔ کسی حالت میں بھی اپنے شوہر کو ترک نہ کرے
ایک حالت میں بصورت متمول و افلاس شوہر کو تصور
کرے۔ اگر گھر میں کوئی چیز گم ہو جائے تو اُس چیز کا گم
ہو جانا کسی اچھی تدبیر سے جتا دے کہ جس سے خاوند
عدم موجودگی شے سے واقف ہو جائے۔ ایسا طریقہ
کاروبار خانگی کا اختیار کرے۔ جس سے خاوند کو زیادہ
محنت نہ کرنی پڑے۔ اگر خواہش تیرتھ یاترہ کی ہو۔ تو
تو اپنے خاوند کے پاؤں دھو کر پیئے۔ جو عورت برت
وغیرہ بلا مرضی اپنے خاوند کے اختیار کرتی ہے۔ وہ اپنے

شوہر کی عمر کم کرتی ہے۔ اور خود دوزخ میں جاتی ہے
اور جو عورت اپنے خاوند کو غصے ہو کر جواب دیتی ہے
وہ سیارن ہو کر جنگل میں قیام کرتی ہے۔ عورت کو
چاہیئے کہ بلند نشست گاہ پر بھی نہ بیٹھے اور جھوٹ
وغیر مہذب بات منہ سے نکالے۔ لڑائی جھگڑا اپنے
پاس آنے نہ دے۔ اگر عورت بحالت غیظ اپنے
خاوند کے مارنے کا ارادہ کرے۔ تو دوسرے جنم
میں وہ شیرنی ہوگی۔ جو عورت ہر طرح کی خدمت
شوہر کی بجالائے اور شیریں کلامی سے شوہر کو
خوشنود کرے۔ اس کو ہر ایک طرح کی جنم میں
خوشی ملتی رہیگی۔ گویا اُس نے کل عالم کو اپنے بدر
خوشنود کیا۔ اے عورت عقل کی بات کو سُن اور
سچائی کو سوچ۔ امور بالا پر عمل کر۔ اسی طرح

تیرے دل کی خوبیاں تیرے دل کو آراستہ کرینگی
تیری عظمت مدام رہیگی +

مناسب ہے کہ فریب آمیز باتوں سے گریز کر اپنے
دل کو قابو میں رکھ۔ اُنکے فریبدار کلموں پر اعتبار نہ کر۔
یاد رکھ۔ تو مرد کے ہمراز بنائی گئی ہے۔ تو آدھا انگ
مرد کی ہے۔ اس سبب سے تجھ کو بزبان سنسکرت
اردھنگی بولا جاتا ہے۔ تیرے وجود کا مدعا اُس کی
زندگی کی تکالیف میں امداد کرنا ہے +

شیریں کلامی سے اپنے خاوند کو خوش رکھ۔
وہ کون ہے جو آدمی کو بیدل کر دیتی ہے۔ جو محبت سے
اُسکو مغلوب کر لیتی ہے اور پھر اس کے دل پر حکومت
کرتی ہے۔ وہ پاک دامن عورت ہے اور اچھی عادات
سے آراستہ ہے۔ وہ پرہیزگاری سے گذارہ کرتی ہے

اُس کی زبان موسیقار ہے۔ اسکی ہونٹھ پُراز شہد اور شیریں کلام ہیں۔ اُسکی زندگی کے سبق اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ اُس کا انعام امن وخوشی ہے اُس کے قدمونکی پشیر وتیز ہے۔ نیکی اُسکے دائیں ہاتھ ہے۔ اس کی آنکھوں میں محبت کا جوش ہے نیکی کے سبب سے تمام بُرائیاں اُس سے گریز کرتی ہیں۔ اس قول کے مطابق ؎

بُرا جو ڈہونڈن میں چلی مجھ سے برا نہ کوئی
جو دل کو جوں ہیں اپنا مجھ سے بُرا نہ کوئی

کسی کو بُرا خیال نہیں کرتی۔ وہ مرد خوش نصیب ہے جسکی ایسی عورت ہے۔ وہ لڑکا مقسوم والا ہے۔ جسکی وہ ماں ہے۔ اور وہ جس گھر میں حکمرانی کرتی ہے وہاں پر امن رہتا ہے۔ وہ صبح جاگتی ہے۔ کام وکاج کو دیکھی ہے

اور ہر ایک کو اپنے فرائض بجالانے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ اُس کی خوشی گھر کی حفاظت ہے وہ اسی میں شب و روز مصروف رہتی ہے۔ وہ اپنی اولاد کی عقل کو روشن رکھتی ہے۔ وہ انکے اطوار اپنے خیالات کے مطابق بنا دیتی ہے۔ اُسکے الفاظ قانون سے کم نہیں ہیں۔ اُسکی آنکھ کی جھلک اُسکی فرمانبرداری ہے۔ اُسکے حکم دینے پر نوکر لوگ تعمیل پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ محبت کا قانون اُنکے دلوں پر مؤثر ہے اُسکی مہربانی کام و کاج کی درستی بتاتی ہے اقبالمندی میں غرور نہیں کرتے۔ مصیبت میں صابر رہتی ہے اُس کے شوہر کی تکالیف اس کے مشورے اور شیریں کلامی سے کم ہو جاتی ہیں +

فصل دوم

خاوند

خاوند کے معنے فارسی میں مالک کے ہیں

تو اپنے آپ میں سوچ لے کہ عورت تجھ کو کن امور کے لئے مطلوب ہے یا درکھ کہ حسب ہدایت دہرم شاستر تیرے لئے امور ذیل کے سرانجام کے واسطے عورت منکوحہ ضرور مطلوب ہے +

(۱) پیدائش اولاد کے لئے (۲) یگ وغیرہ سرانجام کرنے کے لئے جن یگیوں میں سے بعض یگ بدوں شمولیت عورت منکوحہ کے دہرم شاستر کے رو سے معیوب سمجھے جاتے ہیں۔ اگر

حفظ نفس کے واسطے عورت بلا لحاظ منکوحہ ہونیکے تجھ کو ضرورت ہے۔ تو تجھ سے حیوانات افضل ہیں۔ اور اسی سبب کے دھرم شاستر میں مختلف اقسام کے آٹھ طریقے بیاہ کرنے کے لئے لکھے ہیں غور کر اور اچھی طرح سوچ لے کہ بیاہ کے لئے امور ذیل کا وجود تجھ میں موجود ہے یا نہیں۔

(۱) کیا اوّل حصہ زندگی میں حسب ہدایت دھرم شاستر برہمچرج کر چکے ہو۔ (۲) کیا تم مرد ہو (۳) کیا تم کو ہر چہار اطراف سے ضعیفی یا پیری نے گھیر تو نہیں لیا اگر تم ان اوصاف سے موصوف ہو۔ تو تم کو ایک عورت سے بیاہ کرنے کی شاستر میں اجازت دیگئی ہے۔ جو عقل و انصاف کے خلاف نہیں ہے۔ ایک عورت وہ جو تیری اپنی ورن سے ہو اور جس سے تم

حسب احکام دھرم شاستر شادی کر سکتے ہو لیکن
غور سے فکر کر لے - جلدی نہ کر - جو کچھ اُس وقت تو
سوچ و سمجھ لیگا - اُس پر تیری اور تیری نسل کے لئے
آئندہ رنج و راحت کا انحصار ہے - مندرجہ ذیل خصائل
کی عورت سے گریز کر - اگر اُسکا بہت سا وقت لباس
و زیورات کے پہننے میں صرف ہو جاتا ہے - اور
وہ اپنی خوبصورتی پر نازاں ہے - اور ہر وقت
اپنی تعریف سننے میں رہتی ہے - اگر وہ بہت ہنستی
ہے - اگر وہ اونچی بولتی ہے - اگر اُسکے پاؤں اپنے
والدین کے گھر میں نہیں لگتے - اور وہ آدمیوں کے
چہرے کی طرف دیکھتی رہتی ہے - اگر عیوب بالا
میں سے کوئی عیب بھی اس میں ہو - تو اُس کی
طرف سے اپنی آنکھیں پھیر لے - اپنے پاؤں

اُسکے راستے سے ہٹالے۔ اپنے دل کو اُس کے
پھندے میں پھنسنے نہ دے۔ لیکن جب کہ تم کو
ایسی عورت ملے۔ جو خوبصورتی کے ساتھ تمیز رکھتی
ہو۔ اور اُس کے دل و جسم میں نقص بھی نہ ہو۔ تو وہ
تیرے ہمراز ہونیکے لائق ہے۔ اس سے افزونی
محبت کے لحاظ سے ایسا سلوک کر کہ وہ تیری عمر بھر
وفادار غمگسار رہے۔ باستثنائے اوقات ذیل کے
(۱) جبکہ محبت سے خالی ہو (۲) جبکہ کسی بیماری
میں مبتلا ہو (۳) جبکہ حاملہ ہو (۴) جبکہ کسی برت
یا نیم کی پابند ہو (۵) جبکہ حائضہ ہو۔ اپنی ایسی عورت
منکوحہ سے ہم صحبت ہو سکتی ہو۔ وہ تیری غمگسار ہے
تو اُس کو اپنی خوشیوں میں بھی شریک بنا نرمی سے
اُسکی غلطی اُسکو سمجھا۔ جب مصیبت یا بیماری میں

مبتلا ہو۔ تو اُس کی اچھی طرح خبر گیری کر۔ کیونکہ تیری ایک محبت کی نگاہ دس حکما کے برابر ہے +

فصل سوم

پدر

خاوند بیوی کے اوصاف حمیدہ دو مسبوق الذکر فصلوں میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اُن کے باہمی سنجوگ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ شاستر کی رو سے تو اُس کا باپ ہے اس وجہ سے کہ اُن میں تین چیزیں تیرے وجود کی طرف سے موجود ہیں +

(اگر تو اُمور ذیل پر عمل کرتا ہے)

(۱) دھرم پر چلنا (۲) اتتھ وغیرہ کا ستکار یا سیوا۔

(۳) اپنے بزرگوں کی سیوا اور نیز ایسے ارباب کی عزّت و توقیر کرنا جو اپنی عمر سے بڑے ہیں۔ خواہ وہ کسی فرقہ یا اقوام میں سے ہوں۔ سنسکار یا منڈل اور زنار بندی وغیرہ کے بعد اپنی اولاد کو علوم ذیل کی تعلیم معاد و معاش کے لئے دلانے کے مستحق ہو سکتے ہو۔

(۱) مذہبی عقائد کے رو سے روزمرہ کی اُپاسنا کا دہرم وغیرہ (۲) سناتن کل کا اچار یا گزیدگی وغیرہ (۳) اپنی مذہبی تعلیم (۴) ادیکار یا مرّوت کیا ہے اور اس پر عمل کرنے کے طریق (۵) بزرگوں کی عزت کرنے کا طریق (۶) تعریف جرائم اور اُنکی سزا (۷) دشمن کو اپنے قابو میں کر لینا۔ اور اُس کے دھوکھوں سے محفوظ رہنے کے طریق۔

(۸) سواری کے طریق (۹) مقدور کے موافق اپنے
قبائل کی پرورش کرنا (۱۰) شیریں کلامی سے دوست
دشمن سے برتاؤ کرنا (۱۱) راز دل پوشیدہ رکھنا
(۱۲) اپنے ہر ایک حق کی حفاظت کرنا (۱۳) خوب
سوچ سمجھ کر کام کرنا۔ کسی کام میں جلدی نہ کر بیٹھنا
(۱۴) اپنی پس غیبت سنکر یقین نہ کرنا۔ تا وقتیکہ اُس
کی نسبت خاطر خواہ اطمینان نہ ہو جائے (۱۵) بلا لحاظ
عظمتِ خاندان معاش کو جس طرح ہو سکے شریف و
نیک وسائل سے پیدا کرنا (۱۶) جہانتک ممکن ہو۔
تنازعات کو فرد کرنا (۱۷) جس امر پر بزرگ خاندان
کے چند اصحاب نیک نیتی سے متفق ہوں۔ اُنکے
ساتھ اتفاق کرنے سے گریز نہ کرنا (۱۸) راجہ یا
راجہ کا نائب خواہ کسی فرقہ یا کسی قوم غیر میں سے ہو

اُس کے فرمان یا حکم کو بشرطیکہ وہ نیک نیتی سے
جاری کیا گیا ہو تعمیل کے لئے قدرت کے حکم سے
کم نہ جاننا (۱۹) جائز اصراف خاندانی یا دان پُن یا
خیرات اپنی حیثیت کے موافق کرنا (۲۰) نیک لوگوں
کی صحبت اختیار کرنا (۲۱) مصیبت کے وقت مستقل
مزاج رہنا۔ خواہ کیسی ہی سخت تکلیف ہو (۲۲) اپنی
اخیری عمر کے لئے تھوڑا تھوڑا روپیہ جمع کرنے کا عادی
ہونا (۲۳) اپنی عورت منکوحہ کے قابو سے بچنا۔
(۲۴) غیر مرد کی عورت خواہ کیسی ہی خوبصورت ہو۔ اُسے
بدی کی نگاہ سے بھی نہ دیکھنا۔ کیونکہ بدی کی
نگاہ بھی جرم زنا کے برابر ہے (۲۵) جانداروں کی
ایذا رسانی سے بچا رہنا۔ اُنکے گوشت کھانے سے
اعتراض کرنا (۲۶) ہر ایک نشہ کے استعمال سے

بچنا (۲۷) اقبال و حکومت حاصل ہو جانے سے مغرور نہ ہو جانا (۲۸) راست بازی کو اختیار کرنا (۲۹) دروغگوئی سے گریز کرنا (۳۰) تقدیر و تدبیر دونو سے کام لینا۔ تقدیر کے قابو ہو کر تدبیر کو فراموش نہ کرنا +

اقسام اشخاص ذیل سے دوستی کا تعلق پیدا کرنا منع کیا گیا ہے

(۱) مالک سے (۲) ضعیف العمر سے (۳) بیمار یا روگی سے (۴) دہوبے یا اُس کے ساتھی سے اور لنجے اور بہرہ سے (۵) فقراء سے (۶) دیوتاؤں کے نندک سے (۷) والدین جو اپنے معاش سے غافل ہو (۸) چنچل سو بھاؤ والے سے (۹) اس سے جو اپنی اولاد کی پرورش نہیں کرتا (۱۰) زناکار سے (۱۱) ہر وقت

باجا بجانے والے سے (۱۲) دروغگو سے (۱۳) ظالم
سے (۱۴) طامع سے (۱۵) متکبر و خود پسند سے +

دوست و دشمن کی شناخت یہ ہے

(۱) جسکے دیکھنے اور نام سُننے سے دلمیں برائی پیدا ہو
اُسکو دشمن سمجھو (۲) جسکے دیدار سے اور ذکر سے
دل خوش ہو جائے اسکو بیشک دوست سمجھنا چاہیئے
دیکھ غور کر تو باپ ہے تیری تفویض ہیں جو کیا تجھ
کیا گیا ہے - جو اولاد تیرے سبب سے پیدا ہوئی ہے
اُسکی پرورش و تعلیم تا حد بلوغ تجھ پر فرض ہے
اپنے ہر ایک بچے کی میلان طبع کو دیکھتا رہ تا کہ
کسی برائی کی طرف مائل نہ ہو جائے ایسی تعلیم و توجہ
تیری طرف سے تیری اولاد کے لئے رحمت ہو گی -
نیک لڑکے اپنے پدر بزرگوار سفید ریش کی عزت

ہیں تیری اپنی زمین ہے تو اس میں قلبہ رانی سے زراعت کی کمی نہ کر۔ جو بیج تو نے بویا ہے تو ہی اُسکا پھل کھائیگا۔ اُس کو فرمانبرداری و حیا سکھلا۔ وہ شرمندہ نہیں ہونگی۔ اُنکو شکرگذاری سکھلا۔ اُنکو فائدہ ہونگے۔ اُنکو پرہیزگاری سکھلا وہ تندرست رہینگے اُنکو دانشمندی سکھلا۔ اُنکی دولت ترقی پذیر ہوگی اُنکو علم سائنس سکھلا۔ اُنکا انجام نیک ہوگا۔ اُنکو سچائی سکھلا۔ اُنکا دل صاف رہیگا۔ صفائی دل سے دنیا میں عزت و توقیر کے قابل ہونگے۔ اور خاندان تیرا عزت و فخر سے دنیا میں مشہور و نیک نام رہیگا +

فصل چہارم

(پسر)

اے پسر تیرا وجود تیرے والدین کی چھ چیزوں کے سنجوگ سے بنایا گیا ہے۔ تین چیزیں ہیں (۱) استخوان (۲) مغز استخوان (۳) رگیں تجھ میں باپ کی طرف سے موجود ہیں۔ اور تین چیزیں (۱) گوشت (۲) پوست (۳) خون تجھ میں ماں کی طرف سے ہیں۔ تو اپنے ماں باپ کے باقاعدہ سنجوگ سے پیدا ہوا ہے۔ یہ تجھکو دھرم اور اوپاسنا سکھلایا گیا ہے۔ تو اُس سے گریز نہ کر۔ تجھ کو علم سکھلایا گیا یہ علم جو ہیرے بہا مخفی خزانہ ہے۔ علم ہی حصول عیش

نشاط و نیک نامی جاودانی ہے۔ علم اُستادوں کا اُستاد ہے۔ علم سفر میں خویشن ہمدرد ہے۔ علم بزرگ دیتا ہے۔ علم بادشاہوں کا مخدوم مکرم ہے۔ علم وہ دولت ہے کہ جس کے سامنے اور نعمتیں ہیچ ہیں۔ بے علم انسان حیوانوں سے بدتر ہے تو اُس کے حاصل کرنے۔ اس میں ترقی کرتے رہنے اور اُس پر عمل کرنے سے گریز نہ کر۔ تو اپنے دست مروت کو کوتاہ نہ کر۔ مروت کی سبب سے تو تنگدست نہیں رہیگا۔ بزرگوں کی عزت کر۔ تاکہ تیری اولاد کو بھی تیرے لئے عزت کا سبق ملے۔ تو اپنے قبائل کی حتے المقدور پرورش کر تاکہ تجھکو بھی ہنگام ایام نحوست میں قدرتی امداد ملے۔ راز دل کو پوشیدہ رکھنے میں تیرے ہر ایک حقوق کی حفاظت

ہوگی۔سمجھ سوچ کے کام کرنے میں تیری عزت
و دولت ترقی پذیر رہیگی۔تو غیبت کے سننے سے
پرہیز کریگا تو آفت ناگہانی سے محفوظ رہیگا۔اپنے
خاندان کی عظمت ولیاقت۔اپنے مقسوم کی یاوری
اور لیاقت اپنے قوت بازو کی محنت پر منحصر سمجھ۔
خاندانی عظمت پر نازاں نہ ہو۔آخر خاندانی عظمت
کا خیال تجھکو معاش کے لئے تنگدست کریگا۔
تنازعات کے فرو کرنیکی عادت اختیار کرنے
تیری دولت مادہ قات عزیزہ ضائع نہیں
تجھکو اپنے بزرگوں کی نااتفاقی کے سبب سے بدنام
ہونا پڑیگا۔راجہ یا نائب راجہ کے اختیارات
مفوضۂ قدرتی کو دیکھ۔تیری عزت و دولت اور
جسم اُنکی حکومت کے زیر فرمان ہے۔نافرمانی کی

صورت میں تو کسی حیلہ و تہانہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا
حیثیت کے مطابق جائز اصراف و دان کرنا بھلا و منع
نہیں ہے شاستر میں مفصلہ ذیل موقعہ پر اصراف کو
جائز قرار دیا گیا ہے (۱) دھرم کے کام کے لئے
(۲) عزّت کے حفاظت و افزونی کے لئے (۳)
دولت کی زیادتی کے لئے (۴) جسم و جان کی
حفاظت و تندرستی کے لئے (۵) اقربا و دوست
و قبائل کی پرورش کے لئے ان موقعوں پر
اصراف کرنا تیری عزّت و نیک نامی کا باعث
ہوگا اگر حیثیت سے بڑھکر کریگا تو زیر بار و
قرضدار ہوکر دنیا میں بیوقوف کہلائیگا۔ بدوں
کی صحبت سے گریز کرنا تیری زندگی کے لئے مفید
ہوگا۔ اپنی جوانی میں روپیہ کے جمع کرنے کے عادی

ہونے سے تو آخری عمر میں تنگ دست و محتاج نہیں رہیگا۔ نشۂ شراب یا دیگر اشیاء نشی سے محفوظ رہنے کی حالت میں تو تندرست رہکر نیکنام رہیگا۔ اپنی عورت کے قابو میں نہ ہونے۔ اور اسکی نگرانی کرنے سے تیری زندگی آسودگی سے بسر ہوگی۔ زنا کرنا تمام برائیوں اور بیماریوں کی جڑ ہے اس سے گریز کرنے سے تیری طاقت جسمانی بینائی و آسودگی۔ نیکنامی۔ اولاد کو زوال نہیں ہوگا۔ دولت و حکومت پاکر مغرور نہ ہونا تیرے لئے عزت کا باعث ہوگا۔ ہر حالت و ہر وقت و ہر کام میں باعتدال محفوظ رکھکر عمل کرنا تجھکو بیماریوں و بدیوں سے محفوظ رکھیگا تقدیر پر تکیہ کر کے تدبیر نہ کرنے سے تو بیدست پا ہو کر کمزور ہو جائیگا۔ تقدیر و تدبیر دونو پر عمل کرنے سے

توکبھی محتاج نہ ہوگا۔غور کر جملہ مخلوقات وموجوداتِ
دنیا انسان کے لئے سبق حاصل کرنے کا ذریعہ ہے
تو جنگل میں جاکر لق لق جانور کو دیکھ وہ اپنے پروں سے
اپنے بوڑھے ماں باپ کو باری باری سے اُٹھاتا
ہے۔ وہ اُنکی حفاظت کرتا ہے۔ اُنکو خوراک
لاکر کھلاتا ہے +

اے بیٹا خوش خلقی فارس کی خوشبو سے بہت
بڑھکر بہتر خوشبو ہے۔ بلکہ عرب کے مصالحہ سے
زیادہ لذیذ ہے۔ تجھ کو لازم ہے کہ تو اپنے پدر۔
و مادر مہربان کا شکر گذار ہو۔ کیونکہ اُن کے
سنجوگ سے تو پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے تجھ کو پرورش
کرکے چراغ علم کا تیرے دل میں روشن کردیا ہے
اُنکے الفاظ کو سُن۔ کیونکہ وہ تیری بھلائی میں ہیں

نکے پند و نصائح کو گوشِ ہوش سے سُن۔
چونکہ وہ محبت دلی سے کہتے ہیں۔ تو اپنی بچپنے
کی حالت کی طرف دیکھ۔ آخری عمر میں اُن کی مدد
کر۔ تاکہ تیرے بیٹے اسی طرح فرمانبرداری و خدمتگذاری
میں حاضر رہکر تیرے خاندان کو منور کریں +

فصل پنجم

(برادران)

تم آپس میں بھائی ہو۔ اور تم میں ماں باپ کے
مشترک اجزاء جنکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ موجود ہیں
ہر ایک بھائی کو غور کرنا چاہیئے کہ ان اجزا میں سے
کون سا جزو اُس میں کم و بیش ہے۔ جو وہ آپس میں

نفاق کی صورت پیدا کرتا ہے۔ انقلاب زمانہ
کی تاثیر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔ نفاق زہریلا
پودہ ہے۔ اُسکو بیخ و بنیاد سے کاٹنے کے لئے
ہمیشہ تیار رہو۔ کیونکہ جس خاندان میں یہ زہریلا پودہ
پھوٹ نکلتا ہے۔ اُس خاندان کو بیخ و بنیاد سے
اکھاڑ ڈالتا ہے +

بنائے نفاق و تنازع

نفاق و تنازع کی بناء امور ذیل پر مبنی ہے۔
(۱) زر و دولت (۲) زمین یا جائداد (۳) عورت
اچھی طرح سمجھو و سوچ لو۔ بڑا بھائی بجائے پدر بزرگوار
کے ہوتا ہے۔ اور چھوٹے بھائی بیٹوں کے برابر
ہوتے ہیں۔ آپس میں بلحاظ رشتہ کلاں د

و خورد ہونے کے سبب باہمی محبت کو ترقی دینا
تمہارے خاندان کے لئے عزت و ناموری کا باعث
ہوگا۔ ہر ایک صورت میں بڑا بھائی باپ کے برابر
عزت کے لائق ہے اور چھوٹا بھائی بڑے بھائی
کے بازو و عزیز ہیں۔ تمہارے ہی ہاتھ میں بزرگی
و عزت و زوال اپنے خاندان کا ہے۔ حقیقت میں
بڑے بھائی بزرگی کے لحاظ سے معاش و عزت اپنے
برادران خورد سال کے لئے حاصل کرنے والے ہیں
انکی برگشتگی جسمی تکالیف سے کم خیال نہ کرو۔ اگر تم
ان کے ساتھ اچھے سلوک اور اخلاق سے برتاؤ
کروگے۔ تو یہ بھی مودبانہ طریق سے خدمتگذاری
میں دست بستہ حاضر رہیں گے۔ اتفاق کی صورت
میں تمہارے اپنے پدر بزرگوار کے قبائل ہیں کبھی

زوال کی صورت دکھلائی نہیں دیگی - اور تمہارا خاندان عزت و فخر کے ساتھ مشہور رہیگا +

مخزن الاخلاق

حصہ ششم

حاکم و رعایا عدل و انصاف وغیرہ

فصل اوّل حاکم و رعایا

ابتداء میں برہما جی نے دنیا کی آبادی کے لئے راجہ کو طاقت مفصلۂ ذیل سے پیدا کیا (۱) اندر

(۲) ہوا (۳) جم راج (۴) سورج (۵) اگن (۶)
برن (۷) چندرماں (۸) کوبیر +

چونکہ راجہ دیوتاؤں مقدس بالا کے جزوی
طاقت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس سبب سے اپنے
اقبال سے کل جانداروں کو مغلوب کر سکتا ہے +
راجہ یا بادشاہ آفتاب کی طرح اگن روپ ہو کر
مخالفوں کو جلا سکتا ہے اور جو دوست یا خیر خواہ ہوں
اُنکو چندرماں کی شکتی کی طرح آرام پہنچا سکتا ہے
چونکہ میدان رزمگاہ میں مخالفوں پر فتح پانے سے
اندر کہلاتا ہے۔ اور اس پر آتش کی تعریف اس
سبب سے صادق آتی ہے کہ یہ مخالفوں کے مُلک کو
جلا دیتا ہے۔ ثواب و عذاب کی تمیز میں سزا دہی
کی وجہ سے دہرم راج کی طرح انصاف کر سکتا ہے

اسی سبب سے نیکوں کی دستگیری کرنا اس کا عین مدعا ہوتا ہے۔ اور بدوں کو سزا دینے سے عین انصاف کرتا ہے۔ اپنے مخالفوں کو مغلوب کرنا برن کی مثال ہوتا ہے۔ اور ارواح عالم و زمین کے قائم رکھنے میں ہوا کی مانند ہو سکتا ہے۔ غریبوں اور محتاجوں پر دولت نثار کرنے سے کوبیر کی مشابہت حاصل کر سکتا ہے +

مؤلف

جس طرح کہ ہم پہلے اپنی مادر مہربان قیصرہ ہند۔ تو انین مجریہ کے سبب امن و امان میں بسر کر کے ہر وقت شکر گذار رہتے تھے اسیطرح

اب اپنے بادشاہ معظم حضور قیصر ہند اڈورڈ ہفتم کے سایۂ عاطفت میں رہ کر شکر بجالاتے ہیں باوجودیکہ انگلش گورنمنٹ بہر نوع ہر ہشت طاقت سابق الذکر میں کامل و طاقت مجسم ہے۔ پھر بھی اُس کے ارکان سلطنت و حکام وقت ہند میں امن و امان و آزادی و آسائش قائم رکھنے کے واسطے غلاموں کی طرح اپنے فرائض منصبی بجالا رہے ہیں*

۱۔ انگلش گورنمنٹ جمہوری سلطنت ہے

اس سلطنت میں بہ نسبت اور مملکتوں کے بہر نوع امن و آسائش ہر ایک طرح کی خلایق میں موجود ہے

اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ حضور قیصر ہند از خود کوئی فرمان جاری نہیں فرماتے ہیں۔ بلکہ ہر ایک فرمان یا قانون بمشورہ پارلیمنٹ و کونسل قانونی جاری ہوتا ہے۔ جس کے وضع کرنے کے لئے بڑے بڑے فاضل و تجربہ کار حکام و رؤساء ملک رعایا میں سے شامل ہوتے ہیں *

تعریف یہ ہے کہ وہ بھی جو قانون وضع کرنا چاہتے ہیں تو اسکو بطور مسودہ کے چند بار گزٹ سرکاری میں قبل از نافذ کرنے کے مشتہر کر دیتے ہیں۔ اور جو نقص مسودہ میں ہوتے ہیں وہ پبلک کی رائے سے مناسب طور پر درست کر کے نفاذ فرماتے ہیں۔ مملکت کے امور کو انجام دیتے ہیں۔ اس باعث سے رعایا بھی خوش حال

رہ کر تزائید اقبال سرکار کے لئے ہر دم دست بدعا اور جان نثار کرنے کو تیار رہتی ہے۔ اس سبب سے ہماری بابرکت گورنمنٹ مخالفوں پہ فتحیاب ہونے میں اندر کی مثال ہے +

جب رعایا امن و آسائش میں رہتی ہے۔ تو اُسکو ہر طرح کی سرسبزی و بہبودی حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ ہماری بابرکت گورنمنٹ کی توجہ سے ہزارہا جنگل آباد ہو گئے ہیں۔ گویا کہ یہاں کی ہوا میں۔ ویرانوں کو آباد کرنے کی تاثیر پیدا ہو گئی ہے +

مُلک گیری و احکام مُلک کے لئے امور ذیل کی موجودگی ثابت کرتی ہے کہ ہماری بابرکت گورنمنٹ کے حضور میں سورج۔ چاند۔ یم۔ اگن۔ کوبیر حاضر ہو کر اپنے فرائض منصبی بجا لا رہے ہیں۔ اور زمرگاہ

میں دشمنوں کے مقابلہ پر ہماری گورنمنٹ کا جاہ
جلال سورج کی مانند چمکتا اور دشمنوں کی آنکھوں میں
چکا چوند پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے جلال کا مقابلہ
دنیا بھر میں کوئی مخالف نہیں کر سکتا۔ اور اسی جلال
میں سے ممبران پارلیمنٹ و سکرٹری آف سٹیٹ
و وزیسرائے و ممبران کونسل واضع آئین و قوانین
و گورنر و لفٹنٹ گورنر و کمانڈر انچیف و اعلیٰ عہدہ داران
فوجی و پولیس و ججان ہائی کورٹ و چیف کورٹ
و فنانشل کمشنر و ممبران وغیرہ موجود ہیں جبکہ
وہ حصہ فوجی و پولیس و ججان و مجسٹریٹاں اپنے فرائض
کے بجالانے میں مصروف ہوتے ہیں۔ تو اسوقت
ملک گیری و حفاظت ملک عین (ریم) و برن کے
مجسم طاقت ہو کر کام کرتے ہیں۔ ہمارے بابرکت

گورنمنٹ کی طرف سے خیرخواہان مملکت خلعت فاخرہ
ومعزز خطاب سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اُن کو
زمین وغیرہ کے عطیہ سے مالامال کیا جاتا ہے
جیسے جنید رہاں کو بیر کی مثال صادق آتی ہے ہماری
بابرکت گورنمنٹ۔ ہوا۔ آگ۔ پانی سے بالاشتراک
کام لے رہی ہے۔ ریل۔ تار وغیرہ کو انکی اشتراک
سے جاری فرمایا۔ کرنسی نوٹ۔ پرامیسری نوٹ۔
ومنی آڈر و پیغامات وخطوط کو ایک مقام سے دوسرے
مقام پر پہنچانے سے ہوا وکیبز و برن کو زیر فرمان
خود کرلیا ہے۔ جس سے خزانہ معمور ومخالف ہر دم
خوف زدہ رہتے ہیں۔ اسی سبب سے علم و عقل
و دانائی سے ملک یورپ کو مالامال کرلیا ہے رعایا
اپنی بابرکت گورنمنٹ کے تزائید اقبال کے لئے

ہر دم دست بدعا رہتی ہے۔ جو مملکت امور ذیل کی بدیوں سے محفوظ ہو۔ اُس مملکت کا حکمران بھی قابل تعریف ہوتا ہے +

(۱) عورت و مرد زانی نہ ہوں (۲) بیحیا نہ ہوں (۳) قاتل جانداراں نہ ہوں (۴) دہرم یا ایمان کے پابند ہوں (۵) جرائم پیشہ نہ ہوں (۶) دروغ گو نہ ہوں +

حاکم دو درجہ کے ہوتے ہیں

(۱) اعلٰے ناطق (۲) ادنٰے ناطق ۔

مگر قدرتی طور پر ہر ایک حاکم کے فرائض مساوی ہیں۔ تو اپنے فرائض کے مدعا کا فکر کر۔ تو نے ارغوانی پوشاک پہنی ہوئی ہے تو تخت حکومت پر جلوس

کر رہا ہے۔ تاج شاہی تیرے سر پر ہے۔ عصائے حکومت تیرے ہاتھ میں ہے۔ لیکن یہ اختیار تیرے اپنے فائدہ کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ تجھ کو تیری سلطنت کی بہتری کے لئے دیا گیا ہے +

راجہ بادشاہ کا جاہ و جلال۔ رعایا کی بہبودی کے واسطے ہوتا ہے۔ تقویت سلطنت اسکی رعایا کے دلوں پر منحصر ہے۔ راجہ یا بادشاہ کا دل اپنے مرتبہ کے لحاظ سے بہت بڑھکر ہوتا ہے۔ وہ اعلےٰ درجہ کی تجاویز سوچتا ہے۔ اپنی طاقت کے بموجب کام کو تلاش کرتا ہے۔ اور وہ مشیران با تدبیر کو جمع کرتا ہے۔ اُن سے نیک نیتی سے مشورہ لیتا ہے اور جملہ مشیروں کی رائے کو سُنکر خود غور کرتا ہے۔ جن کی رائے قابل تسلیم ہوتی ہے۔ اُس کو عزت کے ساتھ

پسند کرتا ہے۔ وہ اپنی رعایا کے چال چلن کو غور سے دیکھتا رہتا ہے۔ رعایا میں سے لائق و تعلیم یافتہ کو انتخاب کرتا ہے۔ اُسکی عدالتیں انصاف کی پابند ہوتی ہیں۔ علم سائنس اُسکی پناہ میں ترقی پاتا ہے۔ تعلیم یافتوں کی عزت کرتا ہے اسکی محنت و قدردانی سے اسکی سلطنت کا جاہ و جلال بڑھ جاتا ہے۔ سوداگر کی حوصلہ افزائی کو بغرض ترقی تجارت مدنظر رکھتا ہے۔ کسان کے ہنر کو جس سے زمین مالامال ہوتی ہے اور اُن طالبعلموں وغیرہ کی ترقی کو دیکھ کر انعامات سے اُنکی امداد کرتا اور ہر وقت جدید بستیوں کی آبادی کے لئے کوشش کرتا رہتا ہے۔ بڑے بڑے جنگی جہاز بنواتا ہے۔ دریاؤں کی آمد و رفت کو کشادہ کرتا ہے۔ اور

اُس کی حفاظت کے لئے بندرگاہیں بناتا ہے اُسکی رعایا خوش حال رہتی ہے۔ اور اُسکی مملکت وسیع ہوتی جاتی ہے۔ وہ منصفانہ طریق سے قوانین کو وضع کرتا ہے۔ اُسکی رعایا خوشی سے امن و امان کے سبب اُسکے قوانین نافذہ کی پابند رہتی ہے وہ رحم کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ اور ملزموں کو سزا دینے میں منصف مزاج ہوتا ہے۔ اور رعایا کی داد دینے میں ہر وقت تیار رہتا ہے۔ وہ ظالموں کو سزا دیکر اپنی رعایا کو ظلم سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسی سبب سے رعایا اُسکو والد بزرگوار سمجھتی ہے۔ اُنکی محبت سے اُسکے دل میں تاثیر پیدا ہوتی ہے اُنکی خوشی اُس کا مدعا ہے۔ وہ اُسکی شکایت نہیں کرتے۔ اس سبب سے اُس کے دشمن نیست و نابود

ہو جلتے ہیں۔ کیونکہ اُسکی رعایا فرمانبردار ہے۔
وہ اسکی حفاظت میں رہتے ہیں۔ دشمن اُس کی
فوج کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے ہمیشہ اُس کی
سلطنت میں امن و امان رہتا ہے۔ رعایا اُسکے
تزاید اقبال میں ہر دم دست بدعا رہتی ہے +

فصل دوم

آقا و ملازم

اے دل تو افسوس نہ کر۔ انسان کا وجود اور
اسکی معاش اُسکے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔
اپنے اعمال سے جو تناسخ گذشتہ کے مطابق
تیرا وجود پانچ عنصروں سے بنایا گیا ہے اُن ہی

اعمال کے سبب سے تجھکو عقل و دانش و علم دیا
گیا ہے۔ اور اعمال کے باعث تجھکو ایک ایسے
جیو کی جو تیری طرح پانچ عنصروں میں مقید ہے
خدمت کے لئے زیر فرمان کیا گیا ہے۔ تو سایہ کی مانند
ہے۔ جس طرح انسان کا سایہ اُسکے ہمرکاب رہتا ہے
اُسی طرح تو بھی آقا کے ہمرکاب یا اُسکے زیر فرمان
رہنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ دیکھ تیری عزت
فرمانبرداری میں ہے۔ سب سے عمدہ نیکی و فرمانبرداری
اور اطاعت اپنے آقا کی ہے۔ آقا کے سخت کلام
و حکم کو برداشت کرنا تیرے لئے فخر ہے۔ ہر وقت
اپنے آقا کے فائدہ کا دل سے خیال رکھ۔ محنت
و وفاداری سے کام کر۔ تیری محنت اور تیرا وقت
اُس کا ہے۔ اُسکو کسی دوسری جگہ صرف نہ کر

کیونکہ اُس نے تجھ کو اُس کا معاوضہ دیدیا ہے +

آقا

اے آقا تو اپنے ملازماں کے ساتھ انصاف کیا کر۔ تیری بے انصافی تجھکو ظالم کا خطاب دلوائیگی تو اپنے اور اُس کے جیو آتماﺅں میں تمیز کر۔ تو اپنے اعمال حسنہ کے سبب سے آقا بنایا گیا ہے۔ اور وہ اپنے اعمال بد کے باعث تیری زیر فرمان ملازم کیا گیا ہے تو اُس سے سختی سے محنت نہ لے۔ سختی سے نرمی بہتر ہے۔ نرمی کے سبب سے وہ اپنے فرائض خدمتگذاری کو خوشی سے بجا لائیگا۔ اور شکر گذاری و وفاداری و محبت دلی سے تیری خدمت کریگا +

فصل سوم

انصاف

دنیا کا امن انصاف پر منحصر ہے۔ صبر کرکے حواسوں
کو قابو میں لا۔ کیونکہ خوشی کی بنا صبر پر ہے۔ اور
رنج کی بناء بے صبری پر۔ اندریوں کو قابو میں لاکر
اُنکی افزونی خواہش کو دل سے دور کر۔ انسان کی
خواہش تمام مقبوضات کے تصرفات پر ہے اسلئے
اپنے دل کی خواہشوں کو اعتدال کے حدود میں رکھ
اور انصاف کو اپنے ہاتھ سے ٹھیک ٹھیک رہنمائی
کرنے دے۔ اپنے ہمسایہ کے اسباب پر نظر نہ
ڈال۔ خواہ اُسکی کیسی ہی جائداد ہو۔ مگر وہ تیرے

مس کرنے سے پاک رہے۔ تجھکو حرص طمع میں نہ
ڈالے۔ ہمسایہ کو اُسکے چال چلن کے سبب بدنام
نہ کر۔ اُس کے برخلاف جھوٹی گواہی نہ دے اُسکے
نوکروں کو ترغیب اور فریب دہی سے خراب نہ کر۔
اُسکی منکوحہ کو گناہ کے لئے اغوا نہ کر پھر اُسکے
دل پر وہ غم کی گھٹا چھا جائیگی۔ جسکو تو دور نہیں
کرسکیگا۔ اور وہ اسکی زندگی کے واسطے خطرناک
ہوجائیگی۔ پھر اس کا کفارہ کسی معاوضے و مبادلے
سے نہ ہوگا۔ لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کر مگر
طرفداری کو چھوڑکر منصفی سے کام لے۔ وہ سلوک
جو تو اُس کے معاوضے میں چاہتا ہے اپنے اعتماد
پر ایماندار ی اور راستبازی میں ثابت قدم رہ
اور ایسے انسان کو بھی فریب نہ دے جو تجھپر اعتماد

کرتا ہے۔ دہرم شاستر میں رشوت خوری و
طرفداری کی ممانعت کی گئی ہے۔ غریبوں کو تکلیف
نہ دے۔ اور محنتی انسان کو اُسکی اُجرت مار کر دغا
نہ دے۔ جب تو کوئی شے منافعہ پر فروخت کرتا ہے
تو اپنے ضمیر کی آہستہ آہستہ آواز سُن سباعتدال
راضی رہکر خریدنے کی جہالت سے نفع نہ اٹھا
قرضہ ادا کر۔ جس کے بارمیں تو دبا ہوا ہے کیونکہ
اُسنے ویلہے تیری عزت پر اعتبار کیا ہے۔ اور
اُسکو اُسکے حق سے محروم کرنا کمینگی و ناانصافی ہے
آخر میں اپنے عزیز دل کا امتحان کہ اپنی امداد کیواسطے
اپنی یادداشت کو تازہ کر۔ اگر تونے ان تمام امور میں
سے کسی کو فروگذاشت کیا ہے یا اُن میں سے کسی
پر عمل نہیں کیا۔ تو غمخوار ہوکر شرمسار ہو جا۔ اور

اور حتی الامکان اُسکو پورا کرنیکی کوشش کر جس سے تیری اپنی بہتری بھی متصوّر ہے۔ اور اوروں کو انصاف کے لئے سبق ملیگا ❖

فصل چہارم

یا

ججمنٹ یا فیصلہ

دنیاوی نعمتوں میں سے انسان کے لئے انصاف و رضا، افضلتر ہے۔ وہ شخص جو اپنے آپ کو خلط ملط نہیں کرتا۔ خوش رہتا ہے۔ جیسا کہ سیلاب کوہستان سے جاری ہو کر راستہ میں اکثر اشیا کو خراب کر دیتا ہے۔ اُسی طرح اس شخص کی رائے کو خلط ملط کے سبب سے

مغلوب کرلیتا ہے۔ غور کر جس کو تو نے سچ نہیں سمجھا۔ کیا وہ سچ نہیں تھا۔ اکثر اوقات امر مسلمہ بھی دھوکہ و فریب سے خالی نہیں ہوتا۔ مضبوط و مستقل مزاج رہو۔ اپنا ارادہ نیک نیتی سے مضبوط رکھ۔ تاکہ تو اپنی نادانستگی و کمزوریوں کا جوابدہ ہو سکے۔ یاد رکھ حادثہ کام کے انجام دینے کیلئے دانشمندی کو پیش کرتا ہے۔ تو دوسرے کی بدی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ کیونکہ تیری رائے سے مختلف ہے۔ ایسی صورت میں دونو غلطی کرتے ہیں۔ جو شخص تیری رائے کو نفرت سے دیکھتا ہے۔ وہ خود بُرا ہے۔ کیا تو دوسروں کی بدی کا جوابدہ ہو سکتا ہے؟ اُس جوہر عقل کو جو تیرے اپنے قبضہ میں ہے۔ اچھی طرح سے

استعمال میں لا۔ کیونکہ اکثر اوقات سخت رنجیدگی بھی ظاہر نہیں ہوتی۔ اس امر کا فخر نکر کہ تو نے ایک کام دھوم دہام سے کیا ہے۔ عزت کے لائق وہ انسان ہوتا ہے جو تعریف کے قابل کام کرتا ہے۔ تیرے لیئے نیکی کی آواز تیرے اپنے اعمال نیک کے سبب سے تجھکو سنائی دیگی۔ تو مظلوم کے حالات سے واقف نہیں ہے۔ لیکن مظلوم کی اصلی حالت دنیا میں روشن ہوتی ہے۔ دیکھ دیانت دار اور راستباز کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے۔ نیکی کی شکر گذاری میں اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھ۔ کیونکہ تکالیف کی صورت میں زیادہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ راستی کی قائمی میں نیکی سے دست بردار نہ ہو۔ بدی سے پرہیز کر۔ اسیطرح

تیری نیکیوں کی تعریف ہوگی۔ جب تو نیک کام
کرے۔ اُسوقت ایسا خیال نہ کر کہ اُسکا معاوضہ
ملیگا۔ بلالحاظ معاوضہ کے نیکی سے گریز نہ کر۔ بدی سے
پرہیز کر۔ کیونکہ بدی خود ہی بدی ہے۔ دیانتداری
کو عزیز رکھ۔ جسکی محبت سے تیری عزت برقرار رہیگی
یہ خواہش نہ کر کہ بیوقوف تیری خوشامد کریں وہ کام
جس کے تو لائق نہ ہو۔ منظور نہ کر۔ جو تجھ سے زیادہ
علم رکھتا ہو۔ اُسکو حقارت سے نہ دیکھ +

جس انسان کو تو نے تکلیف دی ہے۔ اُسکے ساتھ
دوستی نہ کر اسلئے تجھکو لازم ہے کہ اپنی رائے کو بلا
تعصب ور عونت کے استعمال میں لائے۔ اسی طرح
سے تیری نیک نیتی کی رائے کو منظور کرنا تیری عزت و فخر کا
باعث ہوگا +

فصل پنجم

نخوت یا غرور

دولت پاس ہونے یا کسی کمال کے حاصل ہو جانے سے دل میں خود پسندی اور اوروں کو حقیر سمجھنے کا عیب پیدا ہو جاتا ہے۔ اسکو نخوت و غرور کہتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ کہ مفلس و محتاج پر دولتمند اور بے ہنر پر صاحب کمال رحم کھائیں۔ اور اسکی امداد کریں۔ لیکن اس کے برخلاف مصیبت زدہ انسان پر آسودہ حال انسان خواہ مخواہ ہنستا اور مفلس آدمی کو مایوسی خوشی میں بھی نیم جان کر دیتی ہے غم سے روح انسان کمزور ہو جاتی ہے لہذا

نخوت سے گریز کر۔ کیونکہ یہ نخوت تیری زندگی کی
خوشیوں کو زہریلا کر دیتی ہے۔ اس لئے اُس کو
اپنے دل میں قدم نہ رکھنے دے۔ کیونکہ یہ قدم
رکھتے ہی تیری دولت کو برباد کر دیگی۔ تیری نیکیوں
پر پردہ ڈال دیگی۔ تجھے بدیوں سے تنگ کریگی تیرے
ہاتھ پاؤں میں جہالت کی زنجیر ڈال دیگی۔ غرور کرنا
سراسر بے وقوفی ہے۔ اس سے ہرگز تیری تعریف
نہیں ہوگی۔ مصیبت کی تکالیف کے سبب انسان
پژمردہ ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے چہرہ کی بشاشت
جاتی رہتی ہے۔ ہاں مستقل مزاج رہنے سے
تکالیف چنداں معلوم نہیں ہوتیں۔ تو اپنی غلطی کو
پہچانتا نہیں ہے۔ کیا یہ نخوت تجھے دوستوں سے
علیحدہ نہیں کریگی۔ کیا وہ تجھے نہیں کہتی۔ کہ تو

شرمندہ ہے۔ یہ تیری امکان میں نہیں ہے کہ مصیبت کی تکالیف کا مقابلہ کر سکے۔ تیرا اپنا فرض نہیں ہے کہ اور لوگوں کی طرح مصیبت کی تکالیف برداشت کرے۔ اور بدی سے بچنے کے لیئے سختوت سے پرہیز کرے۔ جو تیرے لئے عزّت و فخر کا باعث ہو گا ✣

فصل ششم

انتقام

انسان کو انتقام کا خیال بدنام کرتا ہے۔ ایسے شخص کی روح نہایت ہی کمزور ہوتی ہے۔ جو

جوانسان انتقام لینے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ
خلائق میں بُزدل و ناچیز سمجھے جاتے ہیں۔ ایسے
آدمی کو مستورات قتل کرتی ہیں۔ لیکن عالی حوصلہ
انسان اِن امور سے نفرت کرتا ہے۔ اگر تکلیف
تیرے علم میں ہے اور تو اُس سے محفوظ نہیں
رہتا۔ تو خود اُس کو طلب کرتا ہے۔ کیا تجھے خواہش
ہے کہ تیرا نام بدی کے ساتھ دنیا میں مشہور ہو
بدی سے دور رہو اور بُرے آدمیوں کی صحبت و مشورہ
سے بچ۔ کیونکہ ایسے لوگ تیرے آرام و عزت کے دشمن
ہونگے۔ اس نصیحت پر عمل کرنے سے تیرا آرام قائم
رہیگا۔ بلکہ تو انتقام کی بدیوں کے استعمال کرنے کی
خواہش نہ کر۔ جیسا کہ طوفان اور بجلی۔ سورج اور ستاروں
پر اثر نہیں کرتی۔ مگر درختوں پر اثر ڈالتی ہے۔

اسی طرح بُرے لوگ تکلیفات کا مقابلہ نہیں کرسکتے مگر جو لوگ نیک بخت ہیں۔ وہ ایسی تکالیف سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ روح کی رنجیدگی بدلہ لینے کی خواہش کو پیدا کرتی ہے۔ بزرگی تکلیف دہی سے نفرت کرتی ہے۔ بلکہ اُس شخص کو فائدہ دیتی ہے۔ جو اُس میں خلل ڈالنا چاہتا ہے +

کیا تیرا خیال ہے کہ تیرے دشمن کو انتقام سے تکلیف پہنچے گی۔ ایسا خیال تجھ کو گمراہ کردیگا۔ جس دل میں انتقام کا خیال ہوتا ہے۔ پہلے تو وہ اُس آدمی کو کثرتِ افکار و ہجومِ غموم سے تباہ و برباد کردیتا ہے اور وہ آدمی جس سے تو بدلہ لینا چاہتا ہے۔ اُسوقت تک آرام سے رہتا ہے۔ آخر میں اگر تیری محنت ناشائستہ سے اُس کو کچھ تکلیف بھی ہوتی ہے

تو وہ اُس کو صبر سے برداشت کر لیتا ہے۔ اس لئے
تجھے یہ شایاں نہیں کہ تو اُس کی تکلیف کے درپے
رہے۔ کیونکہ قدرت تجھے ایسی اجازت نہیں دیتی
بدلہ لینے والا جب تک اپنے دشمنوں کی تلاش میں
رہتا ہے۔ تکلیفیں اُٹھاتا اور پریشان ہوتا ہے
اوّل تو کامیاب ہونا امر موہوم ہے۔ کامیابی نہ ہوئی
تو اور رنج و غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ شرمندگی و ذلت
حاصل ہوئی۔ اور اگر کامیابی ہوئی بھی تو کیا ہوئی۔
انصاف کا خوف اُس کے دل کے امن کو ضائع
کرتا ہے۔ اُس گناہ کے بدلہ میں کیا اُس کو رنج و
قلق ہوگا۔ کسی گناہ کا بدلہ لینا کچھ مشکل نہیں ہے
لیکن اُسکو معاف کرنا عزت ہے۔ فارسی کا
مقولہ ہے ع در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

سب سے اعلےٰ درجہ کی فضیلت انسان کے لئے
اپنے حواس خمسہ پر قادر ہونا ہے۔ تجھ میں ایک طاقت
اور ہے۔ تو اُس طاقت کے ذریعے سے اِس
مہم کو فتح کر سکتا ہے۔ مگر دشمن کے ساتھ نیکی کرنا
گویا اُس کو سراسر قتل کرنا ہے۔ جسقدر گناہ عظیم
ہوتا ہے اسی قدر عزت اُسکی معاف کرنے میں
زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ جسقدر انتقام قابل اِنصاف
ہوگا۔ اسی قدر اس میں عزت و رحم داخل ہوگا۔
کیا تو اپنے مقدمہ میں منصف ہونے کا حق نہیں
رکھتا خواہ طرفین سے ہو۔ بیشتر اس کے دوسرے
کو کہنے دے کہ یہ سب مشتبہ ہے۔ ہر حالت میں
انتقام سے تیرا بیچا رہنا تجھ کو نیک نام
بنادے گا ✢

فصل ہفتم

ظلم و حسد

ظُلم بے انصافی سے پیدا ہوتا ہے اور حسد بھی
اکثر اوقات اس کا معاون ہو جاتا ہے۔ دُنیا میں
ظلم و حسد تکالیف کی بنیاد ہیں۔ یہ بہانہ کے محتاج
ہیں۔ دوسروں کے امن کے خلل انداز ہونے
سے دنیا میں بُرائی پھیلاتے ہیں۔ ظلم و حسد خواہشات
حسد کی زیادتی کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں
جب کہ تو خواہشات کو اعتدال کی حالت میں رکھتا
ہے۔ تو ظلم و حسد اُس سے خود بخود گریز کرتے ہیں

ظالم بے واسطہ ظلم کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خود خطرہ میں ہوتا ہے۔ حقارت چھوڑنے سے انسانیت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اور حقارت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تو ظلم و حسد بدی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جبکہ تو ایسے شخص پر حسد کرتا ہے تو خود نفرت کے قابل ہے۔ کیا اُس کی عزت و القاب وخطاب وغیرہ تجھ کو غصہ دلاتی ہیں۔ دریافت کر کہ یہ عزت اور خطاب وغیرہ اُس نے کس طرح حاصل کیا ہے۔ پھر تیرا حسد رحم سے بدل جائیگا۔ خطاب بڑی خوشامدیں کرنے سے حاصِل ہوتا ہے۔ اگر تو بھی اسی طرح آزادی ترک کر کے پابند ہونا چاہتا ہے تو اُن کے افعال کی پیروی کر۔ جبکہ تو اُن کے افعال پسند نہیں کرتا۔ تو اُن کو حقارت کی نگاہ

سے نہ دیکھ۔ کیا تو اُن اصحاب پر رحم نہیں کریگا جو
اُس کو کمینگی سے تعبیر کرتے ہیں۔ حسد و ظلم سے
اصلی خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر تو نیکیوں کا خواہشمند
ہے تو ظلم و حسد کو اپنے دِل میں قدم نہ رکھنے دے
اس عمل سے دنیا و عاقبت تیری وفادار دوست
بنی رہیگی *

فصل ہشتم

اقبال مندی

دولت سے مغرور ہوکر بیحد متکبر نہ ہو۔ اور نہ تو اپنے
روح کو کمزور کر۔ کیونکہ تیری قسمت ہی تیرے

بر خلاف ہے۔ تیری خواہشیں دائیم و قایم نہیں ہیں
اِن پر بھروسہ نہ کر۔ اکثر انسان پر تکالیف واقع
ہوتی ہیں۔ اُس وقت انسان اپنے آپ کو مردہ
سمجھتا ہے۔ وہ معلوم کرتا ہے۔ کہ اُس کی جملہ
امیدیں اُسی میں ہیں۔ مگر جو اپنے روح کو حوصلہ
دیتا ہے۔ وہ مشکلات پر مقابلہ کرنے سے غالب
آتا ہے۔ اقبالمندی میں اپنے آپ کو تمام بُرائیوں
سے محفوظ رکھتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ تمام انسان
جو اُس کے دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ اُس سے
محبت کرتے ہیں۔ وہ بیخبر ہو جاتا ہے۔ وہ نقصان
پہنچانے والے کو نہیں دیکھتا۔ وہ اوروں کے
بھروسہ اور اعتبار پر رہتا ہے۔ انجام کار وہ خود
دھوکہ کھا کر ہر ایک شخص کو مصیبت میں نصیحت کرتا

تم شکست کھا جاتے ہو- یہ نہ سمجھو تمہاری
طاقت تمہارے پاس واپس نہیں آئیگی- یا تم کو
اُس کی ضرورت نہیں پڑے گی- مصیبت سے
ہمارے دشمن نرم دل ہو جاتے ہیں +

کامیابی اور خوشی تمہارے دوستوں کو حاسد
بنا دیتی ہے- مصیبت عمل نیک کا تخم ہے- وہ
جوانمردی اور بہادری کی دایہ ہے- وہ زیادہ
مصیبت سے خوف نہیں کھاتا- جو آرام سے
پرورش پاتا ہے- وہ زندگی بیفائدہ برباد کرتا
ہے- سچی خوبی ہر حالت میں ظاہر ہو کر رہتی ہے
انسان اُسکی بیمردگی کو دیکھتا ہے جب حادثہ سے
فائدہ اُٹھاتا ہے- قسمت کی تغیر و تبدل یکساں
حالت میں دیکھتا ہے- نیکی پر سوار ہو کر بدی کو

فتح کرتا ہے۔ کوئی چیز بھی بد اثر اُس پر نہیں کرتی آسودگی میں فخر و غرور نہیں کرتا۔ مصیبت میں مایوسی سے بھی گمراہ نہیں ہو جاتا۔ خطروں میں حوصلہ نہیں چھوڑ دیتا۔ جو صبر میں تیرے ساتھ وفادار نہیں ہے۔ اُس کو حقارت سے دیکھ۔ مصیبت میں اُمید کے بازوؤں کو نہ توڑ۔ اور آسودگی میں احتیاط و عقلمندی کو ہاتھ سے نہ دے۔ جو شخص نتیجہ کو نہیں سمجھتا۔ وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ جو گڑھے کو نہیں دیکھتا۔ وہ گڑھے میں گر جاتا ہے۔ لیکن اقبالمندی روشنی کو اندھا کر دیتی ہے وہ غم جس سے تم کو اقبالمندی حاصل ہوتی ہے بہ نسبت اُس خوشی کے جس کے سبب سے تم اُس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے بہتر ہے۔

ہماری خدمات ہماری تکالیف میں ہمیں سکھلاتی ہیں
کہ اعتدال عقلمندی کا ثمرہ ہے۔ اپنی زندگی میں
ایمانداری سے کام کرو۔ تمام دنیاوی تغیرات میں
راضی رہو۔ ایسے عمل سے جملہ حادثات سے محفوظ
رہو گے۔ ہر ایک چیز جو دنیا میں حادث ہوتی ہے
تعریف سے بھی خالی نہیں ہوتی۔ عقلمند ہر ایک
کام میں فائدہ نہیں دیکھتا۔ مگر وہ مجبور اگر تا ہے
آسودگی کو نیکی سے نامزد کرتا ہے اور اسے کہتا ہے
کہ تیرے ہی ساتھ میرا وجود ہے۔ اُس کی زندگی اُس
جہاز کی طرح ہے جو دلدل میں پھنس جاتا ہے اور
طوفان کی صورت میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے
اس لئے تم کو لازم ہے کہ اقبالمندی میں مغرور
ومتکبر نہ ہو۔ تاکہ تمہاری نیکی قائم رہے ✣

فصل نہم

عزت اور شرافت

عزت اور شرافت اصلی روح کی غذا ہیں۔ جن کے ذریعہ سے آدمی سچی عزت حاصل کرتا ہے۔ بدی سے گنہگار مشہور ہوتا ہے۔ مگر نیکی سے عزت پاکر نیکنام ہو جاتا ہے۔ خطاب اور رتبہ اصرافِ زر سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن حصول خطاب و رتبہ سے سچی عزت حاصل نہیں ہوتی۔ زر کی موجودگی سے انسان مالا مال ضرور ہو جاتا ہے۔ مگر شریف نہیں کہلا سکتا۔ البتہ نیکی کے عوض خطاب حاصل

کر سکتا ہے۔ غرضیکہ انسان کی خوبیاں اُس کے
اپنے ساتھ جاتی ہیں۔ نالائق خطاب کے حصول
میں بدنام مشہور ہوتا ہے۔ موروثی عزت بہت
عمدہ شمار کی جاتی ہے۔ عقل اُسی کو جانتی ہے
جس نے خود اُس کو حاصل کیا۔ اُسی کو اُس کی قدر
بھی ہوتی ہے۔ مگر جو خود نالائق ہے۔ وہ اپنے
بزرگوں کی بڑائی پر فخر کرتا ہے۔ وہ آدمی چور کی طرح
ہے۔ جو مندر میں جا بیٹھنے سے پناہ لیتا ہے۔ اسطرح
کیا اندھے کے واسطے بہتر ہوتا کہ اگر اُس کے والدین
دیکھ سکتے کیا گونگے کے واسطے اچھا ہوتا کہ اُس کا
دادا بول سکتا۔ کیا کمینے کو فائدہ ہوتا کہ آبا و اجداد
اُس کے اشراف ہوتے۔ مگر نیکی خالص اُسی کو بزرگ
بنا دیتی ہے۔ بغیر خطاب کے وہ اُس سے عام آدمیوں

سے بڑھا دیتی ہیں۔ جیسا کہ سایہ دینے والے کے
اختیار میں ہوتا ہے۔ سچی عزت نیکی کے ہمراہ ہوتی
ہے۔ کیا عزت جرأت سے حاصل نہیں ہو سکتی
بلکہ زندگی کے اوقات کو نیک کاموں میں صرف
کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ہر ایک انسان
سلطنت کے کاروبار سے واقف نہیں ہو سکتا
ہر ایک انسان فوجی یا جوڈیشل افسر بنایا نہیں جا سکتا
جو کام تیرے اپنے اختیار میں ہے اُس کو اچھی طرح
سے سرانجام کر۔ تیری ہی تعریف ہو گی۔ یہ خیال کبھی نہ کر
کہ مشکلات کو طے کرنے میں ضرور ہی محنت
اُٹھانی پڑتی ہے۔ کیا اس عورت کی جو پاکدامن
ہوتی ہے۔ اور اُس مرد کی جو ایماندار ہوتا ہے
تعریف و عزت نہیں ہوتی۔ شہرت کی خواہش

بہت ہے۔ عزت کی خواہش طاقتور ہے یہ خواہش
وہ طاقت بڑے بڑے مطالب کے حصول کے لئے
ہوتی ہے۔ عزت نہ کرنے سے اشراف دل کو
خوشی نہیں ہوتی۔ طامع انسان پہلے ہی سے ہر ایک
جگہ موجود ہوتا ہے۔ وہ سب سے اول بڑھتا ہے
ہے پھر کر نہیں دیکھتا۔ وہ اپنے آگے کسی کو
دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی کو دیکھتا بھی ہے
تو وہ اس کے لئے زہر قاتل ہو جاتا ہے۔ لالچ
کی بنیاد ہر ایک انسان میں کم و بیش ضرور ہوتی ہے
مگر خوف و حیا سے دبی رہتی ہے۔ وہ روح کی
پوشاک یعنی انسانی جسم کو بدنام کرتی ہے۔ اور آخیر
دم موت تک قائم رہتی ہے۔ دغا باز کے سینہ میں
لالچ کی مادہ بڑھکر ہوتی ہے۔ اُس کا مُنہ سیاہ

ہو جاتا ہے۔ اور انجام سب کو معلوم ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ سانپ کا زہر سردی کی شدت سے زائل نہیں ہوتا۔ وہ موذی ہے۔ رحم کے قابل نہیں +

وہ مرد نیک بخت ہے۔ نیکی کی عزت کرتا ہے۔ وہ اپنے لئے لوگوں کی تعریف کو پسند نہیں کرتا۔ وہ نیکی کر کے کبھی تعریف کا خواہاں نہیں ہوتا۔ جاہ و جلال سایہ کی طرح اُس کے ہمرکاب رہتا ہے۔ اُن امور کی پیروی کر جو عزت کے لائق ہوں۔ وہ کام کر جو تعریف کے قابل ہوں۔ تیرے اپنے ضمیر کی تعریف تیرے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہو گی +

فصل دہم

فیاضی

اے انسان تو اپنی حاجتوں ناداریوں کو خیال کر کے کیا کر سکتا ہے؟ دنیا میں سب سے افضل ہے۔ جس نے تجھ کو عقل دیکر ممتاز کیا ہے طاقتِ گویائی عطا فرمائی ہے۔ خوراک و پوشاک و مکان و آرام کو دیکھ اور غور کر کہ نقصانوں سے تیری حفاظت اور اولاد سے تیری خوشی اور زندگی کے لطف ہیں یہ جملہ امور تیرے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ تو بغیر ہری کے فضل و کرم کے حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ایسے

فضل وکرم کا اُسوقت اپنے آپ کو مستحق سمجھ جبکہ
تو دنیا میں باہمی خلایق میں باتحاد خوش ہو۔اسلئے
ہر وقت تجھ کو خلایق میں باتحاد رہنا فرض ہے چونکہ
اس سے تیرا فائدہ ہے۔اور وہ انسان خلائق میں
محبت کو گلاب کے پھول کی طرح خوشبو کو بڑہاتا
ہے۔اُسی طرح سے فیاض آدمی نیک کام کرتا ہے وہ
اپنی زندگی ظاہری وباطنی آرام سے بسر کرتا ہے
اور جھوٹے الزام کی بدیوں کی طرف خیال نہیں کرتا
انسان کی خطاؤں کو نیکی سے تبدیل کر کے معاف
کر دیتا ہے۔اسی سبب سے اُس کا دل نیکی کرنے
کو تیار رہتا ہے۔اور وہ اُسی تلاش میں رہا کرتا ہے
اور آدمیوں کی تکلیفوں کے دور کرنے میں اپنی بہتری
سمجھتا ہے۔اور اُن خواہشات کے فیاضی سے

ترقی دینے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ جو اُس کے حیات و ممات کی مددگار ہو جاتی ہیں +

فصل یازدہم

راستبازی

اے دل جس شخص کو سچائی کی خوبصورتی نے فتح کر لیا ہے۔ تو اُس کی سادگی کی پیروی میں اپنی تمام خوبیاں سمجھے۔ اس سے راستی کو تر و تازہ کر اور ہر وقت یاد رکھ۔ فراموش نہ کر۔ یہ تجھ کو ملامت عزت و فخر سے ممتاز کریگی۔ سچائی کی زبان ہمیشگی کے مضبوط و مستحکم رہتی ہے۔ حیلہ و فریب کے الفاظ

کے رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ وہ جھوٹ سے شرمندہ
ہو کر گھبرا جاتا ہے۔ لیکن سچ بولنے میں ثابت قدم
رہتا ہے۔ اپنے چال چلن کا ہر وقت خیال رکھتا ہے
ریاکاری کے حیلوں سے نفرت کرتا ہے۔ وہ
ثابت قدمی سے اُس کو محفوظ رکھتا ہے۔ وہ
گھبراتا نہیں۔ وہ سچ بولنے کے لئے جرأت رکھتا
ہے۔ لیکن جھوٹ بولنے سے خوف کرتا ہے کیونکہ
جھوٹھ بولنے سے عمر کم ہو جاتی ہے۔ عبادت
خیرات کا ثواب معدوم ہو جاتا ہے۔ وہ حیلہ و فریب
کمینگی سے محفوظ رہتا ہے۔ اُسکے زبانی کلام
دل کے خیالات ہیں۔ پھر بھی دور اندیشی
اور خبرداری سے اپنے مُنہ کو کھولتا ہے اُن پر
سنجیدگی سے غور کرتا ہے۔ وہ پہلے لفظوں کو

عقل کی ترازو میں تولتا ہے پھر بولتا اور وہ دوستی میں نصیحت کرتا ہے اور آزادی سے طعنہ دیتا ہے جس بات کا وعدہ کرتا ہے۔ اُسکو یقیناً پُورا کر دیتا ہے۔ لیکن مکار کا دل سینہ میں پوشیدہ ہے اور اپنے الفاظوں کو اور پیرائے میں ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ اُس کی زندگی کا کام صرف دھوکہ دہی ہے۔ وہ غم میں ہنستا ہے اور خوشی میں روتا ہے۔ اور اُس کے مُنہ کے الفاظ کی کوئی تعبیر نہیں ہے۔ وہ چھچھوندر کی طرح اندھیرے میں کام کرتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ میں تندرست ہوں اور وہ دوستی میں پھول کر ظاہر ہو جاتا ہے اور اُس کی زبان اور اُس کا دل ہمیشہ متزلزل رہتا ہے۔ وہ راست بازی کے چال چلن کے لئے محنت

کرتا ہے۔ مگر اپنے آپ کو خیالات فاسد سے بگاڑتا ہے۔ او بیوقوف! تو جو جھوٹ اور فریب کر کے اُس کے چھپانے میں تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ کیا اُس میں تجھ کو شرم نہیں آتی؟ راستی میں دھرم ہے راستی سے گریز نہ کر۔ راستی سے دھرم تیری مدد کریگا۔ راستی ہی سے تو پار اُتر جائیگا +

فصل دوازدہم

علم کی کمی

اگر کوئی چیز دلربا ہے۔ اگر کوئی چیز دل پسند ہے اگر کوئی چیز انسان کے اختیار میں لائق تعریف ہے۔

تو وہ ظلم ہے۔ کون اسکو حاصل کر سکتا ہے۔ منتظم کہتا ہے کہ میں نے حاصل کیا ہے۔ حاکم کہتا ہے کہ میری تعریف مناسب ہے۔ بدی انسان کے واسطے لازم ہے اور نہ بدی ضروری برداشت کیجا سکتی ہے ان میں سے کس قدر بدی قانون سے اور کس قدر احکام کونسل کے احکام کے اجراے سے ہوتی ہیں۔ لیکن اے حاکم غور کر کہ تیرے ہاتھ میں عنان حکومت دیگئی ہے۔ ایک بیگناہ کو سزا دینے سے تمام عالم کے درہم و برہم ہوجانے کا خطرہ ہے کیا دوزخ کا خوف ایسی صورت میں نہیں ہو سکتا ہے یاد رکھ۔ گنہگار گناہ کا خود جوابدہ ہوتا ہے۔ ہر وقت ہشیار رہ۔ دیکھ فراموش نہ کر۔ اسی نے تجھ کو پیدا کیا ہے۔ جس نے اُن کو پیدا کیا ہے۔ کیا انصاف

بغیر قصور کے نہیں ہو سکتا؟

تیرے اپنے خیال و الفاظ تجھ کو بدی کیطرف لیجا رہے ہیں۔ کیا تو اس غرض سے مجرم کے ساتھ بہ نرمی پیش آتا ہے کہ وہ جھوٹھا اقبال کر لیوے کیا تو خود اُن سے حرکت ناواجب کرانے سے مجرم نہیں ہو جائیگا۔ تیرا یہ فعل جرم سے کم نہیں ہے۔ حکم دینے کے وقت تجھ کو لازم ہے کہ اُس کے گنہگار ہونے یا نہ ہونے کی نسبت تحقیقاتِ کامل سے اپنی تسلی کر لے۔ اگر تجھ کو یہ ثابت ہو گیا کہ وہ گنہگار نہیں ہے۔ تو اس صورت میں تو اُسے بے قصور و بے گناہ تباہ کرتا ہے۔ آخر حاکم حقیقی کے سامنے تو کیا جواب دیگا؟ اعترافِ گناہ کے سوا اور کیا ہو سکیگا۔ اچھی طرح یاد رکھ کہ اگر دس ہزار

گناہ گار ہوگا۔ تیری لاعلمی اور نیک نیتی و ایمانداری سے رہائی پا جائیں تو تیرا کچھ قصور نہیں۔ ہاں اگر ایک بیگناہ کو بھی تو ناحق سزا دے گا۔ تو سخت جوابدہی میں پکڑا جائیگا۔ کیونکہ تو انصاف کے قائم رکھنے میں ناکامل نکلا تو اُس سچائی تک کیونکر پہنچ سکتا ہے دیکھ سورج کی روشنی سے اُلّو اندھا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح راستبازی کا مہر درخشاں تیری آنکھوں میں چکچوندڈال دیگا۔ اگر اُس کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو جہالت سے واقف ہو۔ وہ مروارید سے بڑھکر قیمتی ہے۔ اس واسطے اس کو تلاش کر۔ جملہ جواہرات اعلےٰ واد نےٰ اُس کے پاؤں کی خاک ہیں۔ اس لئے اس کو حاصل کر۔ اُس کے حصول کا ذریعہ محبت ہے +

تو جہ تیرے جہاز کی رہنما ہے جو تجھ کو بندرگاہ
میں پہنچائیگی۔ لیکن راستہ میں کمزوری کے سبب سے
برگشتہ نہ ہو جائیو۔ کیونکہ جب تو مستقل طور پر اُسکو
حاصل کریگا۔ تو محبت خوشی سے بدل جائیگی۔
اپنے دل میں یہ خیال نہ کر کہ سچائی سے نفرت پیدا
ہوتی ہے۔ میں اُس کی پیروی نہیں کر سکتا۔ کیا
دشمن سچائی کے سبب اُن دوستوں سے بہتر
نہیں ہو سکتا جو خوشامد اور دروغ کے وسیلے
سے دوست بنگئے ہیں۔ قدرتاً آدمی سچ جانتا ہے
جب وقت آتا ہے تو اُس کو حاصل نہیں کرتا۔ اگر
مجبور کیا جاوے تو کیا ناراض نہیں ہوگا۔ یہ سچائی کا
قصور نہیں ہے۔ لیکن اس کا باعث انسان کی اپنی
کمزوری ہے۔ اگر تو اپنی کمزوری کو دیکھنا چاہتا ہے

تو عبادت کرنے کی طرف ہر وقت خیال رکھ۔ مذہب
کی پابندی کس غرض کے لئے ہے۔ صرف اس غرض
کے لئے کہ تجھ کو بدیوں سے محفوظ رکھے اور ظاہر
کر دے کہ صرف پرماتما سے نفع ہو سکتا ہے۔ تجھے
خیال نہیں آتا کہ میں خاک ہوں۔ کیا تجھ کو اُس کی
قدرت نہیں بتاتی کہ تو راکھ ہے۔ جبکہ تو اُس کی
قسم کھاتا ہے؟ کیا تو پھر بھی کسی کو دکھ دیگا؟ دیکھ
تیرے چہرہ پر شرم نمودار ہوتی ہے بہر حال تو
اپنے فرائض منصبی کو بجالا۔ اس صورت میں تو یہ
واستغفار کی ضرورت نہیں رہیگی۔ جو اپنے گناہوں
کو توجہ سے سنتا ہے۔ وہ آئندہ بجرات اپنے گناہوں کو
روک سکتا ہے۔ جو نہیں سُنتا وہ تکلیف اُٹھاتا
ہے اگر تو صاف و پاک ہے۔ تو آزادی سے جواب

دے سکتا ہے۔ مغرور و متکبر سے جلدی ہو جاتی ہے۔ تیری کمزوری کا علم تجھے سننے کے لئے کہتا ہے۔ لیکن منصف ہونے کے لئے تجھے نہایت ہی دل کی توجہ سے سننا چاہئے۔ جو تیرے لئے دنیا و عاقبت میں کام آئے۔

تیرھویں فصل

سائنس

انسان کو بدیوں سے محفوظ رکھنے والا شغل اپنے خالق کی مخلوقاتِ موجودہ کا مطالعہ ہے اور ایسے شغل سے انسان کو سرور حاصل ہوتا ہے

دنیا کی ہر ایک چیز خدا کی ہستی کا ثبوت دیتی ہے
اور ہر ایک شے جو خدا کی ہستی کو ثابت کرتی ہے
وہ خدا کی پرستش کا سبب ہوتی ہے۔ اُس کا دل ہر وقت
آسمان کی طرف لگا رہتا ہے۔ اُس کی تمام زندگی
عبادت ہی عبادت ہے۔ جب وہ اپنی آنکھیں
بادلوں کی طرف اُٹھاتا ہے۔ تو عجائبات قدرت
دکھائی دیتے ہیں۔ جب سطح زمین پر نظر ڈالتا ہے
تو ہر ایک جاندار چرند و پرند کیڑے مکوڑے وغیرہ
آزار دینے والے نظر آتے ہیں۔ کیا تجھکو قادر مطلق
نے کسی سے کم بنایا ہے۔ جبکہ سیارے اپنے طور
سے گشت کرتے ہیں۔ کم نہیں ہیں؟ کیا دُم دار
ستارہ تیز رفتار نہیں ہے؟ غور کر۔ یہ کس کی مخلوق
ہے؟ سوائے خالق ان کو کون بنا سکتا ہے؟ سوائے

غیر محدود دانشمندی کے۔ ان کو رفتار وغیرہ میں کون طاقت دے سکتا ہے؟ دیکھ اُن کا جلال و حرکت کسقدر ہے۔ لیکن ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں۔ زمین کی طرف دیکھ اور اُس کی پیدایش کی طرف بھی نظر کر۔ گھاس کو کون پیدا کرتا ہے؟ اُسکی ٹھیک موسم پر کون آبپاشی کرتا ہے؟ مویشی اُس کو کھاتے ہیں۔ گھوڑے وغیرہ اُس پر گذارہ کرتے ہیں۔ وہ کون ہے جو چارپایہ وغیرہ کے لئے ایسی چیز مہیا کرتا ہے؟ جو اجناس بوئی جاتی ہیں کون اُن کو بڑھاتا ہے؟ کون تیرے واسطے میوے وقت پر پکا دیتا ہے؟ اگرچہ ظاہرہ تو اُس کا سبب نہیں جانتا۔ حیوان نہیں جانتے کیونکہ وہ تمیز سے بے بہرہ ہوتے ہیں؎

خدا کی شکتی۔ ویا۔ اُس کی اپنی بناوٹ میں
برکا شکل ہے۔ وہ انصاف وعدل سے چمکتی
ہے۔ تمام جاندار اپنے اپنے طریقوں میں خوش ہیں
ایک دوسرے کو دیکھ کر نہیں چلتے (شبد ودیا)
اس کے مقابلہ میں کیا ہے۔ قدرت کے جاننے کے
سوا جب تو نے محل بنایا۔ اُس کے استعمال کو معلوم
کر۔ کیونکہ یاد رکھ زمین سے کوئی چیز ایسی پیدا نہیں
ہوتی۔ جو تیرے لئے مفید نہ ہو +
کیا خوراک یا پوشاک ددواء زمین سے پیدا نہیں
ہوتی؟ ہر ایک علم کی کمی بیشی کے فوائد تشخیص کرنے
عقلمندوں کا کام ہے۔ زندہ رہنا اور مرنا۔ حکم کرنا۔
اور حکم کرانا۔ تکلیف دینا اور تکلیف اُٹھانا۔ کیا عام
نہیں ہے؟ جس کی نسبت تم نے زیادہ خیال کیا ہے

وہ علم اخلاق ہے جو تجھے سب کچھ سکھا دیگا زندگی
کے لئے کفایت شعاری انسان کے سامنے موجود
ہے۔ دیکھ وہ تیرے دل پر نقش کی گئی ہے یہی
کافی ہے۔ البتہ اسواسطے تجھکو صبر سیکھنا چاہیئے
مصیبت کو اپنے اوپر برداشت کرنا مشکل ہے لیکن
اقبالمندی میں اعتدال پر رہنا دانائی ہے۔ اور
مصیبت و تکلیف انسان کے لئے آزمائش ہے
جس سے اس کی ثابت قدمی پہچانی جاتی ہے۔
اگرچہ تو مصیبت میں مستقل رہا ہے۔ اور تکلیف میں
مغلوب نہیں ہوا۔ لیکن جب اس سے تجھ کو یاد
دلائی جائے متوجہ ہو اور سمجھ لے۔ اور علوم اس کے
مقابلے میں ہیچ ہیں۔ انہیں پر عمل کرنے سے انسان
ہری میں محو ہو سکتا ہے ✢

مخزن الاخلاق

حصہ ہفتم

فرائض مذہبی خیرات بتقدیر و تدبیر

فصل اوّل

مذہب

مذہب کے معنے راستہ کے ہیں۔ یعنی وہ راستہ
جو انسان کو خدا کی طرف لیجائے۔ دنیا میں مختلف

مذاہب مختلف خیالات پر مبنی ہیں۔ مگر ماخذ جملہ
مذاہب کا ایک ہی ہے۔ کوئی مذہب والا
اپنے مذہب کو خدا کے سوا کسی اور طرف لیجانے
والا نہیں بتاتا۔ ایک ہی دایرہ ہے۔ جس کے
حدود کے باہر جانے کا کسی کا بھی ارادہ نہیں اس
سبب سے ثابت ہوا کہ مذہب اعتقاد سے مستحکم ہوتا
ہے۔ خود غرضوں کے متغیر خیالات اعتقاد کو خراب
کر دیتے ہیں۔ عقل پر مذہب کا مدار نہیں ہے کیونکہ
انسان کی عقل ناقص ہے۔ خود غرض انسان یا نادان اپنی
ناقص عقل سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اسی سبب
سے نئی روشنی والے پرماتما کی ہستی سے انکار
کرتے ہیں۔ وہ مذہبی مسائل کو بچشم عقل و اعتقاد
اعتدال سے وزن نہیں کرتے۔ آزادانہ خیال۔

دریدہ دہنی سے جو کچھ مُنہ میں آیا کہدیا۔ غور کر۔
کہ پرماتما کا آغاز و انجام نہیں ہے۔ سورج میں
جو حرارت اور روشنی دہندہ شے ہے۔ ان میں
پرماتما کی اُنش کا ظہور ہے۔ اور اُس سے دنیا میں
روشنی ہوتی ہے۔ وہ جملہ اشیائے دنیاوی کو
پکاتی ہے۔ ہری کی ہستی کے ثبوت کے لئے
یہی موجودات کافی ہے جو موجودات دنیا میں تجھکو
دکھائی دیتی ہے اس کو دیکھ کر یہ خیال نہ کر کہ بیج
سے بیج چلا آتا ہے۔ تو سورج کی پرستش نہیں کرتا
بلکہ اُس مقدس خدا کی پرستش کرتا ہے۔ جو کل عالم
کی بہبودی اور روشنی کے لئے اُس میں موجود ہے
یہ دنیا یا مایا۔ پرماتما کے سنجوگ سے بنائی گئی ہے
اے دل اُس کی معاشرت کے لئے بھی عزت کر۔

کیونکہ جملہ امور دنیاوی اُسی کے اختیار میں ہیں
مگر جو تیری اپنی حالت اعلےٰ ادنےٰ واوسط درجے
کی ہوتی ہے۔ یہ تیرے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے
اس راز کے سمجھنے کے لئے تیری عقل ادنےٰ سے
بھی ادنےٰ درجہ رکھتی ہے۔ اگرچہ وہ فیاض ہے
چاہے تو فیاضی سے تجھ کو مالا مال کر سکتا ہے مگر
اُس کا قانون قدرت ایسا وضع ہُوا ہے کہ اُس کی
کارروائی تمہارے اعمال نیک و بد پر منحصر کر دی
گئی ہے۔ وہ عادل ہے اسی سبب سے اُسنے
اپنے قانون کے لحاظ سے رحم و محبت کو پیدا
کیا ہے۔ مگر ایذا رسانی اور عداوت کو بھی اُسی نے
پیدا کر دیا ہے۔ اُس کی نیکی کا ظہور جملہ امور
دُنیاوی میں پایا جاتا ہے۔ اور بدی بھی اس کے

حکم سے دُنیا میں موجود ہے۔ وہ بزرگی کا چشمہ اور
کاملیت کا مرکز ہے۔ جُملہ مخلوقات اُسکی گیت گا
رہی ہے۔ اے دل انسانوں میں جو انسان حیثیت
یا رتبہ میں اپنے اعمال کے سبب سے بزرگ ترین ہیں
وہ رحم و محبت و نیکی کے مشتاق ہیں۔ اور جو
اُس کے خلاف اپنے اعمال کے سبب سے مقید
کئے گئے ہیں۔ وہ ایذار سانی اور عداوت و بدی
کی طرف ہمہ وقت راغب رہتے ہیں۔ تم دُنیا و
آسمان کی طرف غور سے دیکھو۔ دُنیا و آسمان پر تم کو
اُس کا کیسا جلال دکھائی دیتا ہے! زمین پر پہاڑ
کھڑے اُس کی تعریف کے گیت گا رہی ہیں۔ دریا
اور جنگل اُسکی تعریف میں ہر وقت مصروف ہیں۔
اے دل! تو شکر بجا لا کہ تجھکو اپنے اعمال کے

سبب یہ پنج عنصری قالب دیا گیا۔ یہ اُس کے اپنے
وجود کی تقلید ہے۔ اسی سبب سے تیرے رتبہ کو
جملہ مخلوقات کے مرتبہ سے بڑھایا گیا ہے۔ تجھکو
اپنے اعمال حسنہ کے سبب سے عقل۔ دانش
علم دیا گیا ہے تو اُن فرائض کو بجالا جو تیرے
لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ جس کی پیروی میں
تیرے لئے خوشی ہے۔ اپنی زبان و دل سے
اُس کی حمد و شکر بجالا۔ جملہ ادنے و اعلے غریب
و دولت مند۔ دانا و جاہل اُس کے قدرتی قوانین
کے پابند ہیں۔ ہر ایک کے معاملے میں پُورا پُورا
انصاف ہو گا۔ ذرا کمی بیشی نہ ہو گی۔ اس لئے تجھ کو
لازم ہے کہ کرم۔ بھگتی۔ گیان کو درجہ بدرجہ حاصل
کر کے محوِ حق ہو جا +

فصل دوم

خیرات یادان

خیرات یادان بلحاظ امور ذیل چار قسم کا ہے ۔

(۱) دھرم ۔ (۲) خوف ۔ (۳) خواہش ۔ (۴) رحم ۔

(۱) اس لوک یادنیا میں نیکنامی اور پرلوک یا عاقبت یا سکھ جس سے کوئی اور افضل نہیں ہے ۔ یہ دھرم سے ہونے والا دان دوسرے کے منہ میں عیب لگانے والے آدمی کی طرف سے برہمنوں کو دنیا واجب ہے +

(۲) وہ ہم کو دیتا ہے ۔ خواہ دیگا ۔ اس خیال سے جو دیا وہ ارتھ یا خواہش سے ہے ۔ پس ایسا دنیا محتاجوں کے لئے ہے ۔ جو محتاجوں و سائلوں کو دنیا واجب ہے

(۳) میں اس کا نہیں ہوں اور یہ میرا نہیں ہے شاید ستکار کیا ہؤا پاپ نہ کرے۔ پنڈت یا باعلم انسان اس خوف سے نادان کو بھی دیویں +

(۴) سُستی یا غفلت سے علیحدہ بدُہی مان یا عقلمند یہ سچار کر کہ میرا پیارا یا عزیز ہے۔ اور میں اس کا پیارا یا عزیز ہوں۔ دوست کے واسطے دان یا خیرات دیوے جسکے دینے سے دُکھ یا تکلیف نہ ہو +

(۵) مفلس درخواست کے قابل سوال کرتا ہے۔ یہ سمجھ کر جملہ حالتوں میں مفلس کو دے۔ یہ دان رحم سے کیا جاتا ہے۔ ایسے دان ثواب و نیک نامی بڑھانے والے ہیں۔ حیثیت کے مطابق دینا چاہیئے۔ وہ آدمی بڑا خوش نصیب ہے۔ جس نے اپنے سینے میں فیاضی

کے بیج بوئے ہیں۔ اُس کا ثمر ثواب و نیک نامی حاصل ہوگا۔ اور اُس کے دل کے چشمے سے مخلوق کے فائدے کے لئے نالے ندیاں جاری ہو جائینگی اور جو محتاجوں کو اُن کی تکالیف میں مدد دیتا ہے۔ وہ تمام لوگوں کی اقبالمندی میں خوش ہوتا ہے وہ اپنے ہمسایہ پر الزام نہیں لگاتا۔ حسد و کینہ کی باتوں پر یقین نہیں کرتا۔ اور نہ اُن کی تہمتوں کو دُھراتا ہے وہ انسان کی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ اُن کی خطائیں دل سے فراموش کر دیتا ہے۔ بدلے اور لینے کے عوض میں وہ بدی نہیں کرتا اپنے دشمنوں سے نفرت نہیں کرتا بلکہ دوستوں کو نصیحت سے اُنکی بے انصافی کا عوض دیتا ہے۔ آدمیوں کے غم اور تفکرات اُس کے رحم کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ اُنکے

عیبوں کے بوجھ کے کم کرنے میں کوشش کرتا ہے
اور کامیابی کی خوشی اُس کی محبت کا عوض ہوتی
ہے۔ وہ رنجیدہ دلوں کو خوش کر دیتا ہے۔ اور
غضب ناک آدمیوں کے تنازعات دور کر دیتا ہے
وہ اپنے ہمسایہ کے امن کو صفائی باطن سے ترقی
دیتا ہے۔ اُس کا نام تعریف اور برکت سے
لیا جاتا ہے +

(۱) دان یا خیرات دینے والا اس لوک میں دولت
و نیک نامی و پرلوک میں سُکھ حاصل کرتا ہے +

(۲) جملہ خیرات میں سے اَن یا غلّے کا دان افضل ہے +

(۳) اگر تجھ میں دان کی طاقت نہیں ہے۔ تو شیریں
کلامی ہی سے سب سے ساتھ پیش آیا کر +

فصل سیوم

دانائی و نادانی

اے دل تجھے تیرے اُن اعمال کے سبب دانا یا ناداں بنایا گیا ہے جو گذشتہ جنموں میں تو نے کئے تھے۔ اُنہیں اچھے بُرے اعمالوں کا یہ نتیجہ ہے کہ تجھ کو اس پانچ عنصروں کے قالب میں مقید کیا گیا ہے +

(۱) ہر روز وید کا ابھیاس۔ پو تپ نا۔ جیو دن پر دیا اِن جملہ امور کے عمل سے تجھ کو گذشتہ جنموں کی ذات و صفات۔ نیکی و بدی یاد آئیگی +

(۱) وید شاستر کے موافق جو اچھے لوگوں کا اچار یا پاکیزگی ہے۔ وہ عین دھرم ہے۔ کاہلی چھوڑ کر

اس پر عمل کر۔ عمر۔ دانائی۔ سبھ اچھی اولاد۔ لازوال دولت یہ سب پاکیزگی کے عمل سے ملتی ہے۔ جو اعمال کہ بُرے نتیجے پیدا کرنے والے تیرے جسم میں ہوں اُنکو پاکیزگی دور کر دیتی ہے۔ اُس کے برخلاف ناپاکی انسان کو دنیا میں بدنام کر کے بیوقوفی کا خطاب دلوا دیتی ہے۔ اور ہمیشہ مصیبت میں مُبتلا رکھکر تھوڑے دن میں دنیا سے رخصت کر دیتی ہے +

(۱) جس کرم کے کرنے سے اپنے دِل کو کافی اطمینان ہو اُس کو کر۔ اگر اس کے برعکس ہو تو اُس سے گریز کرنا نہایت مفید ہوگا +

(۱) ناستک پن۔ وید اور دیوتا کی بُرائی کرنا۔ دشمنی پاکنڈ۔ غرور۔ غصہ۔ تندمزاجی کرنے سے تو دنیا میں بدنام ہوگا۔ اور بیوقوف کہلائیگا +

(۱) جو ادہرمی یا ناپاک دولت والا یا جیؤن کے ہنا یعنی جانداروں کو مارنے والا دُنیا میں سُکھ نہیں پاتا

(۲) دھرم میں تکلیف پاکر ادھرم اختیار نہ کر۔ سچی دانائی بیوقوفی کے سارے عقدے کھولدیتی ہے دانائی رہنما ہے۔ دانا آدمی اکثر شک میں پڑ کر ارادہ بدلتا رہتا ہے۔ بیوقوف ضدی کچھ نہیں کرتا۔ وہ اپنی بیوقوفی کے سواء اور کوئی بات نہیں جانتا۔ دولتمندی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا قابل فخر بات نہیں ہے زیادہ بولنا بیوقوفی کا نشان ہے۔ لیکن عقلمندوں کو مناسب ہے کہ بیوقوفوں کی گستاخانہ کلام کی برداشت کریں۔ ان کی بیہودگیوں کو صبر و تحمل سے برداشت کریں اور ان کی کمزوریوں پر رحم کریں۔ اپنی عقل ناقص پر نازاں نہ ہوں۔ اپنی اعلےٰ سمجھ پر فخر نہ کریں۔ اور

اپنے دل میں سمجھیں کہ بیوقوف نہ بنیں۔ انسان کے
دل میں روشنی سب سے زیادہ علم سے حاصل
ہوتی ہے۔ اور جہل سے دل پر تاریکی آجاتی ہے
دانا آدمی اپنے آپ کو نامکمل جانتا ہے۔ اور ہمیشہ
عجز ظاہر کرتا رہتا ہے۔ لیکن بیوقوف اپنے دل
کی پایاب نہر کو دیکھتا ہے۔ اور اُن سنگریزوں کو
جو طلے میں ہوتے ہیں۔ دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور
اُس میں مروارید سمجھکر دیکھتا ہے۔ اُنکی تعریف پر
نازاں ہوکر خوش ہوجاتا ہے۔ مگر جاہل ہونا
شرمناک بات ہے۔ تو اُس جہالت سے بھی شرمندہ
نہیں ہوتا۔ دانائی کے راستے میں بھی بیوقوفی کے
پیچھے چلتا ہے۔ اِسی سبب سے اُسکی محنت کا
عوض دائمی شرم و مایوسی ہوتی ہے لیکن دانا آدمی

اپنے دل کو علم کے خزانے سے معمور کرتا ہے۔ ترقی کرنا اُس کی خوشی ہے۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں وہ اپنی زندگی کا اُپدیش یا ہدایت سمجھتا ہے پھر بھی نیکی کرنا وہ سب سے زیادہ علم اور ودیا خیال کرتا ہے۔ اور خوشی کا علم سائنس اُس کی زندگی کا مطالعہ ہے +

فصل چہارم

مفلس و غنی

اے دل وہ آدمی جسکو خالق نے دولت عطا فرمائی ہے۔ اور پھر اُس کو اچھی طرح پر استعمال کرنیکا طریقہ بھی سکھایا ہے۔ بالخصوص سب سے ممتاز

اور ذی عزت ہے۔ وہ اپنی دولت کو خوشی سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ یہ دولت اُس کو نیکی کرنے کی توفیق دیتی ہے۔ وہ غریبوں کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ طاقتوروں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ کمزوروں پر ظلم کریں۔ وہ ان لوگوں کی تلاش میں رہتا ہے جو رحم کے مستحق ہیں۔ وہ اُن کی ضرورتوں کو معلوم کرتا ہے۔ بغیر کسی غرض کے اُن کی ضرورتوں میں رحم کرکے مدد دیتا ہے۔ اور فیاضانہ خیال سے ہر ایک مفید کام کو ترقی دیتا ہے۔ بڑے بڑے کام کے کرنے کے سبب سے اُس کا وطن سرسبز رہتا ہے وہاں کے کاریگر ہمیشہ صنعت و حرفت کے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ایجاد و اختراع۔ ترقی فنون غریبہ و ہنرہائے عجیبہ کا باعث ہوتے ہیں۔ وہ

دسترخوان غریبوں اور محتاجوں کے لئے کشادہ دلی بچھا رکھتے ہیں۔ اُن کی دل کی فیاضی دولت کے سبب اور بھی چمک جاتی ہے۔ اس لئے وہ دولت سے خوش ہوتے ہیں۔ پس کیا اُن کی یہ خوشی قابل تعریف نہیں۔ لیکن اُس شخص کی دولت بے اندازہ پر افسوس کرنا چاہئے۔ جس سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ عزیزوں کو احسان کی چکی میں پیستا ہے۔ اور اُن کی عرق ریزی و جانفشانی کا کچھ خیال نہیں کرتا۔ وہ کسی تیاحت کو محسوس کئے بغیر ہی ظلم کرنے میں خوش رہتا ہے۔ اپنے بھائیوں کی بربادی کا اُسے کچھ خیال نہیں ہوتا۔ یتیم کے آنسو اس کے سامنے دود کی دھاریں ہیں۔ بیوہ کی آہ وزاری اس کے کان میں گیت کے راگ کا کام دیتی ہے۔

اس کا دل دولت کی محبت سے سخت ہو جاتا ہے اور نہ کوئی غم اُسپر اثر کرتا ہے اور نہ کوئی مصیبت لیکن بے انصافی کی لعنت کا طوق اُسکی گردن میں پڑ جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے اُسکے دل کی فکرمندی اور اُس کے اپنی ظالمانہ خواہش اُن مصیبتوں کے عوض میں جو اُس نے اوروں پر ڈالی ہیں۔ اُس سے انتقام لیتی ہیں۔ افسوس! مفلسی کی تکالیف ایسے شخص کی دلخراشی کے مقابلہ میں کسقدر خفیف ہیں مفلس کو چاہئے کہ اطمینان سے رہے۔ بلکہ خوشی کرے۔ کیونکہ اس کو بہت سا حصہ عقل کا ملا ہوا ہے۔ وہ اپنے لقمہ کو چین سے کھاتا ہے۔ اُس کے دستر خوان پر خوشامدی ٹٹوؤں کا ہجوم نہیں ہوتا۔ نہ اُس کو

اپنے ماتحتوں سے خوف ہوتا ہے۔ اور نہ کبھی
خوشامدیوں کی التجائیں اس کے آرام میں خلل انداز
ہوتی ہیں۔ اس واسطے وہ مہلک مرضوں میں مُبتلا
نہیں ہوتا۔ کیا جو وہ خورلک کھاتا ہے۔ اُس کو
اچھی طرح ذایقہ نہیں دیتی۔ پانی جو وہ پیتا ہے۔
کیا اُس کی پیاس کے رفع کرنے میں لذیذ معلوم
نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کے کھانے کے اشیائے
بادشاہان کی نعمتوں اور چاشنی گوناگون سے از حد
لذیذ ہوتے ہیں۔ اُس کی محنت اس کی صحت کو
قائم رکھتی ہے۔ اور اس کو چین بخشتی ہے ہم لایف
نہیں دیتی۔ ایسا چین اُس کا غفلت و سستی کے
ناملائم بسترہ پر پایا نہیں جاتا۔ احسان مندی کا
آرام اُس کے دل کے لئے شان و شوکت و

دولت کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ دولت مند
کو چاہیئے کہ اپنی دولت پر مغرور نہ ہو جائے غریب
اپنی مفلسی کے سبب مایوس نہ ہووے۔ کیونکہ اپنے
اپنے اعمال کا نتیجہ ہے +

فصل پنجم

انسانی بناوٹ

اے دل چونکہ تو کمزور و نادان ہے۔ تجھے
چاہیئے کہ اپنے آپ کو عاجز بنائے رکھے +

اے پانچ عنصروں سے پیدا ہونے والے
کیا تو اپنے خیالات کو غیر محدود دانائی تک بڑھا سکتا
ہے؟ کیا تو ان ہی آنکھوں سے شکتی مان ہری کو

دیکھ سکیگا۔ تو اپنی بناوٹ کی طرف خیال کر کہ کس
عجیب طرح سے بنایا گیا ہے۔ اِس واسطے تو اپنے
خالق کی شان و عظمت کے ساتھ تعریف کر۔ تجھکو جملہ
مخلوقات پر فضیلت کا رتبہ دیا گیا کہ تو اُس کے تمام
کاموں کو دیکھ بھال کر اُس کی تعریف کرے۔ تجھ
میں تمیز کیوں رکھی گئی ہے؟ اور یہ کہاں سے آئی
ہے؟ تیرے پوست کو طاقت نہیں ہے کہ سوچ
سکے۔ تیری ہڈیوں کو طاقت نہیں کہ خیال کر سکے
شیر نہیں جانتا کہ اُسے چیونٹیاں کھائینگی۔ بکری کو
معلوم نہیں کہ وہ ذبح کیجائیگی۔ تجھ میں کوئی نہ کوئی
ایسی چیز موجود ہے جو حواسوں سے اعلےٰ درجے
کی ہے۔ تجھ کو اُس کی تلاش کرنی چاہئے کہ وہ کیا
ہے جبکہ وہ پرواز کرتی ہے۔ تو جسم بے حس و

حرکت پڑا رہتا ہے۔ وہ جسم کا کوئی حِصّہ نہیں ہے وہ مادی نہیں ہے انادی یعنی ازلی و ابدی ہے اس لئے وہ ہمیشہ ہے۔ وہ گیان کی صورت میں جو چاہے سو کر سکتی ہے۔ وہ اپنے اعمال نیک و بد کی جوابدہ ہے۔ بےفکر ہو کر آتما میں سب کو دیکھ بدی میں دل کو نہ لگا جو آدمی اس طور سے سب جانداروں میں آتما کو دیکھتا ہے۔ وہ ہر جگہ ہر ایک کو مساوی جانکر خود شناسی حاصِل کرتا ہے +

فصل ششم

شکرگذاری

اے انسان تجھ کو شکرگذاری کا سبق درختوں

اور ندی نالوں سے سیکھنا چاہیئے۔ دیکھ درخت کی بیج کا رس شاخوں میں پہنچتا ہے۔ اور اُس کے سبب سے شاخیں پھلتی پھولتی ہیں۔ بیج کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ سو بیج پانی کو کھینچتا ہے۔ اور پھر اوقات مقررہ پر اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور وہ نالے ندیوں کے ذریعہ سمندر میں جا گرتا ہے۔ پس اسی طرح شکر گذار آدمی کا دل اُس سے نفع پاکر جو کچھ اُس نے حاصل کیا ہے۔ اُس میں خوش ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے احسانوں کو خوشی سے اقرار کرتا۔ محبّت اور تعظیم سے اپنے محسنوں کو دیکھتا ہے۔ اگرچہ اُس کا عوض دینا اُس کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ تاہم سینہ میں اُن کی یاد کو محبّت کے ساتھ تازہ رکھتا ہے وہ تمام عمر فراموش نہیں کرتا۔ سخی کا ہاتھ رحمت باران

سے کم نہیں ہوتا۔ جو پھلوں اور پھولوں کی سرسبزی کا سبب ہے۔ متکبر آدمی کا دل ریتلے میدان کی طرح ہے۔ جو طمع کے مارے بارش باراں کو جذب کرجاتا ہے۔ مگر اُس میں سے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ اگرچہ فیاضی قابل تعریف عمل ہے مگر پھر بھی شکر گذاری انکساری سے دل کو مس کرتی ہے۔ اور پرماتما اُن انسانوں کی نظروں میں عزیز ہے۔ لیکن متکبر کے ہاتھ سے مہربانی کو حاصل نہ کر۔ خود غرض اور حاسد کے واسطے احسان کرنا معیوب ہے غرور کا فخر تجھ کو شرم میں ڈالیگا۔ اور حاسد لالچ سے کبھی سیر نہیں ہوگا +

فصل ہفتم

ناپائداری

اے اِنسان تجھ میں ناپائداری کا وجود پیدائش سے ہے۔ اپنے اعمال سے خبردار رہ۔ تاکہ تجھے کامیابی نصیب ہو۔ امن کے اصول پر قائم رہ تاکہ تیرا نفسِ امّارہ تجھ پر زیادہ غلبہ نہ پائے۔ پھر تیری ناپائداری کا نتیجہ نیکی ہو گی۔ اور مصیبت تجھ سے بھاگے گی۔ کسی شخص پر بُرے کام کا الزام نہ لگا۔ جب تک تو اُس کو دیکھ نہ لے۔ اور جب دیکھ لے تو فراموش نہ کر۔ جو دشمن ہو چکا ہے۔ پھر وہ دوست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ

انسان اپنی تصویروں کو ترمیم نہیں کرتا۔ اُس کے اعمال کس طرح نیک ہو سکتے ہیں۔ جس کی زندگی کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جو چیز عقل کے خلاف ہے وہ نادرست ہے۔ ناپائدار کے دل میں امن نہیں ہوتا۔ اور جس کے ساتھ اُس کا تعلق ہے اُسکی زندگی بھی اطمینان سے نہیں گذریگی۔ جن کے مزاج میں پائداری یا استقلال نہیں۔ وہ بے اعتدالی کے سبب رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ ایک وقت تو تجھے محبت سے اور دوسرے وقت نخوت سے پیش آتے ہیں۔ آج وہ ظالم ہیں۔ کل عاجز۔ آج وہ فضول خرچ ہیں۔ کل کھانے تک کو گھر میں نہیں ایسے شخصوں کی نسبت کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ خوش ہیں اُنکا دوسرا دم آہ بھرنے میں گذرتا ہے کہ ایسے

آدمی کی زندگی خواب سے بدتر نہیں ہے۔ ناپایدار
شخص کی خوشی ریتیلے مکان کی طرح ہے جو ہوا کے
چلنے سے گر جاتا ہے۔ لیکن وہ شخص کون ہے۔ جس کی
پیشانی پر استقلال چاند چڑھا ہوا ہے۔ اُس رفتار میں
روشنائی ہے۔ جسکے دل میں امن ہے۔ اگرچہ اُسکو
بعض رکاوٹیں بھی ہیں۔ مگر اُس کو کچھ خیال نہیں ہے
اگرچہ زمین و آسمان اُس کے راستے کو روکتے ہیں مگر
موت کو اُس نے اپنے ہاتھ میں دبا رکھا ہے۔ طوفان
میں رہکر اُس سے محفوظ رہتا ہے۔ بجلی اُس کے سر پہ
فائدہ گرج کر اپنا جاہ و جلال دکھاتی ہے۔ اُسکا نام
مستحکم طور قائم ہے۔ وہ دنیا کے دور دراز حصے سے
آتا ہے۔ اُسے ہر وقت خوشی ہوتی ہے۔ اے
انسان تو اپنے دل کو قابو میں رکھ۔ پھر سب تیری

تعریف کرینگے ✤

فصل ہشتم

کمزوری

اے انسان جیسا کہ تو ناپائدار ہے۔ ویسا ہی
کمزور بھی ہے۔ اے ناقابلیت کے پتلے! تجھ
سوائے کمزوری کے کیا ہو سکتا ہے۔ کیا ناپائداری
کمزوری کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہے کیا غرور
بجز استقلال کے ہو سکتا ہے۔ ایک خطرہ سے
اپنے آپ کو بچا دو سرے سے تو خود بخود ز
جائیگا۔ کس چیز میں تو کمزور ہے؟ جس میں ت
بہت مضبوط معلوم ہوتا ہے۔ جن کی نسبت تو

بہت فخر کرتا ہے۔ کیا تیری خواہشیں چند روزہ نہیں
ہیں؟ جو چیز تیرے سامنے ہے۔ اُس کا مزہ کیوں
جاتا رہتا ہے؟ کیوں آئندہ کی چیز تجھ کو عمدہ معلوم
ہوتی ہے؟ کیونکہ تو اُس کے فائدہ سے تنگ آگیا ہے
اُس کی بُرائی کو نہیں جانتا۔ تجھ کو چاہیئے کہ خوش رہے
کیا تو اُس وقت خوش ہوگا۔ جبکہ تیرا خالق وہ جملہ سامان
تیرے لئے مہیا کر دے جس کو تیرا دل چاہتا ہے؟
افسوس تیری کمزوری اُس سے تجھ کو منع کرتی ہے
تیری کمزوری اُس کے برخلاف گواہی دیتی ہے بے ثبات
چیز تجھے خوشی دیتی ہے۔ جس چیز کو مداومت ہے۔
اُس سے تو خوش نہیں ہوتا۔ جب وہ چلی جاتی ہے
تو اُس کے جانے پر افسوس کرتا ہے جس وقت تک
وہ تیرے پاس تھی تو اُس کو نفرت سے دیکھتا تھا

جو کچھ اُس کے بعد تجھے ملتا ہے۔ اُس سے بھی تو
خوش نہیں ہوتا۔ کتنی ہی دفعہ تو اُسکے پسند کرنے
میں جھگڑا کرتا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے
جس میں تیری کمزوری تیری خواہش سے زیادہ
معلوم نہیں ہوتی ؟ عمدہ چیزیں بعض اوقات
بُری معلوم ہوتی ہیں۔ تمہاری خوشیوں سے
مصیبت و غم پیدا ہوتا ہے۔ اپنی خوشیوں میں
اعتدال پر رہو تو وہ تیرے قبضہ میں رہیں گی۔
تیری خوشیوں کی بنیاد دلیل پر ہونی چاہیئے۔ تو
انجام تک غم داخل نہ ہوگا۔ اپنی تعریف میں عزت
کو شامل کر۔ محبت کے ساتھ دوستی کو ملا۔ اس طرح
سے تجھ کو انجام میں معلوم ہوگا۔ ظاہر خوشی
رضامندی میں اچھی ہے ✣

ہری نے ہر ایک چیز کے ساتھ بدی بھی پیدا کی ہے۔ تجھے بدیوں کے دور کرنے کے واسطے وسائل بھی عنایت کئے ہیں۔ چونکہ خوشی بغیر غم کے نہیں ہے اسی طرح غم بغیر خوشی کے نہیں ہے اگرچہ خوشی و غم مختلف ہیں۔ مگر آپس میں ملے ہوئے ہیں غم بھی کئی دفعہ خوشی دکھاتا رہتا ہے اور حد سے زیادہ خوشی غم دکھا دیتی ہے۔ بیوقوف کے ساتھ عمدہ چیزیں تباہ ہو سکتی ہیں۔ خراب و بدتر چیزوں میں سے عقلمند آدمی عمدہ چیزیں معلوم کر سکتا ہے۔ کمزوری اسی طرح تیری سرشت میں ملی ہوئی ہے تجھے نیک یا بد کام کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ خوش ہو کہ تو بدی میں بڑھ نہیں سکتا۔ تجھے خوشی مختلف موقعوں پر دی گئی ہے۔ ناممکن چیزوں کی تلاش اگر

نہ اس بات سے افسوس کر۔ تو اُن کو حاصل نہیں کرسکتا۔

فصل نہم

مصیبت

اے دل تو کمزور و لاغر ہے۔ کیا کمزوری سے خوشی میں تیری مختلف رائیں نہیں ہو جاتیں؟ وہ امر کونسا ہے جس میں تجھ کو مستقل رہنا چاہیئے وہ مصیبت ہے اور یہ تیرے وجود کی ایک خصلت ہے جو تیرے وجود کے لئے قدرت کا ایک خاصہ ہے۔ جو تیرے ہی دل میں رہتا ہے۔ دیکھ یہ کہاں سے پیدا ہوتی ہے؟ تیری بدیوں کے تخموں سے۔ اس سے محفوظ رہنے کے طریقے بھی تبلادیئے

گئے ہیں۔ حتےالوسع کوشش کر پھر تو اُس کو اپنے پاؤں
کے نیچے دیکھیگا۔ غور کر کیا تیرا دنیا میں پیدا ہونا
شرمساری نہیں ہے؟ تیری بربادی خوشنما نہیں
ہے! جو شخص کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ وہ
اپنے چہرہ کو چھپاتا ہے۔ جو شخص ہزاروں کو قتل کر
ڈالتا ہے اُس کی عزت ہوتی ہے۔ پس ذرا غور کر۔
باوجودیکہ اس میں غلطی ہے رسم سچی شکتی۔ اصلی
طاقت کو بدل نہیں سکتی اور نہ انسان کی رائے کو
زائل کر سکتی ہے۔ حیا۔ بیحیائی اپنے اپنے موقعے
پر ہے۔ انسان کا پیدا ہونے کا ایک طریقہ ہے لیکن
اُس کے مار ڈالنے کے ہزاروں طریقے ہیں۔ کوئی
ایسی طاقت نہیں جو ایک آدمی کو پیدا کر سکے لیکن
چونکہ بدلہ لینا اوقات مختلف میں ریاستوں میں فتوحات کا

سبب ہوتا ہے۔ تاہم جو شخص عیالدار ہوتا ہے اُسپر بہت برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور جو شخص دوسرے کو ایذا پہنچاتا ہے اُس کی زندگی اچھی طرح نہیں گذرتی۔ وحشی آدمی بیٹی کے پیدا ہونے پر لعنت کرتا ہے اور باپ کے مرنے پر خوشی مناتا ہے کیا وہ شخص (راچھس) کہلانے کے قابل نہیں ہوتا انسان کے لئے بہت سی تکالیف ہوتی ہیں لیکن خود جو مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ وہ اُسکو بڑھاتا ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ انسان کو غم الوداع کرتا ہے۔ اسی میں یہ پیدا ہوا ہے یہ اس کی اپنی ہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ خوشی مسافر اور چند روز کی مہمان ہوتی ہے اور کبھی کبھی آکر

تجھ سے مل جاتی ہے۔ اپنی سمجھ کو کام میں لا تیرا غم
بالکل دور ہو جائیگا۔ احتیاط سے رہ تو خوشی تیرے
ساتھ رہیگی۔ تیرے جسم کا ہر ایک حصّہ غم سے بھرا
ہُوا ہے لیکن وہ راستہ جو خوشی کا رہنما ہوتا ہے۔
بہت تنگ ہو رہا ہے۔ خوشی کبھی کبھی سادہ طور پر
داخل ہو جاتی ہے۔ لیکن تکالیف بہت دفعہ مجبور کرتی
ہیں۔ جیساکہ گھاس کی آگ کا شعلہ ایک دفعہ ہی بھڑک
کر بجھ جاتا ہے۔ اسی طرح خوشی کا چمکارہ زائل ہو
جاتا ہے۔ افسوس اکثر ہوتا ہے اور خوشی شاذ و نادر
ہوتی ہے۔ تکلیف خود بخود رہتی ہے اور خوشی
سرانجام کیجاتی ہے۔ لیکن خوشی اُس کی تلخی کو
کم نہیں کرتی۔ جیسے کہ ٹھیک تندرستی اسقدر
معلوم نہیں ہوتی۔ اسی طرح بڑی سے بڑی

خوشی اسقدر اپنا اثر نہیں کرتی۔ جسقدر چھوٹے سے چھوٹا غم انسان کی طبیعت کو برگشتہ کر دیتا ہے۔ یہ تکلیف انسان کے وجود پر گویا عاشق ہے تاہم خوشی سے بھاگتے ہیں۔ جبکہ اس کو خریدتے ہیں تو غم اُس کی قدر نہیں کرتا۔ سوچنا آدمی کا کام ہے۔ اس کی حالت اس کا پہلا فرض ہے لیکن کون شخص اپنے آپ کو خوشی میں یاد رکھ سکتا ہے؟ کیا وہ قابل رحم نہیں ہے؟ کہ غم نے اُس کو دبا لیا ہے؟ انسان اُن تکالیف کو جو اُسپر آنیوالی ہوتی ہیں۔ پہلے ہی سے جان لیتا ہے۔ وہ اُسکو یاد کرتا ہے جبکہ وہ گذر جاتی ہیں۔ وہ خیال نہیں کرتا۔ مصیبت کی نسبت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اپنی تکلیف کا اُسوقت

خیال نہ کر جبکہ وہ تجھ پر پڑے تاکہ تو اُس سے جو
تجھے مصیبت میں ڈالے محفوظ رہے۔ بارہ سنگھا
اُسوقت تک انسان کے برخلاف نہیں ہوتا جبتک
نیزہ اُس کے برخلاف نہ اُٹھایا جاوے۔ اور بلاؤ
کے اوسوقت تک آنسو نہیں ٹپکتے۔ جبتک شکاری
اُسکے پکڑنے کے درپے نہ ہو۔ انسان اپنی موت
کو خوف سے پہلے دیکھ لیتا ہے۔ اور خوف بذات
خود حادثہ سے زیادہ تکلیف دینے والا ہے۔ ہمیشہ
اپنے کاروبار کے حساب وکتاب دینے کو تیار رہو
اور اُس موت کو جسمیں کبھی پس وپیش ہونے کا شبہ
نہیں ہے۔ ہروقت اور ہر حالت میں یاد رکھ اُسکی
یاد رکھنے سے تجھ سے اعمال نیک ہونگے۔ جبکہ
تو نیک عمل کریگا۔ تو پھر کبھی مصیبت میں گرفتار نہ ہوگا

اور نہ کبھی مصیبت کے آنے کے اندیشے میں مبتلا ہوگا۔ اطمینان سے خوشی کے ساتھ زندگی بسر کریگا۔ اور اس حالت میں تیری نیک نامی بھی قائم رہیگی +

فصل دہم

تقدیر و تدبیر

اے دل! تقدیر و تدبیر کا باہمی رشتہ ہے۔ جبتک اِن کا باہمی رشتہ ترو تازہ رہتا ہے انسان برائیوں سے تب تک بچا رہتا ہے اور جب اِن کا رشتۂ محبت ٹوٹ جاتا ہے۔ تو انسان بیکار ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ انسان اِن

دونوں کی اشتراک کے بغیر کسی کام کا نہیں۔
اور کل امور دنیاوی اِن دونوں کے رشتہ میں
بندھے ہوئے ہیں۔ ہر ایک امر ظاہری و باطنی
کا تعلق ان دونو سے ہے۔ مگر ان دونوں میں سے
تقدیر افضل مانی گئی ہے۔ بارش تو ہر ایک مقام
میں مفید سمجھی گئی ہے۔ لیکن جو بارش پہاڑ پر
ہوتی ہے۔ اُسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں از خود
اجناس وغیرہ پیدا ہوجاتی ہیں۔ ہر حالت میں تدبیر
تقدیر کی محتاج ہے مگر تقدیر کو افضل تسلیم کرنے
اور تدبیر سے خالی تقدیر بھی بفائدہ ہوتی ہے
اِن دونوں کا تعلق ہمیشہ ہر ایک جگہ سمجھو۔ جس طرح
بارش کا تقدیر سے ہوتا اور کھیت کو جوتنا اور
تخم ریزی تدبیر سے کرنا جبتک نہ ہوگا۔ غلہ

پیدا نہ ہو سکیگا۔ اسی طرح سے اِنسانوں کی مرادیں ہیں۔ غرضیکہ اِن دونوں کے اشتراک سے ہر ایک کام انجام پاتا ہے۔ مگر ان دونوں میں تقدیر زبردست ہے مگر یہ تدبیر کے ساتھ مل کر نتیجہ پیدا کرتی ہے اسلئے دانشمند لوگ تقدیر پر بھروسہ کرکے تدبیر میں حتے الوسع کوشش کرتے ہیں +

اے جیو آدمیوں کے سب عمل اِن دونوں سے جاری و انجام پذیر نظر آتے ہیں۔ جسکی عقدہ کشائی عالم باطنی میں تقدیر سے ہوتی ہے۔ اور عالم ظاہری میں تدبیر کام کرتی ہے۔ اگر ایک میں بھی ذرا کمی ہو تو وہ کام ظہور میں نہیں آئیگا یا نامکمل ہو گا۔ مگر سُست و کم ہمت لوگ محنت سے بچنے کے واسطے کام کا بالکل انحصار تقدیر ہی پر رکھتے ہیں۔ اور

تدبیر کو فضول سمجھکر بیکار ہو بیٹھتے ہیں۔ ان کے برخلاف ظاہر بین لوگ تقدیر کو نہیں مانتے اور کام کا انحصار تدبیر ہی پر جانتے ہیں مگر جب تدبیر کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور نتیجہ حسب مراد نہیں نکلتا تو مجبوراً اُن کو بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ کوئی اور زبردست طاقت بھی ہے جو ہماری تدبیر کو چلنے نہیں دیتی +

اچھی خواہش کے عمل یہ ہیں

(۱) بزرگوں کی سیوا اور اُن کے ہدایتی احکام کی تعمیل جو انسان بزرگوں کے کلام کو سنکر تدبیر میں مشغول ہوتا ہے۔ وہ تھوڑے وقت میں ہی اعلےٰ نتیجہ حاصل کر لیتا ہے اور جو انسان برخلاف اس کے دشمنی و غصہ و طمع سے اپنی خواہشات کو

حاصِل کرنا چاہتا ہے۔ وہ جلد زوال پذیر ہو جاتا ہے ٭

تمیز مابین تقدیر و تدبیر

بدوں تخم کے کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ بدوں بیج کے پھل بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تخم سے تخم ظاہر ہوتا ہے۔ اور تخم سے پھل پیدا ہوتا ہے مزارع کھیت میں جیسا تخم بوتا ہے ویسا ہی اُسکا پھل نظر آتا ہے اسی طرح پُن اور پاپ تخم کی مانند ہوتے ہیں۔ جس طرح بدوں تخم ریزی کے جوتا ہؤا کھیت بے نتیجہ ہوتا۔ اسی طرح تقدیر بدوں تدبیر کے نتیجہ نہیں دیتی۔ تدبیر کھیت ہے اور تقدیر کو تخم کہا گیا ہے۔ اِس سبب سے تخمِ عمل کاشتکاری

کے ذریعے سے زراعت ترقی پاتی ہے۔ فاعل عمل کا نتیجہ حاصل کرتا ہے۔ دُنیا میں نتائج اعمال نیک و بد ظاہر طور پر نظر آتے ہیں۔ عمل نیک سے ہر ایک طرح کا آرام حاصل ہوتا ہے اور بد سے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے +

عبادت سے چہرے پر نور و دل میں سرور حاصل ہوتا ہے۔ دنیا ہاتھ باندھے سامنے کھڑی رہتی ہے۔ اہل دنیا جھکتے اور عزت کرتے اور فرمانبردار بنے رہتے ہیں۔ زر و جواہر بھی ضرورت سے زیادہ جمع ہو جاتے ہیں +

بید باشٹی برہمن صفائی ظاہر و باطن سے دولت حاصل کر سکتا ہے۔ چھتری پراکرم سے بیش تدبیر سے۔ شودر سیوا سے دولت حاصل کر سکتے ہیں +

جو شخص عمل انسانی (تدبیر) نہیں کرتا اور صرف تقدیر پر تکیہ کر کے ہاتھ پاؤں توڑے پڑا رہتا ہے وہ کامیابی کی توقع میں بے فائدہ رہتا اور وقت ضائع کرتا ہے۔

مزارع و ابر کی مثال تقدیر و تدبیر کا تعلق ہے۔ دنیوی عمل دو قسم کے ہیں (۱) اپنے نیک و بد عملوں کے ذریعہ جو اعمال جمع کئے گئے تھے (۲) انکا استعمال۔ اقسام بالا عملوں کے نتائج کا نام تقدیر ہے۔ اور اُن کو نیک طریق سے استعمال میں لانا تدبیر کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔

(۱) سنچت جمع کی ہو (۲) بھوگ استعمال ✣

فصل یازدہم

افسردہ خاطری یا دل کی پژمردگی

افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ طاعت میں
کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ میں۔

جو شخص خوش و آسودہ حال ہے۔ وہ مصیبت
و تکالیف کو دیکھکر ہنستا ہے۔ لیکن غم کی مایوسی
خوشی کی حالت کو بھی پژمردہ کر دیتی ہے۔ اور ایسی
پژمردگی اُسکو کمزور بنا دیتی ہے۔ خوشی حاصل
ہونے کے سوا اُس کو کسی طرح طاقت حاصل نہیں
ہو سکتی۔ اُس کا مقابلہ کرنے کے واسطے اپنے آپ کو

جوشش میں لا- تیرے لڑنے سے پہلے وہ
بھاگ جائیگی- وہ تیری قوم کی دشمن ہے اِسلئے
اُسے اپنے دل سے نکال- وہ تیری زندگی کے
مزوں کو زہریلا کردیتی ہے- اسلئے اُسے اپنے
مکان میں قدم رکھنے نہ دے- وہ تیری قسمت
کے بربادی کے لئے دنیا میں موجود ہے- وہ
تیرے روح کو ناچیز کرنے کے واسطے دُنیا میں
دِق کرتی ہے- تم کو عمدہ چیزیں حاصِل کرنے نہیں
دیتی- وہ تیری نیکیوں پر سُستی کا پردہ ڈال دیتی
ہے- وہ تجھے طرح طرح کے دھندوں میں پھنساتی
ہے- تونے اُس کے روکنے کے واسطے کوشش
نہیں کی- اگر تو بدی سے پرہیز یا زدلی سے نفرت
کرنا چاہتا ہے- اگر تو جھوٹھ سے دل کو ہٹانا چاہتا ہے

تو پژمردگی کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ اُس پر
بیرونی پاکیزگی سے ملمع نہ کر اور ظاہرہ نیک بنکر
دھوکہ نہ دے۔ تجھے ایشور نے عزت سے سلوک
کرنا سکھایا ہے۔ اُسکو افسردہ دلی سے رنگ آمیز
نہ کر۔ دانائی انسان کو خوش و خرم رکھتی ہے۔ رنج
و غم کو پاس نہیں پھٹکنے دیتی۔ تکلیفوں سے بیوقوف
افسردہ خاطر و پژمردہ دل ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ مصیبت
کے واسطے مصیبت میں پڑنا نہیں ہے جیساکہ پژمردگی
کی حالت میں انسان حیرت زدہ ہو کر کام کرتا ہے وہ اس
ہوتا ہے روتا ہے کہ اُس کو رونے کی تو مزدوری
نہیں ملتی۔ تکلیف غم کو پیدا نہیں کرتی۔ کیونکہ وہ
ایک اور خوشی پیدا کرتی ہے۔ اگر بزرگ آدمی سے
پوچھو کہ کیا غمگینی چیزوں کو عمدہ کر دیتی ہے؟ تو وہ

اقرار کریگا کہ بیوقوفی ہے۔ وہ اُس شخص کی تعریف کریگا جو کہ صبر سے رنجوں کو برداشت کرتا ہے اور مصیبت کے مقابلہ میں استادہ ہو جاتا ہے۔ غمگینی قدرت کی مخالفت کرتی ہے کیونکہ وہ اُس کی حرکات میں خلل ڈالتی ہے اور اُس چیز کو مضر بنا دیتی ہے جس کو اُس نے عمدہ بنایا تھا۔ جیسا کہ شاہ بلوط طوفان کے آنے سے گر پڑتا ہے۔ اگر اُس کا مقابلہ کرتا تو کیوں گرتا۔ اسی طرح آدمی کا دِل اور اسی کی طاقت سے مغلوب ہو جاتا ہے اور اُکی اصلی طاقت نہیں رہتی۔ جیسا کہ موتی سرکہ سے حل ہو جاتا ہے۔

اے دل! اسی طرح سے تیری خوشی ہے جس میں پژمردگی بھری ہوئی ہے۔ اگرچہ پہلے پہل ایسا معلوم

نہیں ہوتا۔ اُداسی کو بازاروں میں دیکھو۔ اُس کی آمد و رفت پر نظر ڈالو۔ کیا کوئی شخص اُس کی طرف دیکھتا ہے؟ کیا وہ سب سے بچتی نہیں؟ کیا یہ ایک آدمی اُس سے بھاگتا نہیں؟ کیا اُس کے مُنہ میں زبان ہے؟ کیا سوسائٹی کی محبت اُس کے دل میں ہے؟ کیا اُس کی روح عقلمند ہے؟ اُس سے جو کچھ پوچھو وہ نہیں جانتے۔ موقعہ پوچھو وہ نہیں تبلا سکینگے تاہم اُس کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے۔ آخرکار لقمہ موت ہو جاتی ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ اُسکو کیا ہوا تیری سمجھ ہے تو اُس کو دیکھتا نہیں تجھ میں پاکیزگی نہیں۔ تو اپنی غلطی کو نہیں سمجھتا۔ پرماتما نے تجھ کو رحم سے پیدا کیا ہے۔ کیا تجھ کو اُس نے خوش رہنے کے واسطے نہیں بنایا؟ اُس کی بخشش تجھ کو پیدا

نہ کرتی تو تو اُس سے کس طرح بھاگ سکتا۔ خدا نے
تکلیفیں اور آسائشیں دل کے واسطے پیدا کی ہیں
تکلیفات کی شکایت کرنا ہری کی قدرت کو بُرا
کہنا ہے +

قانون قدرت ایسی اجازت نہیں دیتا۔ تیرا
فرض اُس کی تابعداری کرنا ہے۔ اگر وہ تجھے تکلیف
دے تو اُس پہ تیرا شکایت کرنا اپنی تکلیف کو
بڑھانا ہے +

جب اُداسی تجھے دوستوں سے علیحدہ کرتی
ہے۔ کیا وہ تجھے نہیں کہتی کہ تو بات کرنے کا
مستحق نہیں ہے جبکہ وہ تجھے کونوں میں کھینچ
لیتی ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا
کہ وہ خود شرمندہ ہے۔ یہ تیری قدرت میں

نہیں ہے کہ تو مصیبت کو بغیر تکلیف کے برداشت
کرے اور نہ تیری سمجھ اِس بات کی متقضی ہے۔
انسان کس طرح مصیبت کو برداشت کرتا ہے؟
کیا تیرا فرض ہے کہ تیری آنکھوں سے آنسو ٹپکتے
رہیں۔ اگرچہ نیکی تیرے دل سے نہیں برستی۔ تو
ہوشیار ہو۔ اس کا کوئی سبب ہے۔ اسواسطے
وہ کثرت سے نہیں برستی۔ بہت رونے سے
معلوم نہیں ہوتا کہ مصیبت زیادہ ہے۔ بڑے
سے بڑے غم تیری عقل سے باہر ہیں۔ بڑی
سے بڑی خوشیوں کا تو اندازہ نہیں کر سکتا۔
کونسی چیز ہے جو غم کی طرح روح کو کمزور کرتی
ہے۔ جو اُداسی کی طرح اُس کے کانوں میں آجاتی
ہے۔ اداس غمی کی حالت میں نیک کام کرنے کے لئے

آمادہ ہوناہی اُس کو نیک نام و مشہور بنا دیتا ہے
مصیبتوں کا مقابلہ کرنا بہادر کا کام ہے۔ بہادر کو
نفع و نقصان کی پرواہ نہیں ہوتی۔ جن کی اصلیت
میں بدی ہے۔ اُس سے نیکی کے لئے اُمید
رکھنا خطا میں داخل ہے۔ نیکی کے وسائل کا
متلاشی رہنا پژمردگی سے دنیا میں محفوظ رکھ
سکتا ہے ✣

اوم

مخزن الاخلاق

آٹھواں حصّہ روح کی اصلیّت اور تناسخ و مکتی و نجات کے بیان میں

فصل اوّل

روح کی اصلیّت

یہ روح کا مسئلہ ایسا نہیں ہے جو بغیر گورو یا مرشد کامل کے ہر ایک بشر کی سمجھ میں آسکے۔ کیونکہ دنیا

میں دو نوع کے انسان ہوتے ہیں +
(۱) طالبِ دُنیا (۲) طالبِ عقبےٰ ۔
طالبِ دنیا تو دنیا کی طلب میں اپنی عمر ضائع کر دیتے ہیں۔ اُن کو دنیائے ناپائدار سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا اور جو عقبےٰ کے طلبگار ہوتے ہیں وہ خواہ کیسی ہی تکلیف یا رنج میں رہیں آخرت کی تیاریوں میں مشغول رہنے سے گریز نہیں کرتے اور اُن برائیوں کو دل سے چھوڑ دیتے ہیں جو اُنکے سدراہ ہوتی ہیں تاکہ منزلِ مقصود پر پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ انسان کے جسم میں ایک طاقت لطیف جس کو دل کہتے ہیں موجود ہے جس سے کل اُمور دنیوی انجام پذیر ہوتی ہیں یہ دو صفتوں سے موصوف ہے۔ (۱) نیکی (۲) بدی

ان دونوں میں سے جس صفت کی طرف اسکی رغبت
زیادہ ہو۔ اُسی طرف زیادہ مشغول ہوجاتا ہے دونو
کے اوصاف جداگانہ ہیں۔ نیکی کی صفتیں۔ دانش
معرفت۔ ترک دنیا۔ آزادی۔ تواضع۔ خوش خلقی۔
قناعت۔ صبر۔ شکر۔ حلم۔ تسلیم۔ رضا۔ خداپرستی۔
خاکساری۔ سخاوت۔ علم۔ عمل۔ صفائی۔ وفاداری۔
ضبطِ حواس۔ سرزنش نفس ہیں +

بدی کی صفتیں۔ بےعقلی۔ جہل۔ محبّت۔ غصّہ۔ طمع
شہوت۔ حسد۔ بغض یا دشمنی۔ ریا ظاہرداری۔
کینہ یا عداوت۔ بخل یا کنجوسی۔ خوشامد۔ نخوت
یا تکبر۔ سیاہ دلی۔ بےوفائی۔ کذب یا جھوٹ
میل بہ لذّات۔ فرمانبرداری نفس۔ اُلفت جسمانی
تلخ گوئی۔ غیبت ہیں۔ ہر وقت دل ان دونوں

خصلتوں میں رہکر اُن سے کام لیتا ہے۔ مگر ان میں سے
جس خصلت کا زیادہ شغل ہو۔ وہی خصلت غالب
آنکر دل کو اُسی صفت سے موصوف کر دیتی ہے اگر
صحبتِ بد سے اوصافِ بد اُس کی نظروں میں رہیں
تو تھوڑے ہی عرصے میں سوائے بدی کے اور
کچھ اُس کے خیال میں نہیں آسکتا۔ گویا خانہ زاد
دشمن ہو کر وہ بلاہائے تکالیف نازل کرتا ہے۔
جس کا حدو حساب نہیں ہے اور جب صُحبت
نیک سے اوصافِ نیک عمل میں لاتا ہے۔ تو
اُسوقت جملہ بدیوں سے پاک ہو کر نیک ذات
ہو جاتا ہے۔ ایسی صُحبت نیک کی بدولت محوِ حق
ہونے کا راستہ مل جاتا ہے۔ اگرچہ مؤلف نے
ہر ہفت حصص مسبوق الذکر میں نیکیوں کے اوصاف

اور بدیوں کی برائیاں طول طویل بحث میں ظاہر کی ہیں۔ مگر اس موقع پر بھی اُن برائیوں میں سے مندرجہ ذیل تین برائیوں کا ذکر لکھا جاتا ہے (۱) خواہش نفسانی (۲) لذاتِ نفسانی (۳) شہوت +

جو انسان زبان کی لذتوں میں مقید ہوا۔ وہ کبھی ان لذتوں سے رہائی نہیں پا سکتا۔ ایسی لذت کے اختیار میں ہو کر جیئوں کی جان مارتا ہے اور اپنے پیٹ کی آگ میں ڈالتا ہے اور اس لذت کے سبب غصہ۔ طمع۔ چوری۔ دشمنی۔ زنا۔ سیاہ دلی۔ بیوفائی غیبت۔ تلخ گوئی وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جب لذتوں میں پڑ جاتا ہے تو اُس وقت شہوت کی بدمستی سے بدمست ہو جاتا ہے۔ اور زنا جو دنیا اور عاقبت کے لئے پرلے درجے کی بدی ہی خیال کیجاتی

ہے۔ اُن کے قابو میں پڑ کر دنیا اور عاقبت کا
ستیاناس کر لیتا ہے۔ تمام بدیوں میں شہوت بدتر ہے
اُس نے بڑے بڑے مہاتماؤں کو زیر فرمان کر لیا ہے
اور اُن کی ریاضت و عبادت میں کام روپی بدمستی
سے تفرقہ ڈال دیا ہے۔ اس سے بچنا یا اُس پر
غالب آنا بہت بڑی جرأت و بہادری کا کام ہے
خواہش (رجوگن) سے پیدا ہوتی ہے اور یہی خواہش
غصہ سے مبدل ہو کر جسم کی دشمن بن جاتی ہے
جس طرح (اگن) دھواں سے اور گربھ یا حمل جیرے
ڈھکی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح خواہش سے گیان
پوشیدہ ہو رہا ہے۔ اس خواہش کی جائے قیام
حواس و دل و عقل ہیں۔ اُن سب کے ساتھ گیان
کو مخفی کر کے متکبر انسان کو نہایت غافل کر دیتی ہے

بچار یا فہم کی پختگی سے اس کو خالی کرے۔ اندریاں
یا حواس لطیف ہیں اور حواسوں سے افضل دل
ہے اور دل سے افضل عقل ہے اور عقل سے
افضل آتما ہے۔ جب انسان ان جملہ مدارج سے
بذریعہ ست سنگت یا ہرچہ چا یا سمادی یا دھیان
کی دلی محبّت سے واقفیّت حاصِل کر لیتا ہے
تو وہ ان تینوں بدیوں سے محفوظ رہنے کی صورت
میں روح کی اصلیّت کا دلی توجہ میں کامل ہو جاتا ہے
جب دلی توجہ کامل ہوئی تو بذریعہ ہدایت گورو
یا مرشد کامل کے روح کے مسئلے کو بخوبی سمجھ
جاتا ہے +

چونکہ روح کی نسبت ڈاکٹروں اور یونانی حکیموں
نے اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ اُن سے

ویدانت فلاسفی کا اتفاق نہیں ہے۔ اگرچہ اخیر
نتیجہ میں کسی جزو خیالات پر جزوی طور سے
اتفاق ہوجائے تو ہوجائے لیکن اس سے یہ پایا نہیں
جاتا کہ جو ویدانت فلاسفی یا علم الہی میں اُس کی تشریح
کی گئی ہے اُس کے مقابلے میں وہ خیالات اعلےٰ
درجہ کی واقفیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسلیئے اُن
خیالات کا مختصر طور سے بھی ذکر کرنا بیفائدہ ہے
زمانہ گذشتہ میں بڑے بڑے محقق ہو
گذرے ہیں جنہوں نے روح کی تحقیقات
میں اپنی عمریں صرف کردی ہیں۔ آخر جن کو اُسکی
واقفیت ہوئی۔ اُنہوں نے اصلی راز کو ظاہر نہیں
کیا۔ اور اگر کیا تو وہ بھی معمے ہیں۔ جو بغیر گورو یا
مرشد کامل کے اُس راز مخفی سے واقف ہونا

محال ہے ٭

ہر چہار وید مقدس میں جو جو شرتی متعلق اس راز
مخفی کے ہیں۔ اُن کے جاننے والے اس زمانہ کلجگ
میں ایسے ودوانوں یا مہاتماؤں کا ملنا محال ہے جو
اُن کے مطالب کو کافی طور سے بتا سکیں یا سمجھا
سکیں۔ مؤلف نے جو بادن اوپنشد کا ترجمہ کیا ہے البتہ
اُن میں وہ راز مخفی نظر سے گذرے ہیں۔ جن کے
مضامین کو مختصر طور پر ایسے چھوٹے سے حصے میں
بیان کرنا نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ اس
آٹھویں حصے کے سوا صدہا اور ایسے ہی حصوں
میں بھی روح کے متعلق تشریح کی جائے تو ناممکن
ہے جس روح کی تحقیق و تشریح مطلوب ہے اُسکی
ابتداء و انتہا نہیں ہے۔ وہ انادی بجنر خاص

حالتوں کے عام طور سمجھ میں نہیں آسکتی ہے۔ درمیانی حالت میں جو دیکھائی دے رہی ہے ماسوا اُس کے ظاہرہ اُس کی ایسی صورت و شکل نہیں جو صریح طور پر بیان میں آسکے۔ ہر ایک جاندار کا وجود پانچ تت یا عناصروں کا ہے (۱) خاک (۲) باد (۳) ہوا (۴) آگ (۵) خلا یا آسمان +

وجود یا دیہہ کے تین اقسام ہیں ـــ
(۱) استہول یا کثیف (۲) سوکھم یا لطیف (۳) کارن یا غفلت +

استھول یا کثیف بدن پچیس ۲۵ اجزا کا مجموعہ ہے غرضیکہ پانچ تت کے ہر ایک تت میں پانچ پانچ اجزا یا اشیاء ملی ہوئی ہیں +

(الف) اکاش میں پانچ جزو (۱) کام یا شہوت۔
(۲) کرودھ یا غصہ (۳) لوبھ یا طمع (۴) موہ یا محبت
(۵) متسر یا بخل

(دوم) پون یا ہوا میں پانچ جزو (۱) دوڑنا (۲) اچھلنا
(۳) پھرنا (۴) سکوچنا (۵) پھرنا۔

(سوم) اگن میں (۱) بھوک (۲) پیاس (۳) نیند (۴) رس
(۵) کرانت یا شکل۔

(چہارم) جل یا پانی (۱) خون (۲) منی (۳) کف (۴)
پیشاب (۵) پسینہ پرتھوی یا زمین میں (۱) استخوان
(۲) گوشت (۳) چرم (۴) ناری (۵) روم یا بال۔

(دوم) سوکھشم یا لطیف بدن سترہ اجزا سے مرکب ہے۔
(۲) پانچ گیان اندری (۱) سامعہ یا گوش (۲) نیتر یا
باصرہ (۳) تچا یا لامسہ (۴) رسنا یا ذائقہ (۵) ناسکا یا بینی

(۲) کرم اندری (۱) گویائی (۲) ہاتھ (۳) پاؤں۔ (۴) گدا یا مقعد (۵) جائے مخصوص۔

(سوم) کارن سریر یا بدن اگیان روپ ہے۔

(چار) انتھکرن ہیں (۱) من یا خیال (۲) چت یا فکر (۳) بدھ یا یقین (۴) اہنکار یا انانیت سریر یا بدن کی کریا یا افعال چار انتھکرن اور دس اندری یا حواس ظاہری باعانت چھد ابھاس[۵] اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔

ان اندریوں یا حواسوں کے افعال کی تشریح یہ ہے ❖

۵؎ چھد ابھاس دو الفاظ سے مرکب ہے چھد بمعنے چیتن یا ابھاس بمعنے عکس یعنی انتھکرن میں جو چیتن کا عکس پڑتا ہے اُسکو چھد ابھاس کہتے ہیں ❖

١	٢	٣	٤	٥	٦
قسم	جوہر اندری اوتھاتمک	دیوتا ادھیدیوک	وشا ادھیبھوتک	جس کا یہ [illegible] ہے	کیفیت
انتہ کرن	من	چندرماں	سنکلپ وکلپ	[illegible]	
	چت	وشنو	چتونا		
	بدھ	برہما	نسچہ کرنا		
	اہنکار	ردور	میں میری		
گیان اندری	شروت	وگپال	شبد	اکاس	[illegible]
	تچا	پون	سپرس	پون	
	رسنا	ورن	رس	جل	
	نیتر	سورج	روپ	اگن	
	ناسکا	اشنی کمار	گندہ	پرتھوی	
کرم اندری	واک	اگن	بولنا	اکاش	[illegible]
	ہاتھ	اندر	لینا دینا	پون	
	پاد	اوپندر	چلانا	اگن	
	اپستھ	پرجاپت	رت بھوگ	جل	
	گدا	جم	مل تیاگ	پرتھوی	

آتما یا روح ان ہر سہ وجود سے جدا ہے۔ ان کو قائم یا الوجود رکھنے والا یا روشن کرنے والا ہے۔ کسی فعل کا کرنیوالا نہیں ہے۔ اگیان یا نادانستگی و غفلت کے سبب سے اپنے آپ کو فاعل یا بھوگنے والا تسلیم کرتا ہے۔ اس سبب سے اپنے اصلی آرام کو چھوڑ کر سُکھ یا دُکھ کو بھوگتا ہے۔

اس روح کے چار اوستھا ہیں۔

(۱) جاگرت یا بیداری

(۲) سپن یا خواب

(۳) سکھوپت خواب گران یا گیری

(۴) تریا یا علم حق

اور چار انتھ کرن اور دس اندری یا حواس باہمی

اشتراک سے حالت بیداری میں کام کرتے ہیں۔
اس کا استھان یا مکان نیترون یا آنکھوں میں ہے
اس کا ابھمانی وسو وسو جیو ہے جس کے معنے روح
کے ہیں۔

جب لطیف بدن میں جیو یعنی روح کا قیام ہو۔
تو وہ سپن خواب کی حالت ہے۔جس کا قیام حلق
میں ہے۔جب کثیف اور لطیف بدن کا مجموعہ غفلت
میں ہو تو اُسوقت اتنا صرف حالت محض سرور میں
ہوتا ہے اور حالت گہری نیند میں قیام ہونا اسکا دل میں ہے
جس کا ابھمانی پراگ[1] ہے اور جب تمام توہمات و ہر دا یا
خیالات سے اگیان یا غفلت کے دور ہو کر صرف
گیان سروپ اتما یا روح رہے۔وہ حالت تریا یا علم حق ہے
ہے۔آتما یا روح ان ہر سہ حالت بیداری میں

[1] پراگ روح کا نام ہے۔

وخواب گیری سے جُدا ہے۔ بیداری حالت خواب میں نہیں ہے۔ بلکہ سپنے کے آنے سے بیداری کم ہو جاتی ہے اور خواب گیری میں یہ دونو نہیں ہیں۔ اور نہ ان دونو میں سکھوپت ہے۔ اسلئے ان تینوں حالتوں کو گہران یا گیری جاننا چاہئے آتما یا روح ان تینوں حالتوں میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ آتما برحق ہے۔ آتما کا ان تینوں حالتوں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ آتما اگیان سے فارغ صرف گیان علم سروپ ان سے جدا محض نورانی علم اپنے جلوہ سے روشن ہے۔ گیان کے شاستروں میں اس طرح تعریف ہے۔

گیان کے اصلی معنے علم حقیقی کے ہیں مگر گیان کی تعریف کیجائے تو الفاظ ذیل ہیں

اس کی تعریف مکمل معلوم ہوتی ہے۔
(۱) حق الامر یہ جاننا کہ میں تین قالبوں یا بدن کثیف و لطیف و غفلت۔ اور تین حالت بیداری میں۔ خواب یا خواب گراں یا گیری سے نہیں ہوں اور یا پنچ کوشش سے اوتیت ہوں۔ اور اُن کی تشریح یہ ہے۔ کوشش نام تلوار کے میان یا خزانہ رکھنے کے مکان کا ہے اور کوش اشیانہ کو بھی کہتے ہیں۔

کوشش پانچ ہیں۔

ماتا یا مادر اور پتا کے بیرج یا منی اور خون حیض سے اُن یا غلہ روپ سریہ یا بدن کی پیدائش اور اُن سے پرورش پانا۔ پرتھوئی یا زمین میں گم ہونا ایسے استھول کثیف بدن کو ان مہی کوشش کہتے ہیں

دوکھ اور سوکھ لذات حواسوں کے بھوگ کا مقام ہے اور جنم اور مرن کا ظروف ہے۔ اس ان مئی کوشش سے روح علیحدہ ہے۔

(دوم) پران مئی کوش ہے۔

پانچ کرم اندری اور پانچ پران۔ پران مئی کوش کہلاتے ہیں۔

(۱) پران سواس یا دم کی آمد و رفت اس کا کام ہے۔ اسکا ہردا یا دل مقام ہے۔

(۲) اپان مل یا فضلا نجاست پیشاب کا ترک اسکا کام ہے اور گدا یا مقعد اس کا مقام ہے۔

(۳) اودان سین کا دکھانا اور ہچکی کا آنا اسکا کام ہے۔ اور کنٹھ اس کا مقام ہے۔

(۴) سمان کھائے ہوئے ہر ایک چیز اُسکے

اور لطیف حصّہ کو ہضم کرنا اور بدن کی ناڑیوں میں پُہنچانا اس کا کام ہے۔

(۵) دیان۔ سر اور آنکھوں کا پھیرنا اسکا کام ہے کل انگ کے ہر ایک حِصّہ بدن میں اسکا قیام ہے روح ابناشی ہے اور یہ جسم فانی ہے۔ اسلئے روح پران مئی کوش سے بھی جدا ہے۔

(۳) متومئی کوش۔

من اور گیان اندری شمول یکدیگر متومئی کوش کہلاتے ہیں۔

من کا سروپ وجود میں قائم ہوکر اہنکار یا انانیت اشیائے (میں) اور دیگر اس میں ہیں محبت میرا میری کرنیوالا۔ اندریوں کو برائیوں کی طرف راغب کرنیوالا خیال اغراض کی عادت والا

یہ ایک ایسا آلۂ تکمیل افعال حواس کے واسطے
بنایا گیا ہے۔جس کو من کہتے ہیں۔
متومئی کوش سے روح جدا ہے۔کیونکہ کام
یا شہوت اور غصّہ وغیرہ خیالات من میں رہتے ہیں
اسلئے روح ان سے علیحدہ بے عیب ہے۔
(۴) گیان میں کوش بدہ اور پانچ گیان اندری
باہمی ملکر وگیان مئی کوش کہلاتی ہیں۔

عقل کی تعریف

جو ناخن یا پاؤں سے لیکر سر مو تک محیط۔کل
حواسوں۔خواہشوں یقین سے استعمال میں لاتے
ہیں ۔سو فاعل روپ عقل ہے۔
روح وگیان مئی کوش سے جدا ہے۔

گہری نیند کی حالت میں عقل غفلت میں ہو جاتی
ہے۔ اور روح ویسا ہی رہتا ہے۔ جاگرت وسپن
میں عقل ایک حالت میں نہیں رہتی۔ ہر وقت
لذتوں کے پیچھے گھومتی پھرتی ہے۔ چونکہ روح
تمام حالات کے دیکھنے والا ہے۔ اسلئے روح
وگیان مئی کوش نہیں ہے انسے جدا ہے۔
(۵) انندمئی کوش یعنی کرم کے پھل بھوگنے کے وقت
اتفاقاً برتی یا خیال اتم سروپ سرور ذات سے
پھوت انند کی عکس کو اختیار کرے اور جو سرور
محض ذاتی ہو اُس کو انندمئی کوش کہتے ہیں۔ انندمئی
کوش میں جو سرور محض حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ فانی ہے
اسلئے روح ان سے بھی جدا ہے۔
تھیوسوفیکل سوسائٹی والوں نے بھی بعد تحقیقات

کے روح کی سات حالت یا درجہ یا خلاف تسلیم کئے ہیں

اوّل استھول شریر۔ اس دیہہ یا جسم عنصری کا غلاف بیرونی ہے۔

چربی۔ ہڈی۔ خون۔ مغز اور بیرج وغیرہ بھی شامل ہیں۔

دوم پران۔ یہ جان سب سے لطیف عنصر یا نفس ہے جس کو زندگی یا حرکات کا ذریعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور جس کو سنسکرت میں پانچ قسم کی دایو پران۔ اپان ویان۔ سمان اودان بیان کیا ہے اور اسی سے جسم کی مختلف حرکات عمل میں آتی ہیں۔

سوم لنگ شریر۔ یہ غلاف اول کا مثنے ایا اُن ہی

عناصر کا اور بعینہٖ اسی شکل کا اور اُسیقدر قدوقامت کا ایک لطیف خول ہے کہ جسکا کثیف خول جسم بیرونی ہی یہ جسم یا خلاف چھونے کے قابل نہیں لیکن بعض اوقات نظر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ پران دایو اُسکے ذریعہ غلاف بیرونی یا جسم بیرونی پر اپنا کام کرتی ہے پران اور جسم بیرونی کے درمیان میں لنگ شریر گویا ارطباط باہمی کا راستہ ہے۔

چہارم کام روپ۔ یہ خواہشات نفسانی اور کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موھ۔ اہنکار وغیرہ حواس حیوانی یا انسانی کا غلاف ہے۔ اسی غلاف کے بعد آتما یا انسان کا لاثانی حصہ جسکو جیو آتما یا ادنےٰ درجہ کا روحانی حصہ کہتے ہیں شروع ہوتا ہے۔

پنجم من۔ اس انتہ کرن یا خیال کرنے والے میں

دل شامل ہے - اس من کے دو حصّے ہیں - اوپر
والا حصّہ بدہی یا عقل خداداد کے ساتھ شامل ہے
اس کو اعلےٰ درجہ کا من یا جیو آتما کہتے ہیں اور اس
من کا نیچے والا حصّہ کام روپی اچیا وغیرہ کے
خول سے ملا ہُوا ہے -
ششم بدہی - اس کو پرماتما کی دہار یا کرن کا
راستہ کہا جاتا ہے - گویا یہ انسان کا چھٹا غلاف ہے
ساتواں آتما - جو سب سے لطیف اور پرماتما
کی دہار اور چیتن سروپ ہے اور جو اننت انادی
اور ابیکت روپی ایشور کی ایک دہار ہے -
اور وہ حصّہ ہے کہ من کا اوپر کا حصّہ جو بدہی
سے ملا ہُوا ہے اور بدہی اور آتما روح پرماتما کی
ایک دہار ہے یہ تینوں ملکر جیو آتما کہلاتے ہیں -

کھٹوبلی اوپنکت مین جو اترب وید سے ہے۔
اس میں بیان کیا گیا ہے کہ بدن میں دل کے سوراخ
کے درمیان جس میں دانا ہی ہے۔ وہ آتما ہیں۔
اور ہر دو جیوآتما و پرم آتما عملوں کے نتیجے کی لذت
لینے والے ہیں۔ مگر اصل میں عملوں کی لذت جیوآتما
لیتا ہے۔ اور پرم آتما تماشہ دیکھتا ہے۔ کیونکہ یہ
دونو ایک دوسرے کے عین ہیں اور برہم جاننوالے
اور عارف لوگ اور سالک اور عامل ان دونو آتما کی نسبت
اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جیسے روشنی اور سایہ کی
آپس میں نسبت ہے پرم آتما روشنی کی بجائے
ہے اور جیوآتما اُس کا سایہ ہے۔ اس کا پہلا پردہ
تو حواس ہیں اور دوسرا پردہ عنصر ہیں۔ جن سے
حواس پیدا ہوئے ہیں۔ تیسرا اُن سے اوپر عقل

پردہ ہے اور اُس کے اوپر چوتھا پردہ ہرن
گربھہ کا ہے جو عناصر بسیط کا مجموعہ ہے۔اور
اُس کے اوپر پرکرت کا پردہ ہے جو تین صفتوں
کا اعتدال ہے اور اُس کے اوپر آتما ہے جو سب کو
گھیرے ہوئے ہے اور کُل مرتبوں کی حد یہی ہے
اور اعلےٰ درجے کی بزرگ منزل پر پہنچنے کے لئے
یہی ہے اور اس سے بڑھکر اور کوئی مرتبہ نہیں ہے
ہرن گربھہ سے گھاس کے پتے تک سب میں یہی
جیو آتما ہے ہر ایک عنصر اور کل جانداروں میں موجود
ہے جنکی نظر و فہم تیز ہے۔وہ اس کی وحدانیت کو
دیکھتے ہیں۔جس طرح بجلی تو ایک ہی ہے ۔ مگر
ہر ایک کل بجلی میں اُس کی نمود دکھائی دیتی ہے ۔
اسی طرح سے ہر ایک جگہ آتما کا پرکاشں ہے

صاف و پاک دل میں، وہی آتما صاف نظر آتا ہے
اور ناپاک دل میں ناصاف دکھائی دیتا ہے۔
جیو آتما پیدا نہیں ہوا۔ اور اُس کی روشنی سب
جگہ برابر ہے۔ جس گھر کے نو دروازہ ہیں۔ اُس میں
رہتا ہے جیو آتما سب کو فنا کرنیوالا ہے وہی آتما ہے
وہ آفتاب میں موجود ہے اور سب کو آباد کرنیوالا
ہے۔ وہی آتما ہے۔ ہوا کی مانند سب کو حرکت
دینے والا ہے اور فضا میں بھرا ہُوا ہے۔ اور
آگ کی صورتوں میں زمین کے اندر رہتا ہے۔ اور
آبحیات بنکر سوم کی گھاس کے پتوں میں ہے
اور پانی کے اندر بھی رہتا ہے۔ جسوقت سب حواس
خواب میں چلے جاتے ہیں۔ اُسوقت جیو آتما
اس حالت میں اپنی خواہش کے مطابق چیزیں

پیدا کر لیتا ہے۔ وہی پاک ہے وہی بیزوال ہے
وہی برہم۔ سب جہان اُس کی پناہ میں ہے۔ اور
اس سے گذر کر کوئی بشر بھی دیگر طرف کو نہیں جا سکتا۔
جیسے آگ ایک ہی ہوتی ہے۔ اور جو کچھ اُس میں
پڑتا ہے وہ آگ اس چیز کی صورت کو اختیار کر لیتی
ہے اور باقی وہ چیز اپنی اصلی صورت پر رہتی ہے
اس طرح آتما بھی ایک ہی ہے۔ کل صورتوں میں ہر
سب کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے اور جیسے ایک
ہوا خاص خاص جگہوں پر آنے کے وجہ سے
پانچ قسم کی ہو گئی ہے۔ اور ان ناموں سے مشہور ہے
(۱) پران (۲) اپان (۳) سمان (۴) اودان (۵)
ویان۔ وہ ہوا جسکی حرکت اوپر کو ہے وہ پران ہے
اور جس کی حرکت نیچے کو ہے اور پیشاب اور پاخانہ کو

[د]فع کرتی ہے - وہ اپان ہے اور جو ہوا غذاکو پکاکر
[ر]گوں کے راستہ سے سب اعضامیں پہنچاتی ہے
[و]ہ سمان ہے اور جو ہوا پانی اور غذاکو نیچے لیجاتی ہے
[پھ]ر اوپر کی طرف دفع کرتی ہے - وہ اودان ہے
[او]ر جو ہوا سب رگوں میں بھری ہوئی ہے اسکو ویان
[ک]ہتے ہیں - اور ناف کے گرد جو پران اور اپان کے جمع
[ہ]ونے کے جگہ ہے - آپس میں دونو لڑتی رہتی ہیں
[او]ر کبھی پران زور کرکے اپان کو اوپر کھینچ لیتی ہے
[او]ر کبھی اپان زور کرکے پران کو نیچے کھینچتی ہے ان
[د]ونو کی لڑائی بھڑائی سے معدے میں ایک حرارت
[پ]یدا ہوتی ہے اور یہی حرارت حرارت عزیزی ہے
[او]ر یہی حرارت عزیزی عین شخص ہے اور یہی شخص
[ع]ین حرارت عزیزی ہے اور یہی آتما جیوآتما ہے -

اسی طرح وہ ایک آتما جیو آتما ہو کر ہر ایک بدن میں
داخل ہوا ہے اور ہر ایک نوع کی صورتیں اختیار
کی ہیں۔ جیسے کہ ایک آفتاب سب آنکھوں کا عین
نور ہے۔ لیکن جو بیماریاں آنکھوں میں لاحق ہو
جاتی ہیں۔ اُسکا آفتاب کو نہ دیکھنا آفتاب کی
عدم موجودگی کو ثابت نہیں کرتا۔ بلکہ اُن کی آنکھوں
میں بیماریوں کا لاحق ہونا ظاہر کرتا ہے۔ آفتاب
ہر ایک جگہ چمکتا ہے۔ پاکی یا ناپاکی آفتاب پر اثر
نہیں کرتی۔ اسی طرح ایک ہی آتما سب میں ہے
اسکو بیماری اور ناپاکی اثر نہیں کرتی۔ یگانہ ہے
وہ سب کے درمیان ہے اور اپنی ایک صورت
سے بہت سی صورتیں بنا رکھی ہیں۔ یہ آتما قدیم سے
ہے۔ عارف اور گیانی جانتے ہیں کہ یہ آتما عین

یہی آتما اپنے آپ کو پانچ حصّوں میں تقسیم کر کے
دل کے حجرے میں آبیٹھا ہے۔ ایک تو عین دل ہوا
دوسرا عین پران۔ تیسرا عین روشنی۔ چوتھا راستی
کی خواہش۔ پانچواں جیو آتما ہوا۔ یہ آتما باوجود پانچ
حصص ہونے کے دل کے درمیان بیٹھ گیا ہے
اور یہ سمجھا میں نے کچھ نہیں کیا۔ اسلئے چاہا کہ یہ
دنیاوی چیزوں کی لذت حاصل کرے۔ حواس
کے پانچوں دروازوں کو توڑ پھوڑ کر اور سوراخ
کر کے باہر نکل آیا۔ اور اپنے پانچ شعاعوں کو ان
پانچ راستوں سے ظاہر کیا۔ اور باہر کی دل پسند
چیزوں کی لذتوں کو حاصل کیا۔ اگرچہ یہ آتما محیط ہے
نیک و بدعملوں کے نتیجے سے قالبوں کی قید میں
آتا ہے۔ ہر ایک قالب میں علیحدہ علیحدہ دکھلائی دیتا ہے

مگر حقیقت میں آتما کو کوئی قید نہیں ہے لطیف ہے
اور اپنی طرف کسی چیز کو نسبت کرنے والا نہیں ہے
کیونکہ سب کچھ وہی ہے۔ لڑکپن۔ جوانی۔ بوڑہاپا
موت کی حالات ناسوت اور ملکوت جبروت اور
لاہوت۔ ان میں سے کوئی بھی اُس کی طرف نسبت
نہیں کر سکتے۔ یہ آتما اُس پانی کی طرح ہے جو کول
کے پتے پر ہوتا ہے۔ باوجود اس کے اُس سے
جدا ہوتا ہے اور پتے کے ساتھ امیزش نہیں کرتا
جب دانا آتما جسوقت تین صفتوں کے ساتھ ملتا
ہے اُسیوقت ان تینوں صفتوں سے مغلوب ہو
جاتا ہے۔ وہ صاحب جو تعظیم کے لائق اور سبکو
پیدا کرنیوالا ہے۔ اپنے آپ کو بھلا دیتا ہے۔ اور
اپنے آپ کو پہچانتا نہیں ہے۔ انہی صفتوں کے

ملنے سے سیر نہیں ہوتا اور چاہتا ہے کہ تازہ بتازہ لذتیں حاصل کروں۔ اسوجہ سے وہ مطلق مقید دکھائی دیتا ہے اور وہ بے حرکت حرکت کرنیوالا ظاہر اور پوشیدہ نظر آ رہا ہے۔

من سے من کی قید میں آتا ہے اور آپ ہی اپنی قید میں پڑتا ہے۔ جس طرح پرندے دانے کی لذت کی وجہ سے اپنے آپ کو دام میں پھنساتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی لذتوں کی قید میں پڑا ہے۔ جب لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈالتے ہیں۔ تو وہ عین آگ ہو جاتا ہے اور جسوقت لوہے کے ٹکڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں تو اُسوقت لوہے کے حیثیت سے وہ آگ بھی ٹکڑے ٹکڑے دکھائی دیتی ہے۔ مگر آگ کے ٹکڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ لوہا

ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ اس طرح جو بھوت آتما ٹکڑے کی بجائے ہے وہ تین صفتوں سے علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتا ہے اور جو لوہے کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے کے بجائے ہے وہ کثرت کے سبب سے جدا جدا دکھائی دیتا ہے۔ یہ آتما پاک ہے ہر ایک جگہ میں بھرا ہوا موجود ہے۔

پرم آتما جس کے واسطے پرنو یا ادم میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس میں محو ہونے کے واسطے یوگ کے آٹھ طریق انگ میں مشغول ہونا پڑتا ہے۔ ان آٹھ طریق انگ میں سے تین خاص ہیں۔

(۱) دم کا بند اور حواسوں کا ضبط کرنا۔

(۲) توحید یا شرتیاں کا جاننا۔

(۳) توحید یا بید مقدس کی شرتیوں کو جان کر پرم آتما میں محو ہونا

وہ ذات نہایت ہی لطیف ہے اور درخت کے
بیج اور کنگنی کے دانے سر کے بال کے لاکھویں حصے
سے زیادہ باریک ہے جن امور بالا کا ذکر کیا گیا ہے
اُنکے جاننے کے سوا لطیف ذات پائی نہیں جاتی
اور جس طرح اور ظاہری چیزیں آنکھ سے دیکھتے ہیں
اُس طرح اُس کو دیکھ نہیں سکتے۔ وہ پیدا نہیں
ہوا ہے اور نہ وہ فنا ہوتا ہے نہ وہ خشک ہوتا ہے
نہ وہ جلتا ہے نہ وہ ہلتا ہے۔ وہ شاہد ہے۔ وہ پاک
ہے۔ اُس کے ہاتھ پاؤں نہیں ہیں۔ وہ آتما محیط
ہے۔ وہ یگانہ ہے۔ وہ پاک ہے۔ مغرور نہیں ہے
حرف۔ آواز۔ رنگ۔ مزہ۔ بوئی نہیں رکھتا۔
بے خواہش ہے۔ متغیر و متبدل نہیں ہوتا۔ وہ
اندیشہ میں نہیں پڑتا۔ تعریف اور صفت سے

بہت بلند ہے۔ ناپاکوں کو پاک کرنے والا ہے۔ نیک عملوں کے ذریعے قید سے رہائی دینے والا ہے۔ بے تعلق ہے۔

یہ آتما پاک ہے ہر ایک جگہ میں بھرا ہؤا موجود ہے بس اب کل مباحثے کا نتیجہ یہ ہے کہ حواسوں کی پابندی میں تو جیو آتما ہے۔ جس وقت حواسوں کی قید سے پاک ہو تو پھر پرم آتما ہے۔ جو ہر ایک جگہ میں محیط ہو رہا ہے +

فصل دوسری

تناسخ یا اواگون کی منت

مسئلہ تناسخ کو دو نوع سے ثابت کیا جاویگا۔

(اوّل) مذہبی اُصول سے۔

(دوم) عقلی دلائل سے۔

چونکہ ہر ایک فرد بشر کے دل میں اپنے مذہب کی نسبت یہ خیال قدرتی طور پر جما ہوا ہے کہ اپنے مذہب کے خیالات میں مست رہیں۔ جنہوں نے اس مستی کو ور کنار رکھ دیا ہے۔ البتہ وہ ہر ایک امر کی تحقیقات میں مصروف رہتے ہیں۔ غور طلب امر یہ ہے کہ ولایت یورپ کے باشندے کس عقل کے آدمی تھے؟ اُنھوں نے رفتہ رفتہ تحقیق سے خود ہی ثابت کر کے تسلیم کر لیا ہے کہ تناسخ ضرور ہے باقی رہا یہ امر کہ کس درجہ اور حد تک اُنکو تناسخ کے بارہ میں تحقیق کے ذریعے سے واقفیت ہوئی ہے؟ تو یہ دوسرا امر ہے۔ کہ عام طور پر تناسخ کے مسئلہ کو

تحقیق کیا ہے۔ وہ ہنداؤں کے اعتقاد سے متفق ہیں۔ اسی طرح وہ اصحاب بھی تحقیق کے ذریعے متفق ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے ابتک تحقیقات نہیں کی دنیا میں چار قسم کی مخلوق پائی جاتی ہے۔

(۱) انسان (۲) حیوان (۳) نباتات (۴) معدنیات

انسان بغیر تمیز کے حیوان ہے مگر انسان کو عمل نیک ہی تمیز تبلاتی ہے۔ انسان امور ذیل میں گفتار وجسم کے اعمال سے مختلف طور مواخذے میں آتا ہے۔

(اول) دل سے تین اقسام کے فعل پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) دوسروں کی دولت چھین لینے کا خیال۔

(۲) دل سے مختلف خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۳) مرتد یا ناستک پن۔

(دوم) چار قسم کے باچک کرم یا فعل ہیں جو گفتار سے پیدا ہوتی ہے۔

(۱) نامرغوب گفتار (۲) دروغگوئی (۳) دوسرے کا عیب کہنا یا لگانا (۴) بے مطلب بولنا۔

(سوم) تین اقسام کے فعل بدن یا جسم سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) جیوؤں کا مارنا (۲) بدوں دی ہوئی چیز کو خود اٹھا لینا (۳) دوسرے کی عورت سے زنا کرنا۔ ہر ایک گناہ کی سزا ءِ جملہ جانداروں کے لئے مساوی ہے اس میں یہ تمیز نہیں ہے کہ گناہگار کسی افضل خاندان یا مذہب یا فرقہ سے ہے۔ جب جاندار اپنے قالب کو چھوڑتا ہے تو اس کے لئے قبل از

قالب چھوڑنے کے دوسرا قالب ضرور موجود ہوتا ہے۔ وہ قالب یا خول اُس جاندار کے اپنے عملوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اُس کی نسبت وید مقدس میں اسطرح کی ہدایت ہے کہ جس طرح گھاس کا کیڑا گھاس کے پہلے پتّے کو نہیں چھوڑتا جبتک گھاس کے دوسرے پتّے کو مضبوط پکڑ نہیں لیتا۔ اسی طرح ہر ایک جاندار قالب چھوڑنے سے پہلے عملوں کے نتیجے کا قالب بنا کر اُس میں داخل ہو جاتا ہے

مخالف خیال والوں کو اعتراض نہیں ہوگا کہ دوسرا قالب جاندار کی جان نکلنے کے بعد ضرور ہوتا ہے کیونکہ جس جسم کو جاندار چھوڑ دیتا ہے۔ وہ تو قیامت کبریٰ تک قائم نہیں رہتا۔ اُس کو خاک یا جانور ہضم کر لیتے ہیں۔ علمی تجربہ سے ثابت ہُوا کہ ہڈیاں بھی

مدید عرصہ کے بعد پتھر کی صورت میں ہو جاتی ہیں بہر صورت یہ خیال ہی خیال ہیں تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ جس جسم سے جاندار نکلتا ہے۔ وہ ضرور ہی نابود ہو جاتا ہے۔ اب امر متنازعہ یہ ہے کہ سزا یا جزا اُس کے عملوں کی جسم یا روح کو دی جاتی ہے اگر کوئی سزا ہے تو وہ ایک لاکھ چوراسی جسموں کے ذریعے سے ہے یا نہیں۔ دنیوی عدالتوں میں جو سزا یا جزا ملتی ہے وہ قدرتی قانون کی تقلید ہے۔ ہندوستان میں جو واضعان قانون نے ایسے جرائم قانون میں وضع کئے ہیں۔ جن میں جسمی سزا دوہری بلکہ تہری تجویز کی ہے۔ ایک جرم میں قید سخت منجملہ اُس کے قید تنہائی و بید وغیرہ قرار دی ہے جو اکثر ملزمان کو روزمرہ جرائم کے عوض میں عدالتوں سے دی جاتی ہے

اسی طرح لطیف وجود میں اُس کے بدعملوں کی سزا دھرم راج جیو مہاراج دیتے ہیں۔ بعد موجودہ دُنیا میں جنم ایک لاکھ چوراسی یا کم وبیش تعداد میں دی جاتی ہے۔ تھیوصوفیکل سوسائٹی والوں نے بھی اس امر سے اتفاق کیا ہے کہ روح قالب چھوڑنے کے بعد اپنے اعمال کے نتیجے سے معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات کے درجے طے کر کے ہر ذرہ کو زندہ کرتے ہوئی درجۂ انسانی تک پہنچتی ہے۔ ہر ذرہ مادی بیرونی بدن کثیف ہو جاتا ہے۔ قانون قدرت سے روح اوّل ہی اوّل سب سے ادنیٰ قسم کے مادے یعنی معدنیات میں نازل ہوتی ہے۔ سات چکر کے بعد نباتات میں نمودار ہوتی ہے۔ جملہ نباتات کا دورہ ختم کر کے مادۂ حیوانی میں ظاہر ہوتی ہے۔

اس کے بعد جسم انسانی میں ظہور پذیر ہوتی ہے ماسوا اسکے قدرتی قواعد کے مطابق گنہگار کی روح نرک یا دوزخ میں ہکر بقیہ حصہ بھوگنے کیواسطے مختلف جنم - گدہا - کتا - اونٹ جانداراں وغیرہ میں پاتی ہے - تمام جانداران دنیا کے اندراج کرنے کیواسطے یہ آٹھواں حصہ کافی نہیں ہے - اسلئے اُنکے ہر ایک جرم یا قالب کے نام درج کرنے سے معذور ہوں ناظرین بارہواں ادھیائے منوح سمرتی و کرم دیپاک ملاحظہ فرما سکتے ہیں *

بید مقدس یا اونیکتوں کی رو سے روح انسانی یا حیوانی یا نباتی یا معدنیاتی میں اختلاف نہیں ہے - بلکہ اپنی عملوں کے نتیجے سے حیوانی روح انسانوں میں اکثر اوقات پیدا ہو جاتی ہے - اور انسانوں میں انسانوں کی طرح رہتی

ہے - علےٰ ہذالقیاس اسی طرح ہر ایک روح کی نسبت جو
دراصل ایک ہی آتما ہے - جو اپنے اپنے عملوں کے
سبب سے اپنے اپنے قالب میں مقید ہے - ہندوؤں کے
خیالات دیگر مذاہب کی طرح نہیں ہیں - اُنہوں نے
حسب ہدایت بید مقدس ہر ایک جاندار غیر موذی کو
اپنی جان کے برابر سمجھ رکھا ہے +

منوجی کی ہدایت کے مطابق جو شخص جیوؤں کو مار کر
کھاتا ہے - دوسرے جنم میں وہ بھی اس کے ہاتھ سے
مارا جائیگا - اور اسی طرح سے اُسکے بدن کا گوشت مقتول
کے پیٹ کی آگ میں ڈالا جائیگا +

دلائیل نسبت تناسخ

(۱) تناسخ کی عدم موجودگی سے عملوں کا نتیجہ بھی نابود ہو جاتا ہے

(۳) تناسخ کی ہستی کو تسلیم کرنیوالا منکر خدا نہیں ہوتا البتہ تناسخ کو تسلیم نہ کرنیوالا خدا کو رحیم و کریم سمجھ کر جرائم کا عادی ہو جاتا ہے +

(۴) کج فہمی سے روح کو مجسم سمجھا جائے تو یہ عقل کی نارسائی کا قصور ہے۔ در اصل روح انادی ہے جو اپنے عملوں کے باعث حواسوں کے قابو میں آکر جنم لیتی ہے نہ روح مرتی ہے۔ مرنیوالا جسم ہے جو بار بار پیدا ہو کر فنا ہوتا ہے

(۵) روح میں دو صفتیں ہوتی ہیں (۱) نیکی (۲) بدی مگر جب صحبت بد کے سبب سے بدی میں مشغول ہو جائے تو اسکا نتیجہ کون اٹھائیگا۔ روح یا جسم؟ جسم چیتن نہیں ہے۔ چیتن یا ہوشیار روح ہے۔ عقلمند تو ضرور تسلیم کریگا۔ یہ چیتن جسم کے ذریعہ سے ضرور نتیجہ بھوگنے کا

(۶) قانون قدرت ایسی تعلیم نہیں دیتا کہ سمجھے کی طرح ترہمائی دیجاتی ہے کہ جو بیماریاں انسان کو ہوتی ہیں۔ وہ قدرت کی سرزنش ہے۔ بیماری وغیرہ جسم کو ہوتی ایسی بھگتنی چاہئے۔ جیسے کہ عدالتوں کی ہتری سزا تجویز شدہ ہے۔ اس کے سوا دوسرے جنم میں بھی بھوگنی پڑیگی ۔

(۷) جب تردید تناسخ میں کوئی دلیل پیش نہ کیجائے۔ تو اس تردید کو اس مذہب کے سوا دیگر مذہب والے کیونکر تسلیم کرسکتے ہیں۔ اس مسئلہ متنازعہ کے ہر ایک پہلو پر غور کرنی ہے کمی و بیشی اعضاء یا نا ملائم عناصر بیمار یا تندرست کو دیکھنا ہے جب پوری طرح سے غور کرینگے تو آخر عملوں کی نیکی یا بدی سامنے آموجود ہوگی۔ جب یہ دونو موجود ہیں۔ تو تناسخ کو تسلیم کرنا پڑیگا ۔

(۸) آب و ہوا بھی بعض اوقات بیمار کو مفید پڑتی ہے مگر قسمت یا مقسوم و تجربہ سے معلوم ہوا کہ حکیم حاذق بھی تبدیل آب و ہوا و علاج مریض سے عاجز رہکر شرمندہ ہوئے ہیں +

(۹) اپنے گھر میں بیوی کا نام بیگم رکھ لینے سے تو سلطنت حاصل نہیں ہو جاتی - ہر ایک جاندار اپنے اعمال کے سبب سے اپنے قالب میں مقید ہے - نہ کہ وہ اعلےٰ خاندان یا خاص فرقہ یا خاص مذہب سے ہے - دنیوی قانون فوجداری بلالحاظ خاندان یا رُتبے یا خاص مذہب یا فرقہ کے ہر ایک انسان کے لئے مساوی ہے - اسی طرح سے قانون قدرت ہے - جسکی تقلید میں یہ قانون وضع شدہ ہے - یہ

کسی کا لحاظ نہیں کرتا تو وہاں سے کس طرح سے رعایت ہو سکتی ہے؟ کوئی جاندار انسان کا مطیع نہیں ہے۔ اُنکا اپنے اپنے اعمال سے مقید ہونا تناسخ کو ثابت کرتا ہے +

(۱۱) جنم ہائے گذشتہ کی باتیں اُنکو یاد رہتی ہیں۔ جنکا باطن صاف ہو۔ کیا گوشت کھانیوالے جیوں کو مارنیوالے بھی سابق جنم کے حافظ کی امید کر سکتے ہیں یہ وجہ انکے لئے کج فہمی کی ہے کہ اُنہوں نے ہنسا یا جیوں کے کھانے کو ترک نہیں کیا۔ البتہ ترک کرنیکی صورت میں تناسخ کی نسبت اچھی طرح واقف ہو سکتے ہیں +

(۱۲) قانون قدرت میں ایسے مشینات عام یا خاص نہیں جو ہر وقت ہر ایک گناہگار کو سزا سے محفوظ رکھ سکیں۔ کیا چور اس وجہ سے گناہگار نہیں کہ

اُس نے بدمستی سے جُرم کا ارتکاب کیا تھا +

(۱۳) نیک و بد عملوں کا نتیجہ وقت معینہ تک دوزخ و بہشت میں بھوگتنا پڑتا ہے۔ جس طرح انگریزی عدالتوں کے حکم سے جرائم کی سزا بھوگتنے کی صورت ہے کہ قیدی جیل میں نمبردار یا سفید پوش ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح دوہری سزا یا جزا بھگت کر جیو گناہوں سے پاک ہوتا ہے +

(۱۴) تناسخ کا مسئلہ عین توحید کی تائید میں ہے البتہ خطرناک اور اُسکا دشمن ہے جو قاتل جانداران اور لذات نفسانی میں مبتلا ہیں +

(۱۵) تناسخ کے مسئلہ کو تسلیم کرنے سے خدا خود غرض کیونکر سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ خدا اس مسئلہ کی پیروی کرنے سے سمجھ میں آتا ہے۔ خود غرض نہیں۔ جسکے جسقدر اعمال کا

نتیجہ ہوتا ہے اُسکو اُسی قدر عطا کرتا ہے۔ اصل سبب سے وہ عادل ہے اور عادل جو عین عدل کرے۔ وہ خود غرض کیونکر ہو سکتا ہے؟

(۱۶) احسان یا مروت باہمی غرض مشترکہ کے لئے کیا جاتا ہے کہ الف نے ب کے احسان کو فراموش کیا خیر اگر دنیا میں نہیں تو عاقبت میں تو وہ اُسکا بدلہ ضرور دیگا۔ اس کی تعبیر مسئلہ تناسخ سے ہے +

(۱۷) تناسخ کا مسئلہ باری تعالےٰ کی ذات کے ساتھ دلی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ اگر قانون انگریزی کے مطابق بھی ہر ایک مجرم درگذر یا رحم کے قابل ہو تو جرائم کا انسداد کیونکر ہو سکتا ہے؟ کثرت جرائم سے امن میں سخت خلل پڑیگا۔ اس وجہ سے تناسخ

کا مسئلہ معقول اور قابل تعریف ہے +

(۱۸) ہر وقت ہر ایک گناہگار کیلئے صرف دعا مانگنا معافی سزا کیلئے کافی نہیں ہے۔ اگر صرف دعا مانگنے سے ہی جُرم کی معافی ہو سکتی ہے۔ تو عادی مجرموں کی کثرت ملک کو تباہ کر دیگی۔ اسوجہ سے قدرت نے تناسخ کو قائم کیا ہے۔ ایک بار لاکھ چوراسی بھگتنے پر سیکھ نہ ہوں تو دائماً لاکھ چوراسی یون یا جنم میں قید رہنا پڑیگا +

(۱۹) تناسخ کے تسلیم کرنیوالے کو ہر وقت سچا مددگار خیال میں رہتا ہے۔ اسوجہ سے بدکاری وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر ان سے کوئی جرم سرزد بھی ہو۔ تو اُسکی سزا بھگتنے کیواسطے تیار رہتا ہے۔ البتہ اس صورت

ہیں تناسخ کے تسلیم کرنیوالے ہی خدا سے عفو کی امید وار ہو سکتے ہیں +

(۲۰) تناسخ کے اعتقاد سے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری ہوتی ہے۔ اور تناسخ ہی کا مسئلہ بدیوں کی بنیاد کو نیست و نابود کرتا ہے اور نیکی کرنے کی ہدایت کرتا ہے نیکیوں کے ذریعہ سے خواہ جنم ہائے گذشتہ کی ہوں۔ جاندار دنیا میں آرام پاتا ہے۔

تمثیل ایک کتا جو ویسرائے گورنر جنرل کی گود میں کھیلتا کودتا ہے۔ ہر ایک قسم کی آسایش اُس کیلئے موجود ہے تو اُسکی کیا وجہ ہے کہ ویسا ہی ایک کتا عام بازاروں میں کھانے پینے سے تنگ ہو کر در بدر حیران خاک بسر پھرتا ہے۔ اسی کو اعمال سابقہ کا نتیجہ کہتے ہیں +

(۲۱) جو حد جس بشر کیلئے قدرت نے مقرر کردی ہے۔ اگر وہ اُس حد سے بڑھتا ہے تو ضرور آتشک پھاڑی بیماریاں اسکو لاحق ہونگی۔ حد سے بڑھنے کے سبب سے جیو تناسخ کے چکّر میں گھومتا ہے۔ جب وہ حد سے نہیں بڑھتا۔ تو اُس کو تناسخ بھوگتا نہیں پڑیگا ؛

(۲۲) مقروض ہونیکی صورت میں جو وفات پاتا ہے اُسکو بھی تناسخ بھوگتا پڑتا ہے ؛

(۲۳) چارپائے۔ چرند۔ پرند گزند وغیرہ جانداروں کے ذریعہ سے جو انسان معاش پیدا کرتے ہیں۔ وہ کیا قرضہ سابقہ جنموں کا ادا نہیں کرتے تو کیا بے بنیاد دلیل کے بناء پر یوں ہی پھندے میں پھنسے ہوئے ناچتے کودتے دنیا کو تماشے دکھاتے ہیں۔ اس سے ثابت

ہوتا ہے کہ ہر ایک جاندار اپنے اعمال کے نتیجے کو مختلف جنموں کے ذریعے سے بھگت رہا ہے +

فصل تیسری

مکتی یا نجات

یہ زمانہ کلجگ کا ہے۔ اس زمانے میں بدی ہر وقت دامنگیر رہتی ہے۔ اور حد سے بڑھکر بُرے بُرے افعال کراتی ہے۔ اس زمانے میں نیکی کی طرف انسان کی رغبت کا ہونا محال ہے۔ مگر ہادی کے ذریعہ سے بدی کی بُرائیوں کو چھوڑ کر نیکی کی دستگیری سے مکتی یا نجات کا متلاشی ہو سکتا ہے۔ مکتی چار

نوع کی کہا ہے +

(۱) سالوک (۲) سامیپ (۳) ساروپ ۔ ساہب (۴) سایج ۔

(اوّل) جو کچھ دینا میں دکھائی دے رہا ہے۔ اُس کل کو خدا کی ملک سمجھے۔ جبکہ وہ کل دنیا کو پرماتما کی ملک سمجھے گا۔ تو اُس کے دل میں سے خودی کا غرور دور ہو جاویگا۔ جب خودی کا پردہ دل سے اُٹھ گیا تو اُسکو ہر ایک طرف پرماتما کی ملک نظر آئیگی +

جب پرماتما کی ملک ہر چہار طرف دیکھنے میں آئے تو دوسرے درجہ میں ہری کو حاضر و ناظر و موجود اور بہت نزدیک دیکھ لیگا +

تیسرے درجہ میں یہ سمجھ لے کہ آدم کا نمود

ہری کی صورت پر ہے پس جو مشاہدہ کا طالب ہو اسکو چاہئے کہ اپنے وجود کے جمال کی صورت اور دوسری ہر ایک صورت کو ہری کی صورت پر دیکھنے سے درجہ محو مطلق کا حاصل ہوتا ہے۔ پرماتما میں محو ہونیکے مفصلہ ذیل چھ طریقے ہیں +

(۱) جنس نفس یا دم میں مشغول ہونا (۲) اندرونی و بیرونی خواہشوں کو ضبط کرنا (۳) ایک خاص چیز پر اپنے تصور کا جمانا (۴) اُس کو مضبوط کرنا۔ (۵) یقین کو درست رکھنا (۶) اُس میں محو ہونا جب یہ امور ایک ہو جائیں تو اُنکے مجموعے کو جوگ کہتے ہیں۔ ان امور کے مشغولی سے آتما کو پاتا ہے۔ جو محض نور ہے جو سب کا مالک ہے اور ہر ایک جگہ میں پُہنچا ہے

اور سب کا پالنے والا ہے جسوقت ایسے پرماتما کو جان لیتا ہے اُسوقت اپنے نیک و بد اعمال جلا کر سب علم کو اُسی ذات کے ساتھ جو بے زوال ہے - ایک دیکھتا ہے - اس میں بدن مطلق نہیں دیکھتا - جب کسی جگہ آگ لگی ہو - وہاں کوئی پرندہ یا حیوان نہیں آتا - اسی طرح سے جو برہم کو جان لیتا ہے اور گیانی ہوتا ہے اُس میں کوئی گناہ اور قصور دخل نہیں کر سکتا - باہر کے سب حواسوں کو اندر کھینچکر پرانوں میں نگاہ رکھے - اور خواہشوں کو چھوڑ دے - اور جن پرانوں کو اس ذات میں جو پران نہیں رکھتے - جدا کر کے پران بنایا ہوا ہے اُنکو بھی اس آتما میں نگاہ رکھے - اسی کا نام حالت توریا ہے - جو آتما کو آتما میں محو کرے کہ جو ذات دل نہیں

رکھتے - اور دل میں رہتی ہے اور دل سے اُسکو سوچ
نہیں سکتے - وہ ہر ایک پوشیدہ سے پوشیدہ ہے اور
ہر ایک بہتر چیز سے بہتر ہے اور اُسکو اپنے دل میں
محو کرے تو جیو آتما میں محو ہو جاتا ہے - کیونکہ جیو آتما
دل سے جدا رہتا ہے - زبان کے سر کو بلندی کی جانب
زبان کی جڑ میں پہنچائے - اور اُس کے بعد تالو میں جو
اندرونی سوراخ ہے اُسکو زبان سے بند کرے اس عمل سے
گویا دل اور حواس اور جملہ پران قابو میں ہو جاتے
ہیں - اور دل محو ہو جاتا ہے - اور اُسیوقت جیو آتما اُس
برہم کو جو ہر ایک لطیف سے زیادہ لطیف ہے اور
ہر ایک روشنی سے زیادہ روشن ہے - پورے یقین
سے اپنا عین جانتا ہے اور جیو آتما کا بھی تعین درمیان

اُٹھ جاتا ہے یہ سارا بیشمار عالم خود ہی نبجاتا ہے اور آپ
ہی آپ دکھائی دیتا ہے اُس کے پیدا کرنیوالے کا دوسرا
مقام اور مرتبہ نہیں رہتا۔ بفکر ہو جاتا ہے۔ جسوقت دل
صاف ہو جاتا ہے۔ اُسوقت دل سے نیک بُرے عمل پیدا
ہوتے ہیں۔ اور عمل کا نتیجہ اُسکو اثر نہیں کرتا۔ اور اُسکا جیو
آتما سروپ میں ہوکر پرماتما میں محو ہو جاتا ہے۔ اور بزرگی کا
بے انتہا سرور پاتا ہے اور جو کہ سہگمنا رگ کے راستہ سے
جو نہایت باریک اور روشن ہے اور اسی سہگمنا کے
راستہ سے پران اوپر کو جاتے ہیں پران اور دل اور پرتو کو
ایک کرے اور اُس راستہ سے ام الدماغ میں پہنچا پہنچاوے اور زبان کے
سر کو اوپر کر کے تالو کے سوراخ کو اُس سے بند کرے اور حواسوں کو بھی
لگاکے اُس جگہ نگاہ رکھے تو اُس سے وہ ایسی بزرگی پاتا ہے۔ کہ اُس کے

ذریعہ سے اپنی اصل بزرگی کو پالتا ہے۔ اور اُس بزرگی کے پالنے سے جیو آتما کا تعلق اُٹھ جاتا ہے۔ اور اُس تعلق کے اُٹھ جانے سے غم اور اندوہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اور اکیلا آپ ہی دکھائی دیتا ہے کہ پہلے پران کو ضبط کر کے عین جیو آتما بنائے اور جیو آتما کے تعین کو دور کر کے پرم آتما جو بے انتہا ہے اور اس کا تصور اُس سے انتہا جہان کے کناروں سے آگے گذر جاتا ہے ایک کر لے اور صدر دماغ میں عین نگاہ رکھے کہ وہ آتما ہو کر رہے۔ برہم دو قسم کا ہے ایک شبد۔ دوسرا اشبد۔ شبد ایک تو الفاظ یعنی مرکب آواز ہے اور دوسری آواز مطلق ہے۔ جسکو انا ہد کہتے ہیں۔ انسان ان دونوں کو ایک جانکر مشغول ہو کیونکہ لفظوں سے جو آواز نکلتی ہے وہی مطلق آواز کو ظاہر کرتی ہے۔ شبد جو لفظوں سے مرکب آواز

ہے۔ پرنو ہے اور اس سے پرنو کے ذکر کے وسیلے سے اوپر کو جاتا ہے
اور جو برہم اشبد ہے۔ وہ مطلق ہے۔ آواز اُس میں محو ہو جاتی ہے
اور یہی راستہ ہے یہی بیزدال ہے یہی محو ہوتا ہے۔ یہی بڑا
آرام ہے جیسا کہ بدلی یا کنیا آدمیوں کے دیکھنے سے بھاگ کر
اپنی تاریوں اوپر کو چلی جاتی ہے اور لوگوں کے صدمہ سے آرام
پاتی ہے۔ اسی طرح جو پرنو یا اُدم میں مشغول ہوتا ہے اور پرنو کے
راستے سے اوپر کو چلا جاتا ہے اور سب سے رہائی پا کر قید سے چھوٹ
جاتا ہے کہ اپنے دونوں کانوں کو دونوں انگلیوں سے بند کر کے اس آواز
کو سنے جو آواز دل میں ہے اور جسکو انا ہد کہتے ہیں سات قسم کی آوازوں
سے اُسکی تشبیہ دی جاتی ہے۔ ایک دریا کے شور کی دوسری جرس کی
آواز تیسری گھڑیال کی چوتھی آواز گاڑی کے پہیوں سے چلنے کے وقت
جو نکلتی ہے پانچویں بادل کی گرج کی آواز جو برسات کے دنوں میں

مینہ برسنے کیوقت نکلتی ہے۔ چھٹی ایسی آواز جیسی کہ مینہ زور سے برسنے کیوقت نکلتی ہے۔ ساتویں ایسی آواز جیسی کہ پہاڑیوں کے درمیان یا حمام میں آدمی کے آواز دینے سے گونج سنائی دیتی ہے بعض کہتے ہیں کہ اناہد کی آوازوں کی ایک ہی قسم ہے۔ مگر جب یہ مطلق اناہد نہیں رہتی تو اس سے کئی آوازیں نکلتی ہیں اور اطلاق کے تمام ہونیکے وقت سب اُس میں گھس جاتی ہیں ایسا اناہد کی آوازیں جو مطلق اور غیر مطلق ہیں اُنکی سات قسمیں ہیں۔ جب تمام ہوتی ہیں ایسی آواز مطلق میں محو ہو جاتی ہیں۔ اسکا حال شہد کی مکھی کا سا ہے کہ مکھی شہد کی ہر ایک قسم کے پھولوں کی شیرینی کو لاتی ہے اور ایک شہد بناتی ہے پھر مختلف پھولوں کے مزے ایک شہد میں گم ہو کر اس میں ایک شہد کا مزہ باقی رہ جاتا ہے کہ برہم کو دو قسم کا جاننا چاہیئے ایک تو شبد برہم یا پر نو جو آواز

یں آتا ہے۔ دوسرا پربرہم یا پرنو کے معنے جو ذات مطلق ہیں
جو پرنو کے ذکر میں کامل ہوتا ہے وہ ذات مطلق کو پہنچ جاتا ہے
ہر ایک اسم کا ذکر برہم نہیں بلکہ اسی پرنو اسم مقدس کا ذکر برہم ہے
کیونکہ پرنو آدھا ماترا رکھتا ہے اور وہ عین آرام ہے - وہ
حزنوں میں نہیں آتا۔ بے خوف ہے بے غم ہے۔ محض سُر ہے
جو ہمیشہ آسودہ ہے ہمیشہ قائم ہے۔ بے حرکت ہے۔ بے زوال
بے نقصان تغیر و تبدل سے مبرا ہے اور محیط ہے جو یہ چاہتا
ہے کہ سب سے بزرگ ہو جاؤں وہ اُسی پرنو کے آدھی ماترے
میں مشغول ہو کہ جس ذات کا نام ادم ہے وہ ذات پربرہم
ہے اور پربرہم مطلق بھی ہے اور مقید بھی ہے۔ اسکو کوئی
آواز نہیں پہنچتی اور وہ ذات سُن بھی ہے یعنے ذات کے مرتبے
میں کوئی نام و نشان اور کوئی صفت نہیں رکھتی اِس ذات کے

مشغول ہونیکی جگہ اُمُّ الراس یا دماغ ہے۔ جیسے روح بیرنگ اور
بے صفت ہے ویسے اُمُّ الراس یا دماغ بھی بیرنگ و بے صفت ہے
اور اس راستہ میں کوئی خطرہ نہیں۔ آدمی کا بدن کمان کی بجائے ہے
اور پرنو تیر کی جگہ ہے۔ اور دل بجائے پھل تیر کے ہے۔ اور
نادانی اور غفلت نشانہ کی بجائے ہیں۔ جسوقت اس تیر کو
نشانے پر لگاتا ہے تو وہ اُس جگہ جا پہنچتا ہے۔ جہاں نادانی اور
غفلت کو دخل نہیں۔ اگر اپنے دل کو اس تیر سے نشانے پر پہنچائے
جو سب کا اصل ہے تو اسے ایک ایسی خاصیت حاصل کرتا ہے
جس سے اس بیمثل ذات کو پالیتا ہے۔ اور جسوقت اُسکا
دل اُس میں محو ہو جاتا ہے اُسوقت انسان سرود پاتا ہے
کہ وہ سرود اپنی خوشی کو آپ جانتا ہے۔ اور اپنے آنند کا گواہ
آپ ہی ہوتا ہے۔ اور وہ برہم ہے۔ جیسا کہ ہے اور یہی سب سے بڑا

سیدھا راستہ ہے اور باقی سب راستے اس سے نیچے ہیں اور
سارا جہان یہی ہے - وہ ذات جسکا نام مقدس پرنو ہے سو وہ
محض نور ہے اور اُس میں نادانی اور خواہش نہیں اور خواب
و موت نہیں رکھتا جو اُس عالم کو دیکھتا ہے - وہ دیکھنے کے
بعد اُسکی مانند ہو جاتا ہے - اسلئے اسکا نام جوگ ہے پران اور دل
اور حواسوں کو ایک کرتا ہے اور اُنکی صفتوں کو اُنسے جدا کر دیتا ہے
پرنو کو دام بناتا ہے اور جملہ حواسوں اور پران اور دل کو پکڑ کر بدنی
آگ میں ڈالے جو عین غذا ہے اور کل کو اپنے میں محو کرے
کہ جو برہم بہت بزرگ اور بیزوال اور بدن کے سوا ہے - اسکا نور
بدن کی گرمی ہے اور سب حواس اور کل چیزیں اس گرمی کے بجائے
ہیں سانس روغن کے سبب سے اُسکی گرمی کا شعلہ بھڑکتا ہے اور
اُس نور کی جگہ ظاہری دل کے درمیان ہے - جو شخص اپنے دل کو

اس نور کے ساتھ ایک جانتا ہے اور اپنے دل کو ہمیشہ
اس نور میں مشغول رکھتا ہے۔ اس کا دل بھی وہی نور ہو جاتا ہے
یہ بدن پانچ عنصروں کے ذریعے سے حرکت کرتا ہے۔ جسنے اُسکے ظاہری
و باطنی حواسوں اور اُنکے ترک کو چھوڑ دیا ہے اور عمل کر دینے کو
چلہ بنایا ہے اور استقامت کو کمان اور انانیت کے چھوڑنے کو
تیر انانیت اُس دربان کی مانند ہے جو برہم تک پہنچنے کا مانع ہے
اور بیوقوفی یا نادانی کی پگڑی جو سر پر رکھی ہوئی ہے اور کانوں میں
دو حلقے حرص اور حسد کے پڑے ہوئے ہیں۔ اور خواب اور
کاہلی اور گناہوں کی لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے ہے غرور پیدا کرنیوالا
غفلت کو چلہ اور طمع کو کمان اور خواہش کو تیر اور سب جانداران
کو مارتا ہے۔ ایسے شخص کو مارنا احسان نہیں ہے البتہ اُس صورت
میں جسوقت پر نور کی کشتی پر سوار ہوتا ہے اور دل کی خواہشوں کے دریا

گذر کر اس ذات میں ملجاتا ہے جو عین علم ہے اور اس دریا کے گذرتے
سے بھی ظاہر ہوتے ہیں جبکہ کوئی خزانہ اور لعل و الماس کے ہاتھ
آنیکے واسطے زمین کو کھودتا ہے اور آہستہ آہستہ گھستا ہے البتہ
رفتہ رفتہ اپنے مطلب پر پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح انسان کو چاہئے
کہ اس ذات میں آوے جو اصلی گھر ہے۔ بدن کے چودہ پردے ہیں
جسمیں سے (۱) عین غذا (۲) پران (۳) دل (۴) عقل (۵) پردہ سرور
(۶) جو سرور میں تقید ہے جو جیوآتما کا تعین ہے (۷) سرور مطلق ہے جیوآتما کو
حسب ہدایت گورو یا مرشد کامل محو کردے جب اسطرح سرور مطلق میں آجاتا ہے
پھر اسمیں آنیکے بعد پاک ہو جاتا ہے اور ہر طرح سے آرام میں رہتا ہے
بے تعین۔ بے نہایت۔ بے موت۔ قائم اور قدیم خود مختار ہو جاتا ہے
اور ہمیشہ اپنی بزرگی میں رہتا ہے۔ بذریعہ ضبط حواس کے اس درجہ کو
چھ ماہ میں پرماتما کو گورو یا مرشد کامل کے حاصل کر سکتا ہے مختصر تمیز نسبت رستگاری

یا عدم رستگاری کی یہ ہیں اس روح کے جانیکے دو راستے ہیں (اوّل) بہشت
(۲) دوزخ (اوّل) جب روح مہاتماؤں کے بدن سے جدا ہوتی ہے تو جلد نکلکے بعد
قرص آفتاب میں سوراخ کرتی ہے اور اس سوراخ میں سے گذر کر عالم برہم میں پہنچتی ہے
اور جب برہم اپنے آپ لیں یعنی رستگاری ہوتی ہے اُسوقت وہ بھی عین برہم ہو جاتا ہے
جیسے تمام دل کے گھر میں چراغ کی مانند ہے اور اُسکی شعاعیں بے نہایت ہیں
اور اُن شعاعوں کا رنگ سفید اور سرخ اور زرد اور سبز اور صندلی ہے جو شعاعیں
رنگوں کے درمیان میں ہیں انمیں ایک رگ ایسی ہے جو تمام اکثر اس میں پہنچی ہوئی ہے
اور اُسکی شعاع قرص آفتاب میں سوراخ کرکے وہاں سے روح کو عالم برہم میں
پہنچاتی ہے اور وہاں سے خاص معرفت حاصل کرکے برہم کیساتھ لیں یا رستگار ہو
جاتی ہے دوسری رگیں جو سگمنا سے ملی ہوئی ہیں اور ان رگوں کا منہ نیچے
کی طرف ہے جب کسی بُرے عملوں والے کی جان ان رگوں میں سے کسی رگ کی
راہ سے نکلتی ہے تو وہ نیچے کے عالم میں جو جہنم ہے بُرے عملوں کے نتیجہ پانے

کیواسطے جاتی ہے اور وہاں سے اپنے عملوں کا نتیجہ بھگت کر دوسری یا تیسری سنسار بھگتنے کیلیے
لاکھ جوناستی میں داخل ہوتی ہے بند اور خلاصی جیو آتما کو ہے بلکہ دل عین
ارادہ اور خواہش اور شک اور اعتقاد اور بے اعتقادی اور استقامت اور تذبذب
اور حیا اور خوف میں رہتا ہے جب جیو آتما دل کی اُن خواہشوں کو اپنی طرف منسوب
کرتا ہے تو اپنی خواہشوں سے اپنے کو قید میں ڈالتا ہے اور جسوقت مقید ہو جاتا ہے تو
اپنی صفائی اور لطافت کو بھول جاتا ہے اور ناصاف اور کثیف ہو جاتا ہے اور باوجود مستقل ہونیکے
بیقرار ہو جاتا ہے اور باوجود بیحرکت ہونیکے متحرک ہوتا ہے باوجود روشنی کے
تاریک دکھائی دیتا ہے باوجود بیخواہش ہونیکے خواہش میں پڑ جاتا ہے باوجود بیغرض
ہونیکے مغرور ہو جاتا ہے اس وجہ سے یہ کہکر کہ میں ہوں وہ مجھ سے ہے وہ اس سے اپنے
آپکو قید میں ڈالدیتا ہے پس دل اور عقل کے کام اور انانیت کو اپنی طرف سے
جیو آتما کی بند ہے اور اپنی طرف انکو منسوب نہ کرنیسے خلاصی اور رستگاری ہے جو ان تینوں سے
محفوظ ہے وہ نجات کا مستحق ہو جاتا ہے +

مخزن الاخلاق

۲۸ر جنوری ۱۹۰۶ء

ریویو سماچار اخبار کی تعریف اس کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ یہ کتاب ایک چھوٹے سائز کی ۳۴۰ صفحوں کے حجم میں ہے اخلاقی فوائد اس میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ اسلئے ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ آجکل جیسے فحش اور مخرب اخلاق ناول وغیرہ کا رواج ملک میں ہو رہا ہے۔ اگر عوام الناس بجائے ان کے ایسی کتاب کا مطالعہ کریں تو نہایت ہی فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اس کتاب کے لائق مصنف لالہ میاداس صاحب مختار دریونیو ایجنٹ درجہ اوّل عدالت العالیہ فنانشل کمشنر بہادر پنجاب ہیں۔ قیمت صرف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲

مہربان بندہ جناب دیوان
میاداس صاحب زاد عنایتہ۔ آپنے کاپی مخزن الاخلاق میرے
پاس بھیجی - از حد مشکور فرمایا میں نے اسکا بہت ساحصہ پڑھا
اور پڑھکر نہایت خورسند ہوا - فرصت کے وقت مطالع
کو یہ کتاب بہت عمدہ ہے - علاوہ دلچسپ ہونیکے نصیحت اور
مضامین قدیمی اور ویدانت جو کتاب میں موجود ہیں آدمی کو
اس دنیا اور آخرت میں بہت فائدہ مند ہیں - آپنے عوام کو
اس کتاب سے فائدہ پہنچایا ہے - اور آپ کا وسیع تحریر اور
عمدگی خیالات اس کتاب سے نمایاں ہے +

الراقم

بندہ بنارسی داس اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر - لاہور
یکم جولائی ۱۸۹۶ء

میں نے مخزن الاخلاق مولفہ لالہ میاداس صاحب
مختار عدالت ہائے ماتحت چیف کورٹ ملاحظہ کی۔
درحقیقت یہ نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس میں بہت
سے عمدہ مضامین متعلق اخلاق بہت سلیس اور
صفائی سے لکھے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں
اگر یہ کتاب مدرسہ سرکاری میں لڑکوں کو پڑہائی جاوے
تو اُن کے اخلاق کے درست کرنے میں بہت مدد
دیویگی اور طلبا کو ضرور ایسی کتاب پڑہانی چاہئے
جس سے کہ ان کو ابتدائی عمر میں عمدہ عمدہ عادات
پڑجاویں۔ اور بعد میں ایسی عادات سے اُن کو اور
اُن کے متعلقین کو فائدہ پہنچے +

الراقم - ہری چند صاحب رجسٹرار خفیفہ لاہور ۱۱ جون سنہ ۱۸۹۶ع

غلطنامہ

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۳	۷	جواسول	جواسول
۸	۱۰		
۱۴	۶	کرے	کرنے
۲۵	۲	بیٹھا	بیٹھتا
۵۴	۱	یکتنو	یکسو
۵۶	۳	نقلید	تقلید
۶۲	۲	استاد	استادہ
۸۵	۷	نہ بے رحم	بے رحم
۹۶	۵	ناکہ	تاکہ
۱۰۲	۱۲	رہی	دہی
۱۱۳	۲	للی	الٰہی
۱۱۹	۱۲	کردی	کردیتی
۱۳۰	۸	اینی	الٰہی
۱۴۷	۴	گنگا	گنہگار
//	۱۲	کھاتے	کھاتا

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۱٦۱	۲	یارہ	بارہ
۱٦۸	۸	ذیل	ذیل کی
۱۷۵	۳	عوت	عورت
۱۸۷	۴		
۱۹۵	۱۱	دراپدری	داریدری
۲۳۳	۹	معمور	مخمور
۲٦۳	۴	ہر	تر
۲٦۷	۵	لی	کی
۲۷۵	۱۲	دود	دودہ
۲۸۴	۱	تصوروں	تصویروں
۳۲۵	۳	دسو دسو	دسو
〃	۱۳	ہے ہے	ہے
۳۳۲	۳	دیہبہ	دیہہ
۳۳۵	۱	اترب	اتھرب وید
〃	۳	دہ	دو

اوم

مخزن الاخلاق

بزبان اُردو

مصنفہ

دیوان میا داس غریب منشی مختار وریونیو

ایجنٹ درجہ اوّل عدالت عالیہ فنانشل کمشنر پنجاب

سنہ ۱۹۰۵ء

در مطبع مفید عام لاہور طبع شد

مخزن الاخلاق کو کرنل سی ایچ

مارشل صاحب۔ سابق

ڈویژنل جج بہادر لاہور کے

نام مبارک سے معنون

کیا گیا ہے ٭

تصویر عکسی دیوان میاداس غریب منشی مختار درجہ دوم ریونیو ایجنٹ درجہ اول مصنف
پنجاب لاہور

انڈکس مخزن الاخلاق

مضمون	فصل	صفحہ
مناجات ہری...	•	۱ تا ۶
باعث تالیف کتاب ہذا	•	۶ 〃 ۱۱
	حصّہ اوّل	
توجہ و نیک نیتی....	فصل پہلی	۱۲ تا ۱۸
وقت کی قدر.....	〃 دوسری	۱۸ 〃 ۳۱
حیا.........	〃 تیسری	۳۱ 〃 ۳۴
رشک.......	〃 چوتھی	۳۵ 〃 ۳۸
دور اندیشی....	〃 پانچویں	۳۸ 〃 ۴۲
استقلال......	〃 چھٹی	۴۳ 〃 ۴۶
رضا........	〃 ساتویں	۴۶ 〃 ۵۱
پرہیزگاری......	〃 آٹھویں	۵۱ 〃 ۵۵
	حصّہ دوم	
غصہ اور لالچ سے بچا رہنا	فصل پہلی	۵۶ تا ۶۳

خواہش اور اسکا استعمال -	فصل دوسری	۶۳ تا ۶۷
تکبر	" تیسری	۶۷ " ۷۰
طمع	" چوتھی	۷۰ " ۷۴
فضول خرچ	" پانچویں	۷۵ " ۷۶
امید و بیم	" چھٹی	۷۶ " ۷۸
خوشی و غم	" ساتویں	۷۹ " ۸۴
رحم	" آٹھویں	۸۴ " ۸۹
پند سودمند ،، نصیحتیں	حصہ سوم فصل پہلی	۸۹ تا ۱۳۶
	حصہ چہارم	
جیو رکشیا جیوں کے ہنسکے ابتدائی بواعث....	فصل پہلی	۱۳۷ تا ۱۴۴
مذہبی عقائد کے رو سے گوشت خوری کی ممانعت	" دوسری	۱۴۴ " ۱۵۵
گوشت خوری کی ممانعت کی نسبت دلائل....	" تیسری	۱۵۵ " ۱۶۷
....	....	....

حصہ پنجم

فرائض زوجہ ...	فصل پہلی	۱۶۸	تا	۱۸۱
" خاوند ...	" دوسری	۱۸۲	"	۱۸۶
" پدر ...	" تیسری	۱۸۶	"	۱۹۲
" پسر ...	" چوتھی	۱۹۳	"	۱۹۹
" برادر ...	" پانچویں	۱۹۹	"	۲۰۲

حصہ ششم

حاکم و رعایا ...	فصل پہلی	۲۰۲	تا	۲۱۴
آقا و ملازم ...	" دوسری	۲۱۴	"	۲۱۶
انصاف ...	" تیسری	۲۱۷	"	۲۲۰
ججمنٹ یا فیصلہ ...	" چوتھی	۲۲۰	"	۲۲۴
نخوت یا غرور ...	" پانچویں	۲۲۴	"	۲۲۶
انتقام ...	" چھٹی	۲۲۶	"	۲۳۰
ظلم و حسد ...	" ساتویں	۲۳۱	"	۲۳۳
اقبال مندی ...	" آٹھویں	۳۳	"	۲۲۸
غربت و شرافت ...	" نویں	۲۲۸	"	۲۴۲
فیاضی ...	" دسویں	۲۴۳	"	۲۴۵
راستبازی ...	" گیارھویں	۲۴۵	"	۲۴۸

علم کی کمی	فصل بارھویں	۲۴۸ تا ۲۵۴
سائینس	" تیرھویں	۲۵۴ " ۲۵۸
	حصہ ہفتم	
مذہب	فصل پہلی	۲۵۹ تا ۲۶۴
خیرائیت	" دوسری	۲۶۵ " ۲۶۸
دانائی و نادانی	" تیسری	۲۶۹ " ۲۷۲
مفلس و غنی	" چوتھی	۲۷۲ " ۲۷۸
انسانی بناوٹ	" پانچویں	۲۷۸ " ۲۸۰
شکرگذاری	" چھٹی	۲۸۰ " ۲۸۲
ناپائداری	" ساتویں	۲۸۳ " ۲۸۶
کمزوری	" آٹھویں	۲۸۶ " ۲۹۰
مصیبت	" نویں	۲۹۰ " ۲۹۶
تقدیر و تدبیر	" دسویں	۲۹۶ " ۳۰۲
افسردہ خاطری یا دل کی پژمردگی	" گیارھویں	۳۰۳ " ۳۱۰
	حصہ ہشتم	
روح کی ماہیت ...	فصل پہلی	۳۱۱ تا ۳۴۶
تناسخ معہ دلائل ...	" دوسری	۳۴۶ " ۳۶۴
مکتی یا نجات ...	" تیسری	۳۶۴ " ۳۷۹